تحریر و ترتیب
الحاج مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری مہاجر مدنی

اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا

تم اپنے رب سے گناہوں کی معافی مانگو، وہ یقیناً بڑا بخشنے والا ہے (نوح: ۱۰)

فضائلِ توبہ و استغفار

تحریر و ترتیب

الحاج مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بُلند شہری مہاجر مدنی

مع

رسالہ گناہوں کی فہرست

تالیف

ابو الحسن علی ندوی

مشتاق بُک کارنر
الکریم مارکیٹ
اردو بازار
لاہور

فہرست مضامین رسالہ فضائل توبہ واستغفار

تیسرا باب

استغفار کے فضائل 86

تَحذِيرُ العَشَائِرِ عَنِ اِرْتِكَابِ الْكَبَائِرِ وَالصَّغَائِرِ

گناہوں کی فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولف کی گذارش

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِی الطَّوْلِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْ عَنِ السَّيِّئَاتِ وَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ وَ يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ. وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ بَشَّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِرَحْمَةِ اللّٰهِ وَ جَزِيْلِ ثَوَابِهٖ وَالْكَافِرِيْنَ بِنِقْمَةِ اللّٰهِ وَ شَدِيْدِ عِقَابِهٖ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ حُمَاةِ الْحَقِّ الْمُبِيْنِ وَ مُحَاةِ الْكُفْرِ وَالشِّرْكِ مِنَ الْعَالَمِيْنَ ٥

امابعد! آج کل اعمال صالحہ کی طرف سے بہت غفلت ہے اور گناہوں کی طرف رغبت زیادہ ہے۔ ورع اور تقویٰ کی جانب توجہ بہت کم ہے۔ جو لوگ دیندار سمجھے جاتے ہیں وہ بھی گناہوں میں مبتلا ہیں اور ہر ایک نے اپنی مرضی سے تھوڑی بہت دینداری اختیار کر رکھی ہے۔ جس نے جتنا دین اپنا رکھا ہے اسی کو کافی سمجھے ہوئے ہے اور باقی دین میں جو شریعت کی خلاف ورزیاں ہوتی ہیں ان سے بچنے کا بالکل اہتمام نہیں اور لاکھوں افراد ایسے ہیں جو اپنے دعویٰ میں مسلمان ہیں، لیکن گناہوں میں سر سے پاؤں تک لت پت ہیں اور فسق و فجور میں اس حد تک آگے بڑھ چکے ہیں کہ گناہوں کو ترک کرنے اور توبہ واستغفار کی طرف متوجہ ہونے کا کبھی تصور بھی نہیں کرتے، بلکہ ان میں بہت سے افراد ایسے ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ اتنے گناہ کر لئے ہیں اب کیا توبہ قبول ہوگی۔

ان امور کو سامنے رکھ کر ارادہ ہوا کہ توبہ کی حقیقت اور ضرورت اور استغفار کے دینی و دنیاوی منافع پر ایک رسالہ لکھوں جس میں گناہوں سے بچنے کی تاکید کے ساتھ ساتھ اللہ کی وسیع رحمت کا بھی ذکر ہو اور یہ بتایا جائے کہ کوئی کیسا ہی اور کتنا ہی بڑا گناہ گار ہو اس کے لئے توبہ کا دروازہ اس وقت تک کھلا ہوا ہے جب تک کہ مغرب سے آفتاب طلوع نہ ہو کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے

ناامید نہ ہو۔اوروہ ہروقت رجوع الی اللہ کرسکتا ہے۔

رسالہ لکھنے کا خیال تو عرصہ دراز سے تھا لیکن قلب میں اس کے لکھنے کا زیادہ تقاضا شعبان ۱۴۰۲ھ میں پیدا ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس کی تسوید اور ترتیب میں مشغول ہو گیا اور محض اللہ جل شانہ کے فضل وکرم سے رسالہ ہذا چند ماہ میں اختتام کو پہنچا۔ کام تو صرف ایک ماہ کا تھا لیکن مشاغل اور تکاسل کی وجہ سے زیادہ عرصہ لگ گیا۔ یہ رسالہ چار ابواب پر مشتمل تھا:۔

پہلے باب میں قرآن کریم کی وہ آیات مع ترجمہ مذکور ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے توبہ واستغفار کا حکم دیا ہے اور توبہ کی قبولیت کا وعدہ فرمایا ہے اور توبہ واستغفار کے فوائد ومنافع بیان فرمائے ہیں۔

دوسرے باب میں توبہ کی ضرورت اور حقیقت اور دیگر امور متعلقہ تحریر کئے ہیں اور تفصیل کے ساتھ عرض کیا ہے کہ محض زبان سے توبہ توبہ کہنے سے توبہ نہیں ہو جاتی' بلکہ توبہ کے کچھ لوازم ہیں اور جب تک ان کو پورا نہ کرے تو وہ توبہ نہ ہوگی جو عند اللہ مطلوب ہے۔

تیسرے باب میں وہ احادیث شریفہ مع ترجمہ وضروری تشریح کے درج کی ہیں جن میں کثرت استغفار کی ضرورت بتائی گئی ہے اور استغفار کے فوائد ومنافع اور اس کے مواقع کا تذکرہ ہے یا اصحاب حقوق اور عامۃ المومنین اور والدین کے لئے طلب مغفرت کی دعا کی ضرورت ظاہر کی ہے اور اس کا فائدہ بتایا ہے۔

چوتھے باب میں استغفار کے الفاظ اور صیغے درج کئے ہیں جو قرآن وحدیث میں وارد ہوئے ہیں پھر خاتمہ میں بطور خلاصہء کتاب چند صفحات لکھ کر کتاب ختم کردی ہے۔

اللہ جل شانہ ہم سب کو سچی پکی توبہ نصیب فرمائے اور اپنے مقبول بندوں میں شمار فرمائے۔آمین۔

اِنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ وَ بِالْاِجَابَۃِ جَدِیْرٌ

المدینۃ المنورۃ العشرۃ الاولیٰ من ذی الحجۃ ۱۴۰۲ھ

محتاج رحمت لامتناھی

محمد عاشق الٰہی بلند شہری عفا اللہ عنہ وعافاہ وجعل آخرتہ خیراً من اولاہ

پہلا باب

جس میں قرآن مجید کی وہ آیات ذکر کی جاتی ہیں جن میں توبہ واستغفار کا حکم ہے اور جن میں صحیح توبہ (جو شرائط کے مطابق ہو) اس کے قبول فرمانے کا وعدہ ہے اور توبہ کے لوازم اور منافع وفوائد کا بیان ہے

اللہ جل شانہ کی طرف سے توبہ قبول فرمانے اور مغفرت فرمانے کا وعدہ

(۱) وَهُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ یَعْفُوْ عَنِ السَّیِّاٰتِ وَ یَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ٥ وَ یَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ یَزِیْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ وَ الْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ٥ (الشوریٰ ۲۵)

''وہ ایسا ہے کہ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور وہ تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ اس کو جانتا ہے اور ان لوگوں کی عبادت قبول فرماتا ہے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور ان کو اپنے فضل سے اور زیادہ دیتا ہے اور جو لوگ کفر کر رہے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے۔''

(۲) قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ٥ وَ اَنِیْبُوْۤا اِلٰى رَبِّكُمْ وَ اَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ٥ (الزمر ۵۴۔۵۳)

''آپ میری طرف سے فرما دیجئے کہ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے نا امید مت ہو جاؤ، بے شک اللہ تعالیٰ سب گناہوں کو معاف فرما

دے گا اور بے شک وہ غفور رحیم ہے۔ اور متوجہ ہو جاؤ اپنے رب کی طرف اور جھک جاؤ اس کی بارگاہ میں اس سے پہلے کہ تمہارے پاس عذاب آ جائے پھر تمہاری مدد نہ کی جائے۔"

یہ آیت کریمہ اہل ایمان کے لئے بہت بڑی ڈھارس ہے اور اس میں مومنین کو حکم دیا ہے کہ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں۔ کروڑوں گناہ بھی اللہ کی رحمت اور مغفرت کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ سورہ یوسف میں ارشاد ہے

(ا) وَلَا تَايْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ٥ (یوسف ۸۷)

"اور اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو (جاؤ) بے شک اللہ کی رحمت سے وہی لوگ ناامید ہوتے ہیں جو کافر ہیں۔"

اور سورہ حجر میں ارشاد ہے:۔

قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ٥ (الحجر ۵۶)

(حضرت ابراہیمؑ نے فرشتوں سے گفتگو فرماتے ہوئے کہا) کہ گمراہ لوگوں کے سوا اپنے رب کی رحمت سے کون ناامید ہوتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ کی ذات سب سے زیادہ رحیم وکریم ہے وہ ارحم الراحمین ہے مشرک اور کافر کے علاوہ سب کی مغفرت فرما دے گا جس قدر بھی گناہ سرزد ہو جایں اس کی رحمت سے ناامید کبھی نہ ہوں اور برابر اس کا اہتمام کرتے رہیں اگر توبہ بار بار ٹوٹتی رہے پھر بھی برابر توبہ میں لگے رہیں کسی دن ان شاء اللہ پکی توبہ بھی ہو جائے گی۔

صغیرہ گناہوں کی مغفرت اور ان کا کفارہ تو اعمال صالحہ سے بھی ہوتا رہتا ہے لیکن کبیرہ گناہوں کی یقینی طور پر مغفرت ہو جانا توبہ کے ساتھ مشروط ہے۔ اگر توبہ نہ کی اور اسی طرح موت آ گئی تو بشرط ایمان مغفرت تو پھر بھی ہو جائے گی لیکن یہ کوئی ضروری نہیں کہ بلا عذاب کے مغفرت ہو جائے اللہ تعالیٰ یوں بھی مغفرت فرما سکتا ہے اور اسے یہ بھی اختیار ہے کہ گناہوں کی سزا دینے کے لئے دوزخ میں ڈال دے۔ پھر عذاب کے ذریعہ پاک وصاف کر کے جنت میں بھیجے۔ چونکہ

عذاب کا خطرہ بھی لگا ہوا ہے اس لئے ہمیشہ پکی توبہ اور استغفار کرتے رہیں اور اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ مغفرت کی امید رکھیں۔ اس کی رحمت سے کبھی نا امید نہ ہوں تا کہ اس حال میں موت آئے کہ توبہ کے ذریعے سب کچھ معاف ہو چکا ہو۔

بعض لوگ اپنی نادانی سے کہہ دیتے ہیں کہ ہم عذاب بھگت لیں گے۔ انہیں معلوم نہیں ہے کہ دوزخ کیا چیز ہے؟ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ دوزخ کی آگ کی گرمی اتنی زیادہ ہے کہ دنیا کی آگ کی گرمی کو ستر مرتبہ اکٹھا کرلیا جائے تو تب دوزخ کی آگ کے برابر ہوگی۔

ہم دنیا کی آگ ایک منٹ بھی ہاتھ میں نہیں لے سکتے پھر اتنی سخت گرمی والی آخرت کی آگ کا عذاب بھگتنے کو کیسے تیار ہو جاتے ہیں؟ کیا گناہ کے ذریعہ جو ذراسی لذت محسوس ہوتی ہے اس کو اتنے بڑے عذاب کے مقابلہ میں چھوڑنے کے لئے نفس کو آمادہ نہیں کر سکتے ؟ اور توبہ کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتے ؟

یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ مغفرتوں کی خوش خبری سن کر گناہوں پر جرأت کرنا اور اس گھمنڈ میں گناہ کرتے چلا جانا کہ مرنے سے پہلے توبہ کرلیں گے بہت بڑی نادانی ہے۔ کیونکہ آئندہ کا حال معلوم نہیں، کیا پتہ توبہ سے پہلے موت آجائے، پھر یہ بھی تجربہ ہے کہ موت سے پہلے توبہ واستغفار کی دولت ان ہی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو گناہوں سے بچنے کا دھیان رکھتے ہیں اور کبھی کبھار گناہ ہو جاتا ہے تو توبہ کر لیتے ہیں اور جو لوگ مغفرت کی خوش خبریوں کو سامنے رکھ کر گناہ پر گناہ کرتے چلے جاتے ہیں ان کو توبہ واستغفار کا خیال تک نہیں آتا۔

وفادار بندوں کا یہ شعار نہیں کہ مغفرت کا وعدہ سن کر بے خوف ہو جائیں بلکہ مغفرتوں کی بشارتوں کے بعد اور زیادہ گناہوں سے بچنے اور نیکیوں میں ترقی کرنے کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت ہے۔

حضور اقدس ﷺ سے بڑھ کر کسی کے لئے بشارتیں نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کی سب کچھ (چھوٹی موٹی لغزش) کی مغفرت فرمادی ہے جس کا اعلان سورہ الفتح کے شروع میں فرما

دیا' اس کے باوجود آپ راتوں کو نمازیں پڑھتے تھے جس کی وجہ سے آپؐ کے قدم مبارک سوج جاتے تھے۔ جب کسی نے عرض کیا کہ آپؐ عبادت میں اتنی محنت فرماتے ہیں حالانکہ اللہ پاک نے آپؐ کا سب کچھ اگلا پچھلا (لغزش والا جو کچھ بھی عمل ہوگا) معاف فرمادیا' تو آپؐ نے ارشاد فرمایا

اَفَلَا اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا (بخاری ومسلم)

''کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔''

مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک نے اتنی بڑی مہربانی فرمائی کہ میرا سب کچھ معاف فرمادیا تو اسکی شکر گزاری کا تقاضا یہ ہے کہ میں مزید طاعت اور عبادت کے ذریعے اللہ کے قرب میں ترقی کرتا چلا جاؤں۔

کتنے ہی صحابہؓ کرام ایسے تھے جن کو حضور اقدس ﷺ نے اسی دنیا میں خوشخبری دے دی تھی کہ وہ جنتی ہیں' عشرہ مبشرہ (دس جنتی) تو مشہور ہی ہیں عموماً ان کو سب جانتے ہیں اور غزوہ بدر میں شرکت کرنے والے حضرات کو اللہ جل شانہ کی طرف سے حضور اقدس ﷺ نے یہ خوشخبری دی کہ:

اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ (مشکوۃ المصابیح ص ۵۷۷-۱۲)

''یعنی تم جو چاہو کرو میں نے تم کو بخش دیا۔''

ان حضرات کے علاوہ اور بھی چند صحابہ ہیں جن کو حضور اقدس ﷺ نے جنت کی بشارت دی۔ لیکن ان حضرات نے اس کا اثر یہ بالکل نہیں لیا کہ گناہ کرتے چلے جائیں اور فرائض کو ضائع کرتے رہیں' بلکہ یہ حضرات برابر گناہوں سے پرہیز کرتے رہتے تھے اور نیکیوں میں ترقی کے لئے کوشاں رہتے تھے اور معمولی سا گناہ ہوجانے پر بھی فکر مند ہوجاتے تھے اور ڈرتے رہتے تھے۔ ہم کو انہی حضرات کا اتباع کرنا لازم ہے۔

بات اصل یہ ہے کہ ایمان خوف اور رجاء (یعنی امید وبیم) کے درمیان ہے۔ اللہ پاک سے خوب زیادہ امید بھی رکھیں اور مواخذہ سے ڈرتے بھی رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر فرماتے ہوئے سورہ قصص میں ارشاد فرمایا ہے۔

اِنَّھُمْ کَانُوْا یُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَیَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَھَبًا وَ کَانُوْا لَنَا

خَاشِعِیْنَ o (الانبیاء۹۰)

''بے شک یہ حضرات نیک کاموں میں دوڑتے تھے اور رغبت وخوف کی حالت میں ہم کو پکارتے تھے۔''

اور سورہ آلم سجدہ میں اہل ایمان کی صفات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے۔

تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ط (السجدہ۱۶)

''ان کے پہلو ان کے لیٹنے کی جگہوں سے جدا ہوتے ہیں اس حال میں کہ وہ اپنے رب کو خوف اور امید کی حالت میں پکارتے ہیں اور ہم نے جو ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔''

علماء نے بتایا ہے کہ زندگی بھر خوف غالب رہنا چاہیے اور موت کے قریب امید غالب ہونی چاہیے۔

(۳) اَفَلَا یَتُوْبُوْنَ اِلَی اللّٰہِ وَیَسْتَغْفِرُوْنَہٗ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ o (المائدہ۷۴)

''کیا وہ توبہ نہیں کرتے اللہ کے حضور میں اور اس سے مغفرت طلب نہیں کرتے اور (جبکہ) اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

(۴) اَلَمْ یَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ ھُوَ یَقْبَلُ التَّوْبَۃَ عَنْ عِبَادِہٖ وَیَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَ اَنَّ اللّٰہَ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ o (التوبہ۱۰۴)

''کیا ان لوگوں نے نہیں جانا کہ اللہ پاک توبہ قبول فرماتا ہے اور بے شک اللہ خوب زیادہ توبہ قبول فرمانیوالا اور مہربان ہے۔''

(۵) وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءً اَوْیَظْلِمْ نَفْسَہٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰہَ یَجِدِ اللّٰہَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًاo (النساء۱۱۰)

''اور جو شخص کوئی گناہ کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے' پھر اللہ پاک سے مغفرت چاہے' تو وہ اللہ پاک کو غفور ورحیم پائے گا۔''

(۶) وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی ○ (طٰہٰ ۸۲)

''اور بے شک میں ایسے لوگوں کے لئے بڑا بخشنے والا ہوں جوتوبہ کرلیں اور ایمان لے آئیں اور نیک عمل کرتے رہیں پھر راہ پر قائم رہیں (یعنی ایمان اور عمل صالح پر مداومت کریں)۔

(۷) اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ نُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلاً كَرِيْمًا ○ (النساء ۳۱)

''جن کاموں سے تم کو منع کیا جاتا ہے ان میں جو بھاری بھاری کام ہیں (یعنی بڑے بڑے گناہ) اگر تم ان سے بچتے رہو تو ہم تمہاری خفیف برائیاں (یعنی چھوٹے چھوٹے گناہ) تم سے دور کردیں گے اور ہم تم کو ایک معزز جگہ میں داخل کردیں گے۔''

تفسیر بیان القرآن میں ہے کہ کبیرہ گناہ کی تعریف میں بہت اقوال ہیں۔ اور جامع تر قول وہ ہے جس کو روح المعانی میں شیخ الاسلام بارزی سے نقل کیا ہے کہ جس گناہ پر کوئی وعید ہو یا حد ہو یا اس پر لعنت آئی ہو یا اس میں مفسدہ کسی ایسے گناہ کے مفسدہ کے برابر یا زیادہ ہو جس پر وعید یا حد یا لعنت آئی ہو یا وہ براہ تہاون فی الدین صادر ہو وہ کبیرہ ہے اور احادیث میں جو عدد وارد ہوا ہے مقصود حصر نہیں ہے۔

پس صدور صغیرہ کے بعد چند حالتیں ہیں۔

ایک تو یہ کہ کبیرہ سے بچے اور طاعات ضروریہ کا پابند ہو۔ اس حالت میں وعدہ ہے کہ صغائر معاف ہوجائیں گے اور اس آیت میں بھی یہی مذکور ہے۔

دوسری حالت یہ ہے کہ (گناہ صغیرہ کے بعد) کبیرہ سے نہ بچے، گو طاعات ضروریہ کا پابند ہو۔

تیسری حالت یہ ہے کہ طاعات ضروریہ کا پابند نہ ہو اور کبائر سے بچتا ہو ان دونوں حالتوں میں وعدہ نہیں تکفیر صغائر کا۔ اسی واسطے حدیث میں اس کی قید لگائی گئی اور اللہ تعالیٰ کے فضل کی دوسری بات ہے کہ وہ کبیرہ کے ساتھ بھی متعلق ہوسکتا ہے۔ جب (ان دونوں حالتوں میں) وعدہ (صغائر کی) معافی کا نہیں تو ممکن ہے کہ آخرت میں اس پر سزا ہو اور یہی مذہب ہے اہل سنت کا یعنی صغیرہ پر احتمال عذاب، جیسا کہ کبیرہ پر فضل کا احتمال بھی خاص اہلسنّت کا مذہب ہے۔ (انتہیٰ بحذف)

استغفار اور توبہ کا حکم

(٨) وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّ اَعْظَمَ اَجْرًا وَّاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (المزمل ٢٠)

''اور جو بھی کچھ تم آگے بھیج دو گے اپنی جانوں کے لئے تو اس کو پالو گے اللہ کے پاس، وہ بہتر ہوگا اور ثواب کے اعتبار سے بہت بڑی چیز ہوگی اور اللہ سے مغفرت طلب کرو بے شک اللہ غفور رحیم ہے۔''

(٩) وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ اِنَّ رَبِّىْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ۝ (ہود ٩٠)

''اور مغفرت طلب کرو اپنے رب سے، پھر اس کی بارگاہ میں توبہ کرو، بیشک میرا رب رحم کرنیوالا اور بہت محبت کرنیوالا ہے۔''

(١٠) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ يُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يَوْمَ لَا يُخْزِى اللّٰهُ النَّبِىَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ. (التحریم ٨)

''اے ایمان والو! تم اللہ کے آگے سچی توبہ کرو امید ہے کہ تمہارا رب تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور تم کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جس دن کہ اللہ تعالیٰ نبی کو اور جو مسلمان ان کے ساتھ ہیں ان کو رسوا نہ کرے گا۔''

توبہ اور عمل صالح والے کامیاب ہوں گے

(١١) فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ ۝ (القصص ٦٧)

''البتہ جو شخص توبہ کرے اور ایمان لے آئے اور نیک کام کیا کرے، تو ایسے لوگ امید ہے کہ فلاح پانیوالوں میں سے ہوں گے۔''

(١٢) وَتُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (النور ٣١)

"اور توبہ کرو تم سب اے مومنو! اللہ تعالیٰ کے حضور میں تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔"

اصلاح احوال توبہ کے شرائط میں سے ہے

(۱۳) كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ (الانعام ۵۴)

"تمہارے رب نے مہربانی فرما کر اپنے ذمہ مقرر کر لیا ہے کہ جو شخص تم میں سے کوئی گناہ کا کام کر بیٹھے جہالت سے، پھر اس کے بعد توبہ کرے اور اصلاح رکھے تو اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ وہ بڑے مغفرت کرنے والے ہیں۔"

(۱۴) ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ (النحل ۱۱۹)

"پھر بات یہ ہے کہ تیرا رب ان لوگوں کو جنہوں نے برائی کی جہالت سے پھر توبہ کی اس کے بعد اور اصلاح کر لی تو تیرا رب اس کے بعد ضرور مغفرت والا نہایت رحم والا ہے۔"

(۱۵) فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ (المائدہ ۳۹)

"پھر جس شخص نے توبہ کی اپنے ظلم کے بعد اور اصلاح کر لی تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالے گا بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔"

(۱۶) اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الْكِتٰبِ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ○ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَ بَيَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○ (البقرہ ۱۵۹۔۱۶۰)

"بے شک جو لوگ چھپاتے ہیں جو کچھ ہم نے نازل کیا ہے، کھلی کھلی باتیں اور ہدایت، بعد اس کے کہ ہم ان کو واضح طور پر لوگوں کے لئے بیان کر چکے ہیں کتاب میں، تو ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ لعنت کرتا ہے اور ان پر لعنت بھیجنے والے بھی لعنت بھیجتے ہیں۔ مگر وہ لوگ جو توبہ

کرلیں اور اصلاح کرلیں اور ظاہر کردیں' تو ایسے لوگوں کی میں توبہ قبول کرتا ہوں اور میں بہت توبہ قبول کرنیوالا نہایت رحم کرنے والا ہوں۔"

آیت نمبر ۱۳ اور ۱۴ اور ۱۵ میں توبہ ساتھ اصلاح کرنے کا بھی ذکر ہے اور آیت نمبر ۱۶ مین اصلحوا کے ساتھ بینوا بھی فرمایا ہے۔ تشریح اس کی یہ ہے کہ توبہ کے لوازم میں سے یہ ہے کہ آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ عزم ہو' جب پختہ عزم ہوگا تو توبہ کے بعدہ گناہوں سے ضرور بچے گا۔ اور اگر پھر گناہ ہوجائے گا تو جلدی سے توبہ کرلے گا۔ نیز توبہ سے پہلے جو حقوق اللہ یا حقوق العباد ضائع کیے ہیں ان میں جو قابل تلافی ہیں ان کی تلافی کرے اور آئندہ ان کے ضائع کرنے سے پرہیز کرے اور نماز، روزہ کی قضاء، حج وزکوٰۃ کی ادائیگی اور ظلم وخیانت، رشوت، چوری اور غبن وغیرہ سے لئے ہوئے مال کی واپسی، غیبت وبہتان کے لئے معافی مانگنا وغیرہ وغیرہ' یہ سب تلافی کی چیزیں ہیں جو بطور مثال لکھ دی ہیں۔

بہت سے لوگ زبانی توبہ کرتے رہتے ہیں اور اپنا حال نہیں سدھارتے۔ گناہوں میں جیسے لگے ہوئے تھے توبہ کے باوجود ان میں اسی طرح ملوث رہتے ہیں' توبہ کا کوئی اثر ان کے احوال واعمال پر ظاہر نہیں ہوتا۔ لوگوں نے ہزاروں نمازیں چھوڑ رکھی ہیں، سینکڑوں روزے کھا رکھے ہیں، بھاری تعداد میں لوگوں کے مال دبا رکھے ہیں، غیبت منہ کو لگی ہوئی ہے، مسلمان بھائیوں کا گوشت کھا رہے ہیں، ان پر بہتان اور تہمتیں دھر رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی توبہ توبہ کی رٹ لگا رکھی ہے' یہ کیسی توبہ ہے؟ پکی اور سچی توبہ کا تقاضا یہ ہے کہ اپنا حال درست کیا جائے اور ضائع کردہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تلافی کی جائے

بہت سے پڑھے لکھے لوگ اپنے منافع دنیاوی کے لئے حق کو چھپاتے ہیں اور اپنے ماننے اور جاننے والوں کے لئے قبول حق کے سلسلہ میں سد راہ (راستہ کی رکاوٹ) بنے ہوئے ہوتے ہیں نہ حق قبول کرتے ہیں' نہ دوسروں کو حق قبول کرنے دیتے ہیں' بلکہ اپنی روزی کا سلسلہ جاری رکھنے کے لئے باطل کو حق بتاتے ہیں اور گمراہی کی تبلیغ میں مصروف رہتے ہیں۔ ان کی توبہ یہ

ہے کہ جو حق چھپایا ہے اس کو ظاہر کریں اور جن لوگوں کو گمراہ کیا ہے ان کو بتادیں کہ ہم گمراہی پر تھے اور تم کو بھی گمراہی پر ڈالا ہے، ہم نے حق قبول کرلیا ہے توبہ کرلی ہے لہٰذا تم بھی توبہ کرو اور حق قبول کرلو۔

بعض لوگ ایسے ہیں جو گمراہ فرقوں سے متاثر ہوکر ان کے عقائد اور افکار ونظریات کی تبلیغ شروع کردیتے ہیں اور ان میں جو صاحب قلم ہوتے ہیں، ان گمراہوں کی حمایت میں مضامین بھی شائع کرتے رہتے ہیں، پھر جب اللہ جل شانہ کی طرف سے ہدایت اور توبہ نصیب ہوتی ہے تو گھر بیٹھ کر توبہ کرلیتے ہیں۔ حالانکہ ان پر واجب ہے کہ جس جس کو گمراہ کیا ہے اس کو بتادیں کہ یہ گمراہی ہے، میں گمراہی میں تھا تم کو بھی اس پر لگایا تھا، اب میں نے توبہ کرلی ہے تم بھی توبہ کرلو۔ نیز اخبارات ورسائل میں یا کتابی صورت میں گمراہی کی جو چیزیں شائع کی ہیں ایک ایک کرکے ان کی تردید شائع کرے، خاص کر ان پرچوں میں اظہار حق اور اپنی توبہ کی اشاعت کرے جن میں گمراہی کے مضامین شائع کئے تھے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جو بگاڑ اور فساد پھیلایا ہے حتی الوسع اور حتی الامکان اس کی پوری تلافی کرے۔ صاحب روح المعانی سورہ بقرہ کی آیت اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَ بَيَّنُوْا کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں۔

وَاَصْلَحُوْامَا اَفْسَدُوْا بِالتَّدَارُكِ فِيْمَا يَتَعَلَّقُ بِحُقُوْقِ الْحَقِّ وَالْخَلْقِ وَمَنْ ذٰلِكَ اَنْ يُّصْلِحُوْا قَوْمَهُمْ بِالْاِرْشَادِ اِلَى الْاِسْلَامِ بَعْدَ الْاِ ضَلَال وَاَنْ يُّزِيْلُو الْكَلَامَ الْمُحَرفَ وَ يَكْتُبُوْا مَكَانَهٗ مَا كَانُوْا اَزَالُوْهُ عِنْدَالتَّحْرِيْفِ وَبَيَّنُوْا اَىْ اَظْهَرُوْ وَ اَمَّابَيَّنَهٗ اللّٰهُ تَعَالٰى لِلنَّاسِ مَعَايِنَةً وَ بِهٰذَيْنِ الْاَمْرَيْنِ تَتِمُّ التَّوْبَةُ اھ ۔

اللہ جل شانہ نے سورۂ مائدہ میں چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دینے کے بعد جو فرمایا ہے، فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ. اس کے ذیل میں صاحب روح المعانی تحریر فرماتے ہیں۔

وَاَصْلِحْ اَمْرَهٗ بِالتَقَصِّى عَنْ التَّبِعَاتِ بِاَنْ يُّرِدْ مَالَ السَّرِقَةِ اِنْ اَمْكَنَ اَوْ يَسْتَحِلُّ لِنَفْسِهٖ مِنْ مَالِكِهٖ اَوْ يَنْفَقَهٗ فِى سَبِيْلِ اللّٰهِ اَنْ جَهْلَه' وَقِيْلَ الْمَعْنٰى وَفَعَلَ الْنِصِل،

الْمَصَالِحَ الْجَمِيْلِ بِان اسْتَقَامَ عَلَى التَّوْبَةِ كَمَا هُوَ الْمَطْلُوْبُ اهـ.

توبہ کے ذیل میں جو جگہ جگہ اصلاح کا ذکر قرآن مجید میں فرمایا ہے اس کی جو تشریح ہم نے اوپر لکھی ہے صاحب روح المعانی کی تفسیر اور تصریح سے بالکل واضح ہے۔

ایک صاحب قلم جو مشہور مورخ اور مصنف تھے ہمارے ایک بزرگ کی طرف رجوع ہوئے اور نفس کی اصلاح کرانے کی درخواست کی۔ اس بزرگ کو معلوم تھا کہ یہ صاحب اب تک آزادی فکر کے خوگر رہے ہیں اور انہوں نے اہل سنت والجماعت کے مسلک کے خلاف بھی باتیں لکھی ہیں اس وجہ سے اصلاح تعلق قائم کرنے کے لئے یہ شرط لگائی کہ اہل سنت والجماعت کے خلاف جو کچھ لکھا اس سے رجوع کرو اور اس رجوع کو شائع کرو اور اپنی کتابوں میں تبدیلی کرو اور ان کے مضامین اہل السنۃ کے مطابق کرو، وہ صاحب چونکہ سچے دل سے رجوع ہوئے تھے اس لئے انہوں نے شرط منظور کی اور اولاً اجمالاً اپنا رجوع شائع کیا، پھر تالیفات میں تبدیلی کی۔

درحقیقت جسے انابت الی اللہ کی دولت نصیب ہو جائے وہ دنیا کو نہیں دیکھتا وہ آخرت پر نظر کرتا ہے اور خوف وخشیت کی صفت اس کو ہر اس بات کے لئے آمادہ کر دیتی ہے جس پر آخرت درست ہو، وہ یہ نہیں دیکھتا کہ دنیا والے کیا کہیں گے بلکہ یہ سوچتا ہے کہ اگر میں اپنی بات کی پچ کرتا رہا تو آخرت میں میرا کیا بنے گا؟ جَعَلَنَا اللّٰهُ مِنَ الْمُخْلِصِيْنَ.

عالم برزخ کے حالات منکشف ہو جائیں تو اس وقت کی توبہ قبول نہیں

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا○ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْئٰنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ○ (النساء ۱۷۔۱۸)

''توبہ (جس کا قبول کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے وہ) تو ان ہی کی ہے جو حماقت سے کوئی گناہ کر بیٹھتے ہیں پھر قریب ہی وقت میں (فوراً) توبہ کر لیتے ہیں، تو ان پر تو اللہ تعالیٰ توجہ فرماتے ہیں

اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے، حکمت والے ہیں۔ اور ایسے لوگوں کی توبہ نہیں جو گناہ کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے سامنے موت آ کھڑی ہوئی تو کہنے لگا کہ میں اب توبہ کرتا ہوں اور نہ ان لوگوں کی (توبہ قبول ہے) جن کو حالت کفر پر موت آ جاتی ہے، ان لوگوں (کافروں) کے لئے ہم نے ایک دردناک سزا تیار کر رکھی ہے (یعنی ایسے وقت میں جبکہ موت کے حالات سامنے آ جائیں کافر کا ایمان لانا مقبول نہیں ہے)۔

اس آیت کریمہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ جب موت آ کھڑی ہو اس وقت توبہ قبول نہیں ہوتی۔ جیسا کہ سب کو معلوم ہے ایمان بالغیب معتبر ہے اور توبہ بھی اسی وقت مقبول ہوتی ہے جب غیب پر ایمان رکھتے ہوئے توبہ کی جائے، جب کسی آدمی کو اپنے حالات کے اعتبار سے یہ یقین ہو گیا کہ اب میں مرنے ہی والا ہوں اور زندگی سے ناامید ہو گیا۔

اور موت کے وقت جو دوسرے عالم کے احوال منکشف ہوتے ہیں ان میں سے ابھی کچھ بھی ظاہر نہیں ہوا تو اس وقت تک گناہ گار کی توبہ اور کافر کا ایمان مقبول ہے، لیکن جب موت آنے لگی اور دوسرے عالم کے حالات نظر آنے لگے جو موت کے وقت نظر آنے شروع ہو جاتے ہیں تو اس وقت نہ گناہ گار کی توبہ اور نہ کافر کا ایمان قبول ہے۔

''بیان القرآن'' میں لکھا ہے کہ محققین کا یہی مذہب ہے اور اسی کو حدیث شریف میں فرمایا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغَرْغِرْ. (مَشْكٰوة عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا)

یعنی اللہ تعالیٰ بندہ کی توبہ اس وقت تک قبول فرماتے ہیں جب تک کہ اس کی روح حلقوم میں نہ پہنچ جائے،

جب گلے میں روح آ کر اٹک گئی اور غرغر کی آواز آنے لگی اس وقت کی توبہ کا اعتبار نہیں ہے، صحیح حالت میں ہوش گوش کے ساتھ توبہ کرنا لازم ہے۔

آیت بالا میں جو يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ فرمایا ہے اس کا ترجمہ بیان القرآن میں یوں کیا ہے کہ ''جو حماقت سے کوئی گناہ کر بیٹھے ہیں۔'' یعنی جہالت سے علمی جہالت مراد نہیں ہے، بلکہ عملی جہالت مراد ہے جس کو ترجمہ میں حماقت سے تعبیر فرمایا ہے۔ پس جو شخص گناہ کو گناہ جانتے ہوئے

گناہ کرے (اور عموماً ایسا ہی ہوتا ہے) پھر توبہ کرلے تو اس کی بھی توبہ قبول ہوگی۔ لفظ جہالت سے یہ نہ سمجھا جائے کہ علم والے کی توبہ قبول نہیں۔

صاحب بیان القرآن تفسیر میں لکھتے ہیں کہ یہ قید احترازی نہیں' واقعی ہے' کیونکہ ہمیشہ گناہ حماقت ہی سے ہوتا ہے۔ جس کو اپنے نفع وضرر کی پرواہ نہ ہو اس سے بڑھ کر کیا حماقت ہوگی۔ دوسری آیات میں اس جیسے مواقع پر جو لفظ جہالت آیا ہے اس کا بھی یہی معنی سمجھ لیا جائے۔

توبہ واستغفار کے دنیاوی منافع

(۱۸) وَاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّ يُؤْتِ كُلَّ ذِىْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ○ (ہود۳)

"اور یہ کہ تم لوگ اپنے رب سے مغفرت طلب کرو، پھر اس کی طرف متوجہ رہو، وہ تم کو وقت مقرر تک خوش عیش زندگی بخشے گا اور زیادہ عمل کرنے والے کو زیادہ ثواب دے گا۔"

اس آیت میں استغفار اور توبہ کا حکم ہے اور یہ فرمایا ہے کہ توبہ واستغفار کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ دنیا میں خوش عیش رکھے گا اور اچھی اور عمدہ زندگی نصیب فرمائے گا اور آخرت میں ہر زیادہ عمل کرنے والے کو (جو اچھا عمل کرنے والا ہو) زیادہ ثواب دے گا۔

(۱۹) وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ○ (ہود۵۲)

"اے میری قوم مغفرت طلب کرو اپنے رب سے، پھر توبہ کرو اس کے حضور میں، وہ بھیج دے گا تمہارے اوپر خوب بارشیں اور بڑھا دے گا تمہاری قوت میں اور زیادہ قوت اور منہ مت

(ثُمَّ قَالَ صَاحِبَ بَيَانَ الْقُرْآنِ فِى الحاشِيَةِ فَالْجَهْلُ بِمَعْنَى السُّفْلَهْ لِاَعَدَمَ الْعِلْم فَلَو اَذْنَبَ مَعَ الْعِلْمِ كَانَتِ التَّوْبَةُ مِنْهُ مَقْبُولَةٌ وَاِنَّمَا كَانَ حَمَاقَةٌ لِلذُّهُوْلِ مِنْ كُنْهٖ' مَا فِيْهِ مِنَ الْعُقُوْبَةِ وَ فِى رُوْحُ الْمَعَانِىْ اَخْرَجَ عَبْدُالرَّزَّاقِ وابْنُ جَرِيْرٍ عَنْ قَتَادَة قَالَ اِجْتَمَعَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم فَرَا اَوْ اِنْ كُلِّ شَيْئٍ عَصٰى بِهٖ فَهُوَ جَهَالَةَ عَمَداً كَانَ اَوْ غَيْرَه.)

پھیرو مجرم بنتے ہوئے۔"

یہ حضرت ہود علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصیحت ہے جو انہوں نے اپنی قوم کو فرمائی تھی۔

(۲۰) فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُّرْسِلُ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝ وَّ يُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا۝ (نوح ۱۲۔۱۱۔۱۰)

"پس میں نے کہا کہ تم اپنے رب سے مغفرت طلب کرو بلا شبہ وہ بڑا بخشنے والا ہے۔" وہ کثرت سے تم پر بارش بھیجے گا اور تمہارے مال اور اولاد میں ترقی دیگا اور تمہارے لئے باغات بنادے گا اور تمہارے لئے نہریں جاری فرمادے گا۔"

حضرت نوح علیہ السلام نے جو اپنی قوم کو خطاب فرمایا تھا آیات بالا میں اس کو ذکر فرمایا ہے۔

ان آیات سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ استغفار اور توبہ سے جہاں گناہوں کی معافی کا عظیم فائدہ ہے جو آخرت کے عذاب سے بچانے والا ہے تو وہاں اس کے دنیاوی فائدے بھی ہیں۔

سورۂ ہود کے پہلے رکوع کی آیت میں ارشاد فرمایا کہ استغفار اور توبہ میں لگنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ شانہ وقت مقرر تک (یعنی اسی دنیا میں موت آنے تک) خوش عیش عمدہ زندگی نصیب فرمائے گا۔ خوش عیش زندگی کا لفظ بہت جامع ہے۔ یہ مَتَاعًا حَسَنًا کا ترجمہ ہے جو ہر طرح کی خوشی اور مسرت اور شادمانی کو شامل ہے۔ ظاہری، باطنی عافیت وصحت اور اطمینان وسکون، استغفار اور توبہ کے ذریعہ اسی دنیا میں حاصل ہوتا رہے گا اور اس کے آخرت والے فوائد و برکات اس کے علاوہ ہوں گے۔

سورۂ ہود کے پانچویں رکوع کی آیت میں ارشاد فرمایا کہ استغفار اور توبہ میں لگنے سے اللہ جل شانہ خوب بارشیں بھیجے گا اور قوت میں مزید اضافہ فرمادے گا۔ بارش کا رحمت عامہ ہونا سب کو معلوم ہے اس سے کھیتی اگتی ہے، پھل، میوے تیار ہوتے ہیں' دوسری ضرورتوں میں بارش کا پانی کام آتا ہے۔ اور یہ جو فرمایا کہ اللہ جل شانہ قوت میں اضافہ فرمادے گا' یہ الفاظ بھی طرح کی قوت کو شامل ہیں۔

آج لوگ دنیاوی اسباب اختیار کرتے ہیں اور قوت وطاقت بڑھانا چاہتے ہیں، لیکن طاقت بڑھنے کا جو اصل سرچشمہ ہے کہ گناہوں کو چھوڑیں اور توبہ واستغفار میں لگیں اس سے غافل ہیں، اسی لئے دشمن سے پٹتے اور مار کھاتے ہیں۔ اعمال صالحہ کی جو قوت ہے اور توبہ واستغفار سے جو قوت میں اضافہ ہوتا ہے اس سے بالکل بے خبر ہیں اور قوت وطاقت کی تلاش میں گناہوں میں اضافہ کرتے چلے جا رہے ہیں' جو سبب ہے ضعف کا اور دشمن کے غلبہ کا، حالانکہ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ میں اسی پر تنبیہ فرمائی ہے کہ توبہ واستغفار کرو اور نیکیوں میں لگو اور گناہ گاروں والی زندگی نہ گزارو۔

سورۂ نوح میں ارشاد فرمایا کہ استغفار کی وجہ سے گناہ معاف ہوں گے اور کثرت سے بارش ہوگی اور اولاد میں ترقی ہوگی اور نہریں جاری ہوں گی۔ اس میں دو ایسی نعمتوں کا ذکر ہے جو مذکورہ دوسری آیات میں بالتصریح مذکور نہیں۔

گو مَتَاعًا حَسَنًا اور يَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ کے عموم میں یہ بھی شامل ہیں'' اول اولاد میں ترقی، دوسرے نہروں کا جاری ہونا، یہ دونوں بڑی نعمتیں ہیں جس کو سب جانتے ہیں۔ قرآن مجید میں خوب واضح طور پر توبہ واستغفار کے دنیاوی فائدے بتائے ہیں۔ عوام وخواص، حاکم اور رعایا سب پر لازم ہے کہ گناہ چھوڑیں اور توبہ واستغفار میں لگیں اور ان کے دنیاوی و اخروی فوائد سے مالا مال ہوں۔

آیات قرآنیہ سے جو امور مستفاد ہوئے

مندرجہ بالا آیات سے چند چیزیں معلوم ہوئیں لہذا ہم ان کو ذہن نشین کرنے کے لئے یہاں لکھتے ہیں تا کہ مختصر یادداشت سے عمل کی ترغیب ہوتی رہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے توبہ واستغفار کا حکم فرمایا ہے

۲۔ اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہوں کو بخشتا ہے جو آخرت کی کامیابی اور نجات کا ذریعہ ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہونا منع ہے۔اور رحمت الٰہی سے ناامید ہوجانا مومن کی شان نہیں۔

۴۔ اگر بڑے بڑے گناہوں سے بچیں اور طاعات ضروریہ کے تحت پابند رہیں تو صغیرہ گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔

۵۔ اصلاح حال توبہ کے شرائط میں سے ہے۔

۶۔ توبہ اور عمل صالح والے کامیاب ہیں۔

۷۔ موت کے وقت جب دوسرے عالم کے احوال منکشف ہوجائیں تو پھر توبہ معتبر نہیں، اوراس وقت کسی کافر کا ایمان بھی مقبول نہیں۔

۸۔ توبہ واستغفار سے دنیا میں خوش عیش زندگی نصیب ہوگی۔

۹۔ قوت میں اضافہ ہوگا۔

۱۰۔ بارش خوب ہوگی اور

۱۱۔ اموال اور اولاد میں ترقی ہوگی۔

۱۲۔ نہریں جاری ہوں گی۔

حسب فرمان الٰہی قدوس جل مجدہ دو جہان کی کامیابی اور سرفرازی کے لئے توبہ و استغفار میں لگنا چاہیئے۔واللہ الموفق والمستعان

دوسرا باب

جس میں احادیث شریفہ کی روشنی میں توبہ کی حقیقت واہمیت، نیز اس کی ضرورت اور فضیلت، توبہ کا طریقہ اور دیگر متعلقہ امور بیان کئے جاتے ہیں۔

رجوع الی اللہ اور توبہ کی اہمیت وفضیلت

(۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰه عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ وَاَنَا مَعَهٗ حَیْثُ یَذْکُرُنِیْ وَاللّٰهِ اَللّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ مِنْ اَحَدِکُمْ یَجِدُ ضَالَّتَه بِالْفَلَاةِ وَ مَنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ اِلَیْهِ ذِرَاعًا وَ مَنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ اِلَیْهِ بَاعًا وَ اِذَا اَقْبَلَ اِلَیَّ یَمْشِیْ اَقْبَلْتُ اِلَیْهِ اُهَرْوِلُ. (رواہ مسلم، واللفظ والبخاری بنحوہ کما فی الترغیب۔ص۱۰۳ج۴)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے کہ میں اپنے بندہ کے گمان کے ساتھ ہوں (میرے بارے میں جو گمان کرے میں ویسا ہی کرونگا) اور میں اپنے بندہ کے ساتھ ہوں (جہاں بھی وہ مجھے یاد کرتا ہے) پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی قسم اس میں شک نہیں کہ اپنے بندہ کی توبہ سے اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں جب کہ تم میں سے کسی کا سامان سواری وغیرہ جنگل بیابان میں گم ہو جائے اور پھر وہ اس کو پالے، (نیز اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے کہ) جو شخص میری طرف ایک بالشت قریب ہوتا ہے میں اس کی طرف ایک ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور جو شخص میری طرف ایک ہاتھ قریب ہو جاتا ہے میں اس کی طرف چار ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور جب وہ میری طرف متوجہ ہو کر پاؤں سے (معمولی چال سے) چلتا

ہوا آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑتے ہوئے متوجہ ہو جاتا ہوں۔ (بخاری ومسلم)

تشریح

اس حدیث میں اہل ایمان کے لئے چند بشارتیں ہیں۔

ایک تو یہ کہ اللہ جل شانہ نے فرمایا کہ میں بندہ کے گمان کے ساتھ ہوں، لہذا جب وہ یہ گمان کرے گا اور امید رکھے گا کہ اللہ تعالیٰ مجھے ضرور معاف فرمادیں گے اور دنیاوی آفتوں اور مصیبتوں سے آخرت کے عذابوں سے محفوظ فرمادیں گے، تو اللہ تعالیٰ اس کی امید اور گمان کے مطابق ضرور معاملہ فرمائیں گے اور بندہ کی امید اور گمان کو ضائع نہ فرمائیں گے۔

درحقیقت یہ بہت بڑی بشارت ہے امید باندھنے اور اچھا گمان رکھنے میں، اس کیلئے کچھ بھی خرچ نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ بہت بڑے مہربان ہیں، امید اور گمان پر کتنی بڑی عنایت اور مہربانی کی خوش خبری دی ہے۔ کوئی ہو تو سہی جو اللہ کی طرف بڑھے، البتہ یہ بات بھی ضروری ہے کہ محض امید سے کام نہ چلائے، نیکیاں کرتا رہے اور گناہوں سے بچتا رہے'

کیونکہ دوسری حدیث میں وارد ہوتا ہے کہ:

اَلْعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَه، هَوَاهَا وَ تَمَنّٰى عَلَى اللّٰهِ (اخرجہ الترمذی وابن ماجۃ کما فی المشکوٰۃ ص ۴۵۱)

''یعنی بے وقوف وہ ہے جو اپنے نفس کو اس کی خواہشوں کے پیچھے لگائے رکھے اور اللہ تعالیٰ سے امیدیں رکھتا ہے۔''

دوسری بشارت جو اس حدیث میں ہے وہ یہ ہے کہ اللہ جل شانہ نے فرمایا کہ میں بندہ کے ساتھ ہوں جہاں بھی وہ مجھے یاد کرے۔ اللہ کی معیت (ساتھ ہونا) بہت بڑی دولت ہے اور اس کا کیف وہی بندے محسوس کرتے ہیں جو زبان سے اور دل سے اللہ کی یاد میں مشغول رہتے ہیں۔ اللہ کا ساتھ ہونا کتنی بڑی نعمت ہے ذرا اس پر غور کرو۔ دنیا میں اگر کسی کے ساتھ پولیس کا کوئی معمولی عہدے دار بھی ہو تو وہ اپنے دل میں کتنی قوت محسوس کرتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ کسی آدمی کی

طرف سے مجھے تکلیف پہنچے گی تو یہ میری مدد کرے گا۔ اللہ کی معیت کا مزہ ان ہی لوگوں سے پوچھو جن کو ذکر کی حضوری حاصل ہے اور جو اپنے احوال و اشغال میں اللہ پاک کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ جَعَلَنَا اللّٰہ منھم.

تیسری بشارت دیتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ جو کوئی اللہ پاک کی طرف تھوڑا سا بھی بڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی طرف اس سے کئی گناہ زیادہ بڑھ جاتے ہیں، یعنی اپنی آغوش رحمت میں لے لیتے ہیں، سمجھانے کے لئے بالشت اور ہاتھ اور چار ہاتھ کی مثال ذکر فرمائی ہے۔

چوتھی بشارت یوں دی کہ اللہ جل شانہ کی طرف کوئی معمولی رفتار سے چلے تو اللہ جل شانہ اس کی طرف دوڑ کر پہنچ جاتے ہیں یہ بھی بطور مثال ہے، اللہ پاک کی مہربانی اور توجہ اور شان کریمی کو ان الفاظ میں بیان فرمایا۔ بلا مثال اس کو یوں سمجھ لو جیسے کہ کوئی بچہ ہو اس نے نیا نیا چلنا شروع کیا ہو اور گرتا پڑتا چلتا ہو، اس کو کوئی اپنی طرف بلائے اور وہ دو چار قدم چلے تو بلانے والا جلدی سے دوڑ کر اسے اپنی گود میں لے لیتا ہے اور شاباش دیتا ہے۔

پس اے مومنو! اللہ کی طرف بڑھو اس کی رحمت سے کبھی ناامید نہ ہو، توبہ کرتے رہو، استغفار میں لگے رہو اور برابر ذکر اللہ میں لگے رہو۔ حدیث بالا میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جل شانہ کو بندہ کے توبہ کرنے سے اس شخص کی خوشی سے زیادہ خوشی ہوتی ہے جو لق و دق جنگل بیابان میں ہو، اس کی سواری اور کھانے پینے کا سب سامان گم ہو جائے اور ہر طرف دیکھ بھال کر ناامید ہو کر یہ سمجھ کر لیٹ جائے کہ اب تو مرنا ہی ہے اور ایسے وقت میں اچانک اس کی سواری سامان کے ساتھ اس کے پاس پہنچ جائے، اس شخص کو جو خوشی ہوگی وہ بیان سے باہر ہے۔ اس طرح جب کوئی بندہ توبہ کرتا ہے تو اللہ جل شانہ کو اس شخص کی خوشی سے بڑھ کر خوشی ہوتی ہے، یہ بھی اللہ کی خاص شانِ کریمی ہے۔

(ادخلنا فی شرح الحدیث ماورد فی حدیث اخرو ھو ما رواہ مسلم مرفوعًا لَلّٰہ اَشَدُّ فرحًا بتوبة عبدہ حَینَ یَتُوْبَ اِلَیْہِ مَنْ اَحْدِکُم کَانَ رَاحِلَتَهٗ بارض فلاۃٍفانفلتت منه وَ عَلَیْھَا طَعَامُهٗ وَ شَرَابُهٗ فَاَیَئسَ مِنْھَا الحدیث (مشکوۃ المصابیح ص۲۰۳)

مغرب سے سورج طلوع ہونے تک' ہر وقت توبہ کا دروازہ کھلا ہے

(۲) عَنْ اَبِیْ مُوسٰی رضی اللّٰه عنه اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ یَبْسُطُ یَدَهٗ بِاللَّیْلِ لِیَتُوْبَ مُسِیْئُ النَّهَارِ وَ یَبْسُطُ یَدَهٗ بِالنَّهَارِ لِیَتُوبَ مُسِیْئُ اللَّیْلِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا. (رواہ النسائی ومسلم کمافی الترغیب ص ۸۸ ج ۴)

''حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ شانہ عزوجل رات کو ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ گذرے ہوئے دن میں جس نے گناہ کیے ہیں ان کی توبہ قبول فرمائے اور دن میں اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ گذری ہوئی رات میں جنہوں نے گناہ کیے ہیں ان کی توبہ قبول فرمائے، مغرب سے سورج طلوع ہونے تک (ہر رات دن) ایسا ہی ہوتا رہے گا۔'' (مسلم ونسائی)

تشریح

ہاتھ پھیلانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ جل شانہ کی اپنے بندوں پر خاص توجہ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ بڑے رؤف، رحیم اور غفور، حلیم ہیں، جو بھی کوئی بندہ جس وقت توبہ کرے اس کی توبہ قبول فرمالیتے ہیں۔

یہ جو فرمایا کہ مغرب سے آفتاب طلوع ہونے سے پہلے پہلے ایسا ہوتا رہے گا، یعنی توبہ قبول کرنے والے کی توبہ قبول ہوتی رہے گی، اس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت سے پہلے سورج مغرب کی طرف سے نکلے گا، اس کا مغرب سے نکلنا، قیامت نزدیک ہونے کی خاص نشانی ہوگی اور اس بات کی بھی نشانی ہوگی کہ اس سے پہلے جنہوں نے گناہ کر رکھے ہیں اور توبہ نہیں کی اب ان کی توبہ قبول نہ ہوگی۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ ''بلاشبہ مغرب کی جانب اللہ تعالیٰ نے قبولیت توبہ کے لئے ایک دروازہ بنایا جس کی چوڑائی ستر سال کی مسافت کے برابر ہے وہ دروازہ بند نہ ہوگا جب

تک سورج مغرب کی جانب سے نہ نکلے اور اللہ جل شانہ کے اس ارشاد (یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّکَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُھَا لَمْ تَکُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ کَسَبَتْ فِیْٓ اِیْمَانِھَا خَیْرًا) میں اسی مضمون کا ذکر ہے، جس کا ترجمہ یہ ہے "جس روز آپ کے رب کی بعض نشانی آ پہنچے گی کسی نفس کا ایمان اس کے کام نہ آئے گا جو پہلے سے ایمان نہ رکھتا ہو یا اس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک عمل نہ کیا۔ (ترمذی ابن ماجہ)

جتنے بھی زیادہ گناہ ہوں، توبہ کرنے سے سب معاف ہو سکتے ہیں

(۳) عَنْ اَنَسٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یَقُوْلُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی یَا ابْنَ اٰدَمَ اِنَّکَ مَا دَعَوْتَنِیْ وَ رَجَوْتَنِیْ غَفَرْتُ لَکَ عَلٰی مَا کَانَ فِیْکَ وَلَا اُبَالِیْ یَا ابْنَ اٰدَمَ لَمْ اَتَیْتَنِیْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطَایَا ثُمَّ لَقِیْتَنِیْ لَا تُشْرِکُ بِیْ شَیْئًا لَا تَیْتُکَ بِقُرَابِھَا مَغْفِرَۃً. (رواہ الترمذی وقال حدیث حسن غریب)

"حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے انسان! بے شک تو جب تک مجھ سے دعا کرتا رہے گا اور مجھ سے امید لگائے رہے گا میں تجھ کو بخشوں گا تیرے گناہ جو بھی ہوں اور میں کچھ پرواہ نہیں کرتا، اے انسان! اگر تیرے گناہ آسمان کے بادلوں کو پہنچ جائیں پھر (بھی) تو مجھ سے مغفرت طلب کرے تو میں تجھے بخش دوں گا، اور میں کچھ پرواہ نہیں کرتا، اے انسان! اگر تو اتنے گناہ لے کر میرے پاس آئے جس سے ساری زمین بھر جائے، پھر مجھ سے اس حال میں ملاقات کرے کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنایا ہو، تو میں اتنی ہی بڑی مغفرت سے تجھ کو نوازوں گا کہ جس سے زمین بھر جائے۔" (ترمذی ص ۵۰۹ ابواب الدعوات)

تشریح

یہ حدیث مومن بندوں کے لئے اعلان عام ہے جو شہنشاہ حقیقی کی طرف سے نشر کیا گیا ہے، انسانوں سے لغزشیں اور خطائیں ہو جاتی ہیں احکام کی ادائیگی میں خامی رہ جاتی ہے،

مواظبت اور پابندی میں فرق آجاتا ہے، بندہ اپنی نادانی سے چھوٹے بڑے گناہ کر بیٹھتا ہے، تو اللہ پاک نے اپنے بندوں کی مغفرت کے لئے یہ نسخہ تجویز فرمایا ہے کہ عجز وانکساری کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں مضبوط امید رکھتے ہوئے مغفرت کا سوال کرے اور دل میں شرمندہ اور پشیمان ہو کہ ہائے مجھ ذلیل وحقیر سے مولائے کائنات، خالق موجودات تبارک وتعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی ہوگئی اور آئندہ کے لئے گناہ نہ کرنے کا پختہ عہد کرے تو اس پر اللہ جل شانہ مغفرت فرمادیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ لَا اُبَالِیْ (یعنی بخشنے میں مجھے کوئی مشکل ہے، نہ چھوٹا گناہ معاف کرنے میں کوئی مانع ہے۔) اِنَّ الْکَبَائِرَ فِیْ الْغُفْرَانِ کَاللَّمَم.

گناہوں کی کثرت کی دو مثالیں ارشاد فرماتے ہوئے مومنین کو مزید تسلی دی اور فرمایا کہ اگر تیرے گناہ اس قدر ہوں کہ ان کو جسم بنایا جائے اور زمین سے آسمان تک پہنچ جائیں اور ساری فضا (آسمان وزمین کے درمیان) کو بھر دیں تب بھی مغفرت مانگنے پر میں مغفرت کر دوں گا اور اگر تیرے گناہ اس قدر ہوں کہ ساری زمین ان سے بھر جائے تب بھی میں بخشنے پر قادر ہوں اور سب کو بخشتا ہوں۔

تیرے گناہ زمین کو بھر سکتے ہیں تو میری مغفرت بھی زمین کو بھر سکتی ہے۔ بلکہ اس کی مغفرت تو بے انتہا آسمان وزمین کی وسعت اور ظرفیت اس کے سامنے ہیچ در ہیچ ہے۔ البتہ کافر مشرک کی بخشش نہ ہوگی۔ جیسا کہ حدیث شریف کے آخر میں بطور شرط کے فرمایا ہے "لَا تُشْرِکُ بِیْ شَیْئًا" اور قرآن شریف میں ارشاد ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ (النساء ۴۸۔۱۱۶)

"بیشک اللہ نہیں بخشے گا اس کو کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا جائے اور اس کے سوا دوسرے جتنے گناہ ہیں جس کے لئے وہ چاہے گا بخش دے گا۔"

کافر اور مشرک کی کبھی بھی مغفرت نہ ہوگی، یہ لوگ ہمیشہ ہمیش دوزخ میں رہیں گے۔ مومن بندہ سے جتنے بھی گناہ ہو جائیں گے خواہ تعداد میں بہت زیادہ بڑھ جائیں اللہ کی رحمت اور مغفرت

سے کبھی ناامید نہ ہو، توبہ واستغفار میں لگا رہے اور مغفرت کی پختہ امید باندھے رہے۔

اللہ جل شانہ کی شانِ غفاری

(۴) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللّٰه عنه عَنِ النَّبِی صَلَّی اللّٰه عَلیه وَسلم قَالَ: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَوْلَمْ تُذْنِبُوْا لَذَهَبَ اللّٰهُ بِكُمْ وَلَجَاءَ بِقَوْمٍ يُذْنِبُوْنَ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ. (رواہ مسلم وغیرہ کمافی الترغیب ص۹۹ ج۴)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ تم کو اس دنیا سے منتقل کر دے گا اور دوسری قوم کو پیدا فرمادے گا جو گناہ کریں گے، پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کو بخش دے گا۔ (مسلم وغیرہ)

تشریح

اس حدیث میں اللہ جل شانہ کی شان غفاریت کا تذکرہ فرمایا ہے۔ جیسے قہار اور جبار اللہ تعالیٰ کی خاص صفات ہیں، اسی طرح غفار اور ستار بھی اس کی صفات خاصہ ہیں، اس کی مخلوقات میں اس کی صفات کے مظاہرے ہوتے رہتے ہیں اور غفاریت کا مظاہرہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب کوئی بندہ گناہ کرے اور اللہ جل شانہ اس کی مغفرت فرمائے۔ اسی شانِ غفاریت کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ تم گناہ نہ کرو تو اللہ جل شانہ تمہاری جگہ دوسری قوم کو پیدا فرمادے گا اور وہ گناہ کریں گے پھر مغفرت چاہیں گے جس پر اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمادیں گے۔

توبہ کرنے والا بے گناہ ہو جاتا ہے

(۵) عَنْ عَبْدِاللّٰه بِنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللّٰه عنه عَنِ النَّبِيِّ صَلّی اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمْ قَالَ : اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ (رواہ ابن ماجہ وطبرانی کلاہما من روایۃ ابی عبیدۃ بن عبداللہ بن مسعود ابیہ، ولم یسمع منہ ورواۃ الطبرانی رواۃ کمافی الترغیب والترہیب للحافظ المنذری ص ۹۷ ج ۴)

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ گناہ سے توبہ کرنیوالا اس شخص کی طرح ہے جس کا کوئی گناہ نہیں۔ (طبرانی)

تشریح

اس حدیث میں ارشاد فرمایا کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہی ہے جیسا اس نے گناہ کیا ہی نہ تھا۔ توبہ کرنے والا اور گناہ نہ کرنے والا اس بات میں دونوں برابر ہیں، کہ نہ اس کا مواخذہ ہے اور نہ اُس کا، البتہ توبہ سچی توبہ ہو اور لوازم وشرائط کے ساتھ ہو۔

توبہ کے لوازم وشرائط کا بیان حدیث ۱۸، ۱۹ کے ذیل میں پڑھیے۔

مومن سے خطا ہو جانا بعید نہیں لیکن جلد ہی توبہ کر لیتا ہے

(۶) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَنه وَسَلَّمَ قَالَ : مَثَلُ الْمُؤْمِنِ وَالْاِیْمَانِ کَمَثَلِ الْفَرْسِ فِیْ اٰخِیَّتِهٖ یَحُوْلُ ثُمَّ یَرْجِعُ اِلٰی اٰخِیَّتِهٖ وَاِنَّ الْمُؤْمِنَ یَسْهُوْا ثُمَّ یَرْجِعُ فَاَ طْعِمُوْا طَعَامَکُمْ الْاَتْقِیَاءَ وَ اَوْلُوْا مَعْرُوْفَکُمْ الْمُوْقِنِیْنَ ۔ (رواہ ابن حبان فی صحیہ کما فی الترغیب ص ۹۰ ج ۴ وعزاہ فی المشکوٰۃ (باب الضیافتہ) الی البیہقی فی الشعب وابی نعیم فی الحلیلتہ)

''حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ مومن کی مثال اور ایمان کی مثال ایسی ہے جیسے گھوڑا اپنے ٹھکانہ کی جگہ پر بندھا ہو (اور اس کے پاؤں میں لمبی رسی ہو وہ رسی کے لمبائی کی حد تک) گھومتا رہتا ہے، پھر اپنے ٹھکانہ پر آ جاتا ہے (اسی طرح) مومن (ایمانی تقاضوں سے دور ہو کر) غافل ہو جاتا ہے اور گناہ کر لیتا ہے پھر ایمان (کے مطالبات) کی طرف واپس آ جاتا ہے۔ پس تم لوگ اپنا کھانا متقی لوگوں کو کھلایا کرو اور اپنے عطایا مومنین کو دیا کرو۔ (ابن حبان، بیہقی، ابونعیم)

(۷) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰه تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللّٰه علیه وَسَلَّمَ قَالَ : کُلُّ ابْنِ اٰدَمَ خَطَّاءٌ وَّخَیْرُ الْخَطَّائِیْنَ التَّوَّابُوْنَ. (رواہ الترمذی وابن ماجہ الحاکم وصحہ کما فی الترغیب ص ۱۹ ج ۴)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر انسان خطا کار ہے اور بہترین خطار کار وہ ہیں جو خوب زیادہ توبہ کرنے والے ہیں۔ (ترمذی، ابن ماجہ اور مستدرک حاکم)

تشریح

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مومن سے گناہ ہوجانا کوئی تعجب اور اچنبھے کی بات نہیں ہے، ہاں گنا پر اصرار کرنا مومن کی شان سے بہت بعید ہے۔ گناہ ہوجائے تو جلد توبہ کر لے اور ایمانی تقاضوں کے پورا کرنے میں لگ جائے، سرکش نہ بنے، اور ضد وعناد پر کمر نہ باندھے، کیونکہ یہ بربادی کا سبب ہے۔ اَعَاذَنَا اللّٰہ مِنۡهُ.

حدیث نمبر ٦ میں یہ جو فرمایا کہ ''اپنا کھانا متقیوں کو کھلایا کرو اور اپنے عطایا مومنین کو دیا کرو'' اس میں بتایا گیا ہے کہ اپنے تعلقات صالحین سے رکھو اور اہل ایمان کے ساتھ رہو، ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا رکھو، لینے دینے کا تعلق بھی ان ہی سے رہنا چاہیئے تا کہ ایک دوسرے کو آخرت کی طرف متوجہ کرنے میں مدد ملتی رہے اور مال بھی فاسقوں پر خرچ نہ ہو۔ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے لئے مرتے جیتے ہیں مال ان پر خرچ کیا جائے۔

پوشیدہ گناہ کی توبہ، پوشیدہ اور علانیہ گناہ کی توبہ، علانیہ کی جائے

(٨) عَنۡ مُعَاذِ بۡنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ قَالَ : قُلۡتُ یَا رَسُوۡلَ اللّٰه! اَوۡصِنِیۡ قَالَ عَلَیۡکَ بِتَقۡوَی اللّٰهِ مَااسۡتَطَعۡتَ وَاذۡکُرِ اللّٰهَ عِنۡدَ کُلِّ حَجَرٍ وَّشَجَرٍ وَّ مَا عَمِلۡتَ مِنۡ سُوۡءٍ فَاَحۡدِثۡ لَهٗ تَوۡبَةَ السِّرَّ بِالسِّرِّ وَالۡعَلَانِیَةَ بِالۡعَلَانِیَةِ. (رَوَاهُ الطَّبۡرَانِیّ بِاِسۡنَادِ حَسَنٍ اِلَّا اَنَّ عَطَاءَ لَمۡ یُدۡرِکۡ مَعَاذًا کَمَا فِیۡ التَّرۡغِیۡبِ ص ٩٣ج ٤)

''حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے خاص نصیحت فرمایئے، آپ نے فرمایا کہ تم اپنی استطاعت کے بقدر اللہ سے ڈرنے

کولازم پکڑلواور ہر پتھراور ہر درخت کے نزدیک اللہ کو یاد کرواور جوکوئی گناہ کر بیٹھوتو اس کے لئے نئے سرے سے توبہ کرو،پوشیدہ گناہ کی توبہ پوشیدہ طور پراور اعلانیہ گناہ کی توبہ اعلانیہ طور پر کرو۔“
(طبرانی)

تشریح

اس حدیث میں چند امور کی وصیت فرمائی۔

اول تو یہ ارشاد فرمایا کہ تقویٰ کولازم پکڑلو، درحقیقت تقویٰ ہی وہ صفت ہے جو بندہ کو خلوت اور جلوت میں ہر چھوٹے بڑے گناہ سے روکتی ہے، جس کوتقویٰ نصیب ہوگیا وہ اللہ جل شانہ کا خاص بندہ بن گیا۔قرآن مجید میں جگہ جگہ تقویٰ کا حکم ہے، کیونکہ اس سے سارے ہی اعمال جاندار ہوجاتے ہیں۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے۔

عَلَیْکَ بِتَقْوَی اللّٰهِ فَاِنَّه اَزْیَنُ لِاَمْرِکَ کُلِّهٖ.

”یعنی تم تقویٰ کولازم پکڑلو کیونکہ اس سے تمہارے ہر کام میں زینت آجائے گی۔“

اگرتقویٰ کی صفت ہوگی تو بندہ دینی کام بھی نہایت عمدہ طریقہ پرانجام دے گااور دنیاوی امور کسب معاش وغیرہ میں اللہ جل شانہ کے خوف کو سامنے رکھے گا ،تو اس کا کسب اور ہر عمل عمدہ ہوجائے گا اور جب لوگوں کو معلوم ہوگا کہ یہ شخص متقی ہے اور اللہ سے ڈرتا ہے تو اس کے گرویدہ ہوجائیں گے۔

دوسری نصیحت یہ فرمائی کہ ہر پتھراور ہر درخت کے قریب (یعنی ہر وقت اور ہر موقعہ پر) اللہ کا ذکر کرو، یہ نصیحت بھی بہت اہم ہے۔ہم نے اپنی ایک کتاب میں جو”ذکر الٰہی“ کے نام سے شائع ہوئی ہے، ذکر کے فضائل وفوائد لکھ دیئے ہیں اس کا مطالعہ کیا جائے۔

تیسری نصیحت یہ فرمائی کہ جب بھی کوئی گناہ ہوجائے تو اس کے لئے نئے سرے سے توبہ کرو پہلے جتنی مرتبہ توبہ کی ہے اس کا ثواب اور برکات اوراس کے ذریعہ گذشتہ گناہوں کی معافی کا جو فائدہ حاصل ہو چکا ہے وہ اپنی جگہ ہے، لیکن جب بھی کوئی گناہ ہوجائے فوراً توبہ کرے،توبہ میں دیر

نہ لگائے، یہ نہ سمجھے کہ پھر توبہ کرلیں گے، پھر کا کیا پتہ ہے، زندگی کا حال معلوم نہیں کہ کتنی ہے اور کتنے دن کی ہے۔ کیا پتہ کب موت آجائے اور توبہ کی توفیق نہ ہو، اس لئے جیسے ہی گناہ ہو توبہ کی تجدید کرو یعنی نئے سرے سے پھر توبہ کرو۔ جبکہ نفس اور شیطان کہیں گے کہ پھر توبہ کرلینا' ان کی بات نہ مانے۔

توبہ کے سلسلے میں اس حدیث میں ایک اہم بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور وہ یہ کہ جو گناہ پوشیدہ ہوجائے اس کی توبہ بھی پوشیدہ طور پر تنہائی میں کرلو، بندوں پر ظاہر بھی نہ کرو کہ مجھ سے فلاں گناہ ہوگیا ہے۔ اور جو گناہ اعلانیہ طور پر یعنی لوگوں کے سامنے ہوجائے اس کی توبہ بھی لوگوں کے سامنے کرو، مثلاً کسی نے اپنی جہالت سے لوگوں کے سامنے یہ کہہ دیا کہ روزہ وہ رکھے جس کے گھر میں اناج نہ ہو تو یہ کلمہ کفر ہے، کیونکہ اس میں ایک دینی رکن یعنی روزہ کا مذاق ہے۔ اگر کسی نے تنہائی میں ایسی بات کہہ دی تو تنہائی میں توبہ کرے اور اگر لوگوں کے سامنے کہی ہو تو لوگوں کے سامنے علی الاعلان توبہ کرے۔ ایسا کرنے سے توبہ کی ایک اہم شرط پوری ہوجائے گی یعنی اعلانیہ طور پر گناہ کرنے کی توبہ اعلانیہ طور پر جو کرنے کا حکم ہے، اس پر عمل ہوجائے گا، پھر لوگ اس کی توبہ کے گواہ بھی ہوجائیں گے اور اس سے وہ معاملہ کریں گے جو اچھے مسلمان کے ساتھ کرنا چاہیئے۔

اگر کسی مسلمان کی خصوصاً کسی عالم کی بے عزتی کی ہو جو لوگوں کے سامنے ہو تو اس کی معافی بھی لوگوں کے سامنے مانگے تاکہ نفس کی اصلاح بھی ہو اور جن لوگوں کے سامنے بے عزتی کی ہے ان کے سامنے اس عالم کا اکرام اور اعزاز بھی ہوجائے۔

بعض لوگ مجمع میں کسی عزت دار آدمی کو الٹے سیدھے الفاظ کہہ دیتے ہیں یا ڈانٹ دیتے ہیں اور پھر تنہائی میں معافی مانگتے ہیں، ایسی معافی سے اس بے عزتی کی تلافی نہیں جو لوگوں کے سامنے کی تھی، یہ بات خوب سمجھ لو۔

گناہ کے بعد نیکی کرو تاکہ گناہ کا کفارہ ہوجائے

(۹) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ وَ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللّٰہ عَنْھُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمْ قَالَ : اِتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُمَا كُنْتَ وَاَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا وَ خَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ. (رواه الترمذی و قال: حَدِيْثٌ حَسَنٌ كَمَافِى التَّرْغِيْب ص۱۰۹ ج۴)

''حضرت ابوذر اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈر تو جہاں کہیں بھی ہو، اور برائی کے بعد نیکی کر، یہ نیکی اس برائی کو مٹا دے گی اور تو لوگوں سے اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آ۔'' (ترمذی)

تشریح

اس حدیث میں تین باتیں ارشاد فرمائی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب کوئی گناہ ہو جائے تو اس کے بعد نیکی لے کر یہ نیکی گناہ کی مغفرت اور کفارہ کا باعث ہوگی۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ. (ھود ۱۱۴)

''یعنی بلاشبہ نیکیاں گناہوں کو ختم کر دیتی ہیں۔''

یہ بھی اللہ جل شانہ کا بہت بڑا انعام ہے کہ نیکیوں کے ذریعہ گناہ معاف ہوتے رہتے ہیں۔ متعدد احادیث میں یہ مضمون وارد ہوا ہے کہ جب کوئی مومن بندہ وضو کرتا ہے تو اس کی آنکھوں، ہاتھوں، پاؤں، چہرے، سر اور کانوں سے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ (صحیح مسلم، موطا مالک وغیرہ)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کسی بھی مسلمان کو فرض نماز حاضر ہو جائے (یعنی نماز کا وقت ہو جائے) پھر وہ نماز کے لئے اچھی طرح وضو کرے اور نماز کا رکوع سجدہ بھی اچھی طرح سے کرے تو یہ نماز اس کے گزشتہ گناہوں کا کفارہ ہو جائے گی، جب تک کہ گناہ کبیرہ نہ کرے اور یہ کفارہ سیئات ہمیشہ اسی طرح ہوتا رہے گا۔

(قَالَ الْعُلَمَاءُ اِنَّ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَ مَا اَشْبَهَه' صَالِحٌ لِلتَّكْفِيْرِفَاِنْ وجدُ مَا يُكَفِّرُه' مِنَ الصَّغَائِرِ كَفَّرَه' وَاِنْ صَادَفَ كَبِيْرَةً وَلَمْ يُصَادِفْ صَغِيْرَةً يَعْنِى غَيْرِ مُكَفِّرَةٍ رَجَوْنَا اِن يَّخَفِّفَ مِنَ الْكَبَائِرِ وَاِلَّا كُتِبَ لَه' بِه حَسَنَاتٍ وَ رُفِعَ لَه' دَرَجَاتٍ كَذَا ذَكَرَهُ الطِّيْبِىُّ (مرقاط ج ۱ ص ۲۳۵، طبع ملتان، پاکستان) (صحیح مسلم)

ایک حدیث میں ہے کہ پانچوں نمازیں اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک ان گناہوں کا کفارہ ہے جو ان کے درمیان ہوجائیں، جبکہ کبیرہ گناہوں سے بچا جائے۔(مسلم)

نیکیوں کے ذریعے جو گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے ان سے صغیرہ گناہ مراد ہیں، جیسا کہ علمائے حق نے تصریح کی ہے۔ چھوٹے گناہوں کا معاف ہونا بھی کم نفع نہیں ہے، زیادہ تر چھوٹے گناہ ہوتے ہیں ان کی معافی کے لئے اللہ پاک نے یہ انتظام فرمایا ہے کہ نیکیوں کو ان کی معافی کا ذریعہ بنا دیا۔

علماء نے بتایا ہے کہ اگر صغیرہ گناہ معمولی ہوں تو نیکیوں کے ذریعے کبیرہ گناہوں میں بھی تخفیف ہوجاتی ہے اور نیکیاں رفع درجات کا ذریعہ بھی بنتی ہیں۔

گناہ ہوجانے پر خوف وخشیت کا غلبہ ہونا چاہئے

(١٠) عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : وَاذُنُوْبَاهُ! وَا ذُنُوْبَاهُ! فَقَالَ هٰذَا الْقَوْلُ مَرَّتَيْنِ اَو ثَلاثًا فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهُ صلى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَسَلَّمَ قُلْ اَللّٰهُمَّ مَغْفِرَتُكَ اَوسَعُ مِنْ ذُنُوْبِيْ وَ رَحْمَتُكَ اَرْجٰى عِنْدِيْ مِنْ عَمَلِيْ فَقَالَهَا ثُمَّ قَالَ عُدْفَعَادَ ثُمَّ قَالَ عُدْفَعَادَ فَقَالَ قُمْ فَقَدْ غَفَرَاللّٰهُ لَكَ. (رواه الحاكم فی المستدرک ج ١ ص ٥٤٤ وقال رواتة عن اخرهم مدنیون ممن لا یعرف واحد منهم بجرح.)

’’حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ ہائے میرے گناہ! ہائے میرے گناہ! دو یا تین مرتبہ یوں ہی کہا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تو یوں کہہ۔(اَللّٰهُمَّ مَغْفِرَتُكَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِيْ وَ رَحْمَتُكَ اَرْجٰى عِنْدِيْ مِنْ عَمَلِيْ) چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا آپؐ نے کہا پھر کہہ، اس نے پھر یہی الفاظ کہے، آپؐ نے فرمایا پھر کہہ، اس نے پھر یہی

الفاظ کہے۔ (اب) آپؐ نے فرمایا اٹھ کھڑا ہو، اللہ نے تیرے گناہ معاف فرما دیئے۔"
(مستدرک حاکم)

تشریح

اس حدیث سے اول تو حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خوف وخشیت کا پتہ چلا کہ یہ حضرات گناہ سرزد ہوجانے پر کس قدر پریشان ہوتے ہیں۔ اس حدیث کے علاوہ دوسری روایات میں بھی ان حضرات کے خوف وخشیت کے واقعات مذکور ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ مومن آدمی اپنے گناہوں کو ایسے سمجھتا ہے جیسے وہ پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہوا ہو اور ڈر رہا ہے کہ کہیں اس پر پہاڑ نہ گر پڑے۔ اور فاجر آدمی گناہ کو ایسا سمجھتا ہے جیسے اس کی ناک پر مکھی بیٹھ گئی اور اس نے ہاتھ سے اڑا دی۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۰۶)

یعنی فاجر آدمی گناہ کو معمولی سی چیز سمجھتا ہے اس کا کوئی اثر نہیں لیتا اور مومن آدمی گناہ ہو جانے سے پریشان ہوتا ہے اور اس پر ایسا خوف سوار ہوتا ہے جیسے ابھی ابھی اس پر پہاڑ گر پڑے گا۔ درحقیقت مومن کی یہی صفت ہے، جو حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں کامل طور پر موجود تھی۔

دوسری چیز جو حضرت جابرؓ کی روایت سے معلوم ہوئی وہ ایک دعا ہے جو طلب مغفرت کے لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائی اور وہ یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ مَغْفِرَتُکَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَ رَحْمَتُکَ اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ

"اے اللہ! تیری مغفرت میرے گناہوں سے بہت زیادہ وسیع اور تیری رحمت میرے نزدیک میرے عمل سے بڑھ کر بہت زیادہ امید کی چیز ہے۔"

جو صحابی گناہوں کا خیال کر کے پریشان اور پشیمان ہو کر آئے تھے، ان سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین بار یہ کلمات کہلوائے اور پھر فرمایا کہ اٹھ اللہ تعالیٰ نے تیری مغفرت

فرمادی۔ نادم تو وہ پہلے ہی سے تھے اور ندامت توبہ کا جزو اعظم ہے، پھر ندامت کے ساتھ گناہوں کا اقرار کرنا اور اللہ کی رحمت کی وسعت کا استحضار ہونا اور ساتھ ہی رحمت کا امیدوار ہونا اور مغفرت طلب کرنا یہ سب امور جمع ہو گئے جس پر اس کی مغفرت ہو گئی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طلب مغفرت کے لئے کس قدر مختصر اور جامع دعا ارشاد فرمائی۔ فَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَ بَارَكَ وَسَلَّمَ.

گناہوں پر رونے میں نجات ہے

(۱۱) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ لَقِيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمْ فَقُلْتُ مَا النَّجَاةُ فَقَالَ اَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَ لْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ. (رواہ احمد و الترمذی کما فی المشکوٰۃ ص ۴۱۳)

''حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ (ایک بار) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے میں نے ملاقات کی، تو عرض کیا کہ نجات (کا سامان) کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ تو زبان کو قابو میں رکھ (کہیں) تیرے خلاف استعمال نہ ہو جائے اور تیرے گھر میں تیری گنجائش رہے اور تو اپنی خطاؤں پر رو۔'' (احمد و ترمذی)

تشریح

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نجات دلانے والی چیزیں معلوم کیں تو آپؐ نے تین نصیحتیں فرمائی۔ ان میں سے ہر نصیحت انمول ہے جو شخص ان پر عمل پیرا ہو گا گناہوں سے محفوظ اور دنیا و آخرت کی مصیبتوں سے نجات پائے گا۔

(۱) پہلی نصیحت یہ فرمائی کہ تو اپنی زبان کو اپنے قابو میں رکھ اگر زبان کی حفاظت نہ کی تو یہ تجھے گناہوں اور مصیبتوں میں مبتلا کر دے گی اور تجھے بہت زیادہ نقصان پہنچائے گی۔ زبان چیز تو ذرا سی ہے مگر اس کے نقصانات بہت زیادہ ہیں۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ بلاشبہ انسان اپنی زبان سے اس سے زیادہ پھسلتا ہے جتنا اپنے قدم سے پھسلتا ہے۔(مشکوٰۃ)

حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے متعلق آپ کو سب سے زیادہ کس چیز کا خوف ہے؟ آپؐ نے اپنی زبان کو پکڑ کر فرمایا کہ خطرہ سب سے زیادہ اس کا ہے۔(ترمذی)

ایک حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''مَنْ صَمَتَ نَجا'' یعنی جو خاموش رہا اس نے نجات پائی۔(ترمذی)

انسان پر لازم ہے کہ لایعنی باتوں اور غیبت، تہمت، چغلی، جھوٹ اور دیگر گناہوں سے بچے اور تلاوت، ذکر اللہ، استغفار اور درود شریف میں مشغول رہے۔ بقدر ضرورت جائز بات کرے پھر ذکر میں لگ جائے۔ تفصیل کے لئے ہماری کتاب ''زبان کی حفاظت'' کا مطالبہ فرمائیں۔

(۲) دوسری نصیحت یہ فرمائی کہ ''تیرے گھر میں تیری گنجائش رہے۔ یہ بہت ہی زیادہ کام کی نصیحت ہے، جہاں آدمی باہر نکلا طرح طرح کے گناہوں میں مبتلا ہونے کے مواقع اور مناظر سامنے آجاتے ہیں۔ بدنظری اور گانے بجانے کی آوازیں سننا یہ تو آج کل کے بہت سستے گناہ ہیں اور ملحدین و زندیق لوگ آدمی کو اپنے طرف کھینچنے کو تیار بیٹھے ہیں۔ باہر نکلنے سے انسان کبھی ظالم بن جاتا ہے اور کبھی مظلوم ہوجاتا ہے اور طرح طرح کے فتنوں میں گرفتار ہونے کی راہیں کھلی ہوئی پاتا ہے۔ خیریت اسی میں ہے کہ صرف دینی یا دنیاوی ضروریات کے لئے باہر نکلے اور مقصد پورا ہوتے ہی گھر واپس آجائے کیونکہ اس میں بڑی سلامتی ہے اور بہت سے گناہوں اور معاصی و مہلکات سے نجات ہے۔

(۳) تیسری نصیحت یہ فرمائی کہ ''تو اپنی خطاؤں پر رو' یہ بھی بہت اہم نصیحت ہے۔ گناہ ہو جانے پر رونا، ندامت اور پریشانی کے باعث ہوتا ہے اور ندامت توبہ کا اہم جزو ہے۔ جسے اللہ کا

خوف ہوگا وہی گناہ کی وجہ سے روئے گا اور رو رو کر بخشوانے کی کوشش کرے گا۔ اللہ جل شانہ سے ڈرنا اور ڈرنے کی وجہ سے رونا اللہ کے ہاں بڑی قیمتی چیز ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دو آنکھیں ایسی ہی جن کو آگ نہ پہنچے گی (یعنی دوزخ سے محفوظ رہیں گی) ایک تو وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کے ڈر سے روئی ہو۔ دوسری وہ آنکھ جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں چوکیداری کرتے ہوئے رات گزاری ہو۔ (رواہ الترمذی وقال حسن غریب کما فی الترغیب)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس مومن بندہ کی آنکھوں سے اللہ کے خوف کی وجہ سے آنسو نکلے اگرچہ مکھی کے سر کے برابر ہوں پھر وہ اس کے چہرہ پر پہنچ گئے تو اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ پر حرام فرما دے گا۔ (رواہ ابن ماجه و البیهقی و الاصبهانی و اسناد ابن ماجة مقارب کما فی الترغیب)

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اور آپؐ کے سینہ مبارک سے رونے کی وجہ سے ایسی آواز محسوس ہو رہی تھی جیسے چکی چل رہی ہو۔ اور بعض روایوں نے بیان کیا کہ ایسی آواز تھی جیسے ہانڈی جوش مار رہی ہو۔ (رواہ ابوداؤد والنسائی وابن خزیمۃ وابن حبان کمافی الترغیب)

اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو معصوم تھے پھر بھی رونے کا یہ حال تھا اور ہم گناہگاروں کو کس قدر رونا چاہیئے خود ہی غور فرمالیں۔

جو شخص یہاں اپنے گناہوں کی وجہ سے رو لے گا اور اسی دنیا میں رو دھو کر مغفرت کرا لے گا تو موت کے بعد مزہ میں رہے گا۔ دوزخ کا عذاب بہت سخت ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ فرمائے۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ اے لوگو! روؤ! اگر رونا نہ آئے تو رونے کی صورت بنالو، کیونکہ دوزخ والے دوزخ میں اس قدر روئیں گے کہ ان کے آنسوؤں کے بہنے کی وجہ سے ان کے رخساروں میں نالیاں بن جائیں گی جو نہروں کی طرح ہوں گی اور روتے روتے آنسو ختم ہوجائیں گے تو ان کی جگہ خون بہنے لگے گا اور آنکھوں میں زخم ہوجائیں گے (الترغیب و الترهیب للمنذری)

گناہ کا اقرار کرنا توبہ کی تمہید ہے

(۱۲) عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تعالٰی عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اعْتَرَف ثُمَّ تَاب تَابَ اللّٰهُ عَلَیْهِ. (متفق علیه کما فی المشکوٰة ص ۲۰۳)

''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک بندہ گناہ کا اقرار کرے پھر توبہ کرے، تو اللہ جل شانہ اس کی توبہ قبول فرما لیتے ہیں۔'' (بخاری ومسلم)

تشریح

اعتراف گناہ بڑی چیز ہے اور درحقیقت اعتراف ہی کے بعد توبہ کی توفیق ہوتی ہے۔ جو لوگ گناہ کو گناہ نہیں سمجھتے یا گناہ کر کے یہ نہیں مانتے کہ ہم نے گناہ کیا ہے وہ توبہ کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ شیطان ملعون نے اللہ جل شانہ کے حکم کی خلاف ورزی کی اور آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا، پھر اللہ تعالیٰ نے سوال فرمایا کہ :

مَا مَنَعَکَ اَنْ لَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُکَ (الاعراف ۱۲)

''تو نے سجدہ نہیں کیا اس سے تجھے کس چیز نے روکا جبکہ میں نے تجھے حکم دیا۔''

تو شیطان اس پر کٹ حجتی کرنے لگا اور کہنے لگا کہ :

ءَ اَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِیْنًا ، (بنی اسرائیل ۶۱)

''کیا میں اس کو سجدہ کروں جس کو تو نے مٹی سے پیدا فرمایا ہے۔''

یہ مردود اللہ پاک کے حکم ہی کو غلط بتانے لگا۔ بہت سے لوگ جن پر شیطان غالب ہے گناہ کرتے ہیں مگر یہ نہیں مانتے کہ ہم نے گناہ کیا ہے، بعض تو ایسی مجبوری کا عذر کرتے ہیں جو شرعاً معتبر نہیں ہوتی اور بعض ایسے جرأت کرنے والے ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے احکام ہی کو خلاف عقل قرار دیتے ہیں اور بعض لوگ طرح طرح کی علتیں ڈھونڈ کر گناہ کو حد جواز میں لانے کی سعی بے جا کرتے ہیں۔ ایسے لوگ بھلا گناہ کے اقراری کیسے ہو سکتے ہیں۔ جب گناہ کا اقرار نہیں تو پھر توبہ کیسے نصیب ہوگی۔ یہ شیطان کی بہت بڑی کامیابی ہے کہ گناہ کرائے اور گناہ کا اقرار نہ کرنے دے اور حیلے بہانے بتا کر توبہ سے باز رکھے۔ جب بلا توبہ کسی کو موت آ جائے تو شیطان کے گھی کے چراغ جل جاتے ہیں اور وہ خوشی میں پھولا نہیں سماتا کہ چلو اس آدم کا تو ناس کھو دیا۔ بنی آدم کا عذاب میں مبتلا ہونا شیطان کے لئے بہت بڑی خوشی کا ذریعہ ہے۔

بہت سے لوگ سود کھاتے ہیں مگر اس کو پیسہ کی تجارت کا نام دے کر نفس کو دھوکہ دے دیتے ہیں۔ ٹخنہ سے نیچا کپڑا پہنتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تکبر سے نہیں پہنتے (حالانکہ اونچا پہننے کو خلاف شان سمجھتے ہیں، یہ تکبر نہیں تو کیا ہے) بعض لوگ ڈاڑھی مونڈتے ہیں اور گناہ کا اقرار کرنے کے بجائے کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے رواج کے مطابق ڈاڑھی رکھ لی تھی۔ آج حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں ہوتے تو ڈاڑھی مونڈتے۔ (العیاذ باللہ) کیسی جاہلانہ تاویلات ہیں۔ کچھ لوگ شراب پیتے ہیں لیکن اس کا نام دوسرا رکھ لیتے ہیں اور بہت سے لوگ رشوت لیتے ہیں مگر اس کو ہدیہ کے نام سے تعبیر کر لیتے ہیں اور یہ سب نفس وشیطان کے حیلے ہیں یہ آخرت کے مواخذہ سے نہیں بچا سکتے۔

انسان گناہ کرے اور گناہ کا اقراری ہو تو پھر توبہ کی توفیق بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن جو منہ زوری کرتا ہو اور گناہ کو حلال سمجھتا ہو اور گناہ سے روکنے والوں پر پھبتیاں کستا ہو، ان کو بے وقوف بناتا ہو، وہ بھلا توبہ کے قریب کیسے پھٹک سکتا ہے؟

سچے مومن وہ ہیں جو گناہ سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں اور گناہ ہو جائے تو باگراہ اللہ

تعالیٰ کے دربار میں گناہ کا اقرار کرلیتے ہیں اور توبہ واستغفار میں مشغول ہوجاتے ہیں۔ واللہ الموفق المعین۔

چھوٹے گناہوں سے بچنے کی تاکید

(۱۳) عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ : یَا عَائِشَةُ اِیَّاکِ وَ مُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ فَاِنَّ لَھَا مِنَ اللّٰہِ طَالِبًا.
(رَوَاہُ ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِیُّ وَالْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ کَذَا فِی الْمِشْکوٰۃِ ص ۴۵۸ قَالَ السِّنْدِیُّ فِی حَاشِیَتِہٖ عَلٰی سُنَنِ ابْنِ مَاجَةَ فِیْ الزَّوَائِدِ اِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ وَ رِجَالُہٗ ثِقَاتٌ.)

''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ! ان گناہوں سے بھی پرہیز کرو جن کو حقیر سمجھا جاتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے بارے میں بھی مطالبہ کرنے والا (یعنی لکھنے والا فرشتہ) موجود ہے۔

تشریح

اس حدیث مبارک میں صغیرہ گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرنے کی تعلیم دی گئی ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ صغیرہ گناہوں کو بھی معمولی نہ سمجھو، ان پر بھی مواخذہ اور عذاب ہوسکتا ہے۔ بات یہ ہے کہ صغیرہ گناہ کبیرہ گناہوں کے مقابلہ میں تو صغیرہ ہیں، لیکن رب العزت تعالیٰ شانہ کی عظمت و کبریا اور جلال کا تصور کیا جائے اور غور کیا جائے تو وہ بھی کبیرہ ہی ہیں۔

جب انسان صغیرہ گناہ کو معمولی سمجھ کر کرتا رہتا ہے، تو اول توبہ کی توفیق نہیں ہوتی۔ دوسرے صغیرہ گناہ کبیرہ گناہوں کی طرف کھینچتے رہتے ہیں اور توبہ کی عادت نہ ہونے کی وجہ سے کبیرہ گناہوں میں ترقی ہوتی رہتی ہے اور صغیرہ گناہ پر اصرار کیا جائے تو وہ کبیرہ بن جاتا ہے اور گناہ کرتے رہنے سے مزاج میں لاابالی پن آجاتا ہے اور بلا توبہ مرنے کی نوبت آجاتی ہے۔

مومن بندہ پر لازم ہے کہ صغیرہ گناہوں سے بھی بچنے کا اہتمام کرے اور جیسے ہی کوئی گناہ ہوجائے فوراً توبہ واستغفار میں مشغول ہوجائے اور یوں نہ سمجھے کہ یہ گناہ صغیرہ ہی تو ہے۔

نفس وشیطان ایسی باتیں سمجھا دیتے ہیں بہت سے لوگ مکروہات سے نہیں بچتے اور کہتے ہیں کہ مکروہ ہی تو ہے، حرام تو نہیں، حالانکہ مکروہ، وہ بھی بچنے کے لئے ہے اور مکروہ تنزیہی مکروہ تحریمی کی طرف اور مکروہ تحریمی حرام تک پہنچاتا ہے۔

جب نفس کو گناہوں کی عادت ہوجاتی ہے تو گناہوں سے بچنا دشوار اور سچے دل سے توبہ کی توفیق نہیں ہوتی۔ آگ آگ ہی ہے خواہ ذرا سی چنگاری ہو یا بہت بڑا انگارہ ہو۔ زہر، زہر ہی ہے ایک ماشہ ہو یا ایک چھٹانک۔ اسی طرح گناہوں کو سمجھ لیں چھوٹا ہو یا بڑا عذاب میں مبتلا کرنے کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت بڑی ہے وہ چاہے تو بخش دے، لیکن وہ جبار وقہار اور ذوانتقام بھی ہے، نہ بخشا تو کیا ہوگا؟ اس کا مراقبہ کیا کریں اور اپنے نفس کو ہر گناہ سے بچاتے رہیں۔

بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ فلاں کام کرنا شرعاً ممنوع ہے تو پوچھتے ہیں کہ ناجائز ہے یا حرام ہے؟ جس کا مطلب یہ ہے کہ حرام کے ہتھوڑے سے بچنے کی فکر تو کر سکتے ہیں ناجائز کے کوڑے سے بچنے کو تیار نہیں، حالانکہ حرام بھی ناجائز کی ایک صورت ہے۔ اور ناجائز وہ ہے جس کی اجازت نہ ہو اس میں مکروہ اور حرام سب آگئے۔ پھر معمولی سے نفس کے مزہ کے لئے آخرت کے عذاب کے لئے تیار ہوجانا بہت بڑی حماقت ہے، وہاں کا تھوڑا عذاب بھی بہت ہے، چونکہ چکھا نہیں ہے اس لئے ڈھٹائی کے ساتھ بے تکے سوال و جواب کرتے ہیں۔

بات یہ ہے کہ وفاداری کا مزاج نہیں ہے جس ذات پاک نے وجود بخشا ان گنت نعمتوں سے نوازا، اس کی نافرمانی بڑی ہو یا چھوٹی (صغیرہ گناہ ہو یا کبیرہ) سراسر بے وفائی ہے۔ اگر گناہ پر عذاب نہ ہونا یقینی ہوتا اور بخش دیا جانا ہی متعین ہوتا، تب بھی ہر چھوٹے بڑے گناہ سے

بچنا لازم تھا۔ عذاب کے ڈر سے نافرمانی سے بچنا یہ "نمک حرام غلام کا خاصہ ہے" جو ڈنڈے کا فرمانبردار ہوتا ہے آقا کا فرمانبردار نہیں۔ نمک حلال اور وفادار تو ذرا سی نافرمانی کے تصور سے بھی کانپ اٹھتا ہے، اس کے سامنے نعمتیں ہوتی ہیں جن کے استحضار سے وفاداری کا مزاج بنا ہوا ہوتا ہے۔ وفادار کی نظر صرف حکم پر ہوتی ہے۔ وہ یہ نہیں دیکھا کہ حکم نہ مانا تو مار پڑے گی یا معافی ہوجائے گی، بلکہ نافرمانی کی زندگی ہی کو عذاب کے برابر سمجھتا ہے۔ ڈنڈا لگنے سے تو بظاہر جسم کو تکلیف ہوتی ہے لیکن نافرمانی کی وجہ سے جو وفاداری میں فرق آ گیا اس کی ندامت میں پگھلنا وفادار بندہ کے لئے جسمانی عذاب سے زیادہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے صحابہ کرامؓ جن کو جنتی ہونے کی اور سب کچھ بخشا جانے کی بشارت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مل گئی تھی۔ وہ چھوٹے بڑے گناہوں پر جرأت نہیں کرتے تھے۔ ان پر خوف وخشیت کا غلبہ رہتا تھا آخری دم تک وہ نڈر نہیں ہوئے۔

خوف وخشیت اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے، اللہ تعالیٰ کا خوف دل پر سوار ہو تو ہر قسم کے گناہ سے بچنے پر نفس کو آمادہ کیا جا سکتا ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تو معمولی گناہ کو بھی بڑا سمجھتے تھے اور بچنے کا اہتمام فرماتے تھے۔ بخاری شریف میں حضرت انسؓ کا ارشاد نقل کیا ہے، انہوں نے لوگوں سے خطاب کر کے فرمایا کہ تم لوگ ایسے اعمال کرتے ہو جو تمہاری آنکھوں میں بال سے زیادہ باریک ہیں، ہم تو ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مہلکات سے شمار کرتے تھے (یعنی یہ سمجھتے اور جانتے تھے کہ اس کے کرنے میں ہماری ہلاکت ہے)۔

جس کے دل میں اللہ کا ڈر بیٹھ گیا وہ ہر چھوٹے بڑے گناہ کے ارتکاب سے ڈرتا ہے اور نفس کو اچھا برا سمجھا بجھا کر نیکیوں ہی پر چلاتا رہتا ہے۔ جَعَلَنَا اللّٰهُ مِنْهُمْ.

(۱۴) عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ حَجَبَ التَّوْبَةَ عَنْ كُلِّ صَاحِبِ بِدْعَةٍ حَتّٰى يَدَعَ بِدْعَتَه'. (رَوَاه، الطَّبْرَانِيُّ وَ اِسْنَادِهِ حَسَنٌ كَذَا فِى التَّرْغِيْبِ وَالتَّرْهِيْبِ ص ٨٦ ج ١ للحافظ

المنذری.)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہر بدعت والے کی توبہ روک رکھی ہے جب تک کہ وہ اپنی بدعت کو چھوڑ نہ دے۔ (الترغیب عن الطبرانی)

تشریح

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ بدعتی جب تک بدعت کو نہ چھوڑے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول نہیں فرماتے۔ درحقیقت بدعت بہت بری بلا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پورا دین عنایت فرمایا۔ اعمال صالحہ اور اعمال سیئہ (بُرے اعمال) کی فہرست بتا دی ہے، اب دین محمدیؐ میں کوئی چیز بڑھانے کی ضرورت نہیں ہے۔

علماء نے فرمایا کہ جو شخص کوئی بدعت جاری کرتا ہے گویا وہ اپنے عمل سے یہ ظاہر کرتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پورا دین نہیں پہنچایا، اسلام میں جو کمی رہ گئی تھی اس کو میں اس عمل کے جاری کرنے سے پورا کر رہا ہوں العیاذ باللہ۔ دیکھو یہ کتنی بڑی گمراہی ہے اور اس گمراہی میں بہت سے آدمی مبتلا ہیں۔ کسی نے بدعت جاری کر دی اور اس کا گناہ اپنے سر لے گیا، اس کے ماننے والے اس بدعت سے چپکے ہوئے ہیں سمجھانے سے مانتے نہیں، سنت کی طرف چلنے سے گریز کرتے ہیں اور بدعت کو دانتوں سے پکڑے ہوئے ہیں۔

بدعتی کو توبہ کی توفیق نہیں ہوتی کیونکہ وہ بدعت کے جس عمل کو کرتا ہے اس کو کار ثواب سمجھتا ہے پھر توبہ کیوں کرنے لگا؟

بعض روایات میں ہے کہ ابلیس نے کہا کہ میں نے لوگوں سے گناہ کرا کران کو ہلاک کر دیا اور انہوں نے مجھے استغفار کر کے ہلاک کر دیا (یعنی میں نے ان کی بربادی کے لئے جو محنت کی انہوں نے توبہ واستغفار کے ذریعہ اس پر پانی پھیر دیا) جب میں نے یہ ماجرا دیکھا تو ان کو خواہشات کے ذریعے ہلاک کر دیا۔ (یعنی ایسے عقائد واعمال میں لگا دیا جو قرآن وحدیث سے

نہیں لئے گئے بلکہ لوگوں نے اپنی خواہش کے مطابق خود تراشے اور دین میں داخل کر کے ان پر عمل پیرا ہو گئے) جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ (بدعت اعتقادی یا بدعت بدعملی میں مبتلا ہیں جو اللہ جل شانہ کے یہاں مردود ہے مگر وہ) سمجھ رہے ہیں کہ ہم ہدایت پر ہیں لہذا استغفار نہیں کرتے۔ (ترغیب وترہیب المنذری)

اہل بدعت اپنی بدعت سے تو توبہ کرنے سے رہے، دوسرے گناہوں سے اگر توبہ کر بھی لیں تو وہ بھی مقبول نہیں ہے جب تک کہ بدعت سے توبہ نہ کر لیں۔ جیسا کہ حدیث بالا سے معلوم ہوا۔

سنن ابن ماجہ کی ایک روایت میں ارشاد نبوی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ بدعت والے کا کوئی روزہ اور نماز اور کوئی حج اور کوئی عمرہ اور کوئی جہاد اور کوئی فرض اور کوئی نفل قبول نہیں فرمائے گا۔ وہ اسلام سے ایسے نکل جائے گا جیسے گندھے ہوئے آٹے سے بال نکل جاتا ہے۔ (ترغیب و ترہیب منذری)

کسی مسلمان کے بارے میں یہ کہنا کہ اس کی مغفرت نہ ہوگی، خود اپنے اوپر ظلم کرنا ہے!

(۱۵) عَنْ جُنْدُبٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَدَّثَ اَنَّ رَجُلاً قَالَ وَ اللّٰہِ لَا یَغْفِرُ اللّٰہُ لِفُلَانٍ وَ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَالَ : مَنْ ذَاالَّذِیْ یَتَاَلّٰی عَلَیَّ اَنِّیْ لَا اَغْفِرُ لِفُلَانٍ فَاِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لِفُلَانٍ وَاَحْبَطْتُ عَمَلَکَ. اَوْ کَمَا قَالَ . (رَوَاہُ مُسْلِمٌ کَمَا فِی الْمِشْکٰوۃِ ص ۲۰۴)

''حضرت جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص نے کسی (گناہگار) کے بارے میں کہہ دیا کہ اللہ کی قسم، اللہ فلاں کو نہ بخشے گا اور بے شک اللہ جل شانہ نے فرمایا کہ یہ کون ہے کہ جو قسم کھانے کا حق نہ رکھتے ہوئے قسم کھا کر مجھ پر پابندی لگا رہا ہے کہ فلاں کو نہ بخشوں گا، اے شخص جس نے ایسی قسم کھائی ہے میں نے فلاں کو بخش دیا اور تیرے اعمال اکارت کردیے۔'' (صحیح مسلم)

تشریح

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان دخل دینا درست نہیں ہے۔ کوئی کیسا ہی گناہگار ہو جب اصول کے مطابق توبہ کرے گا اللہ جل شانہ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ فلاں شخص کی کیسے مغفرت ہوگی اس کے پاس تو مغفرت کا کوئی سامان نظر نہیں آتا، ان باتوں کی کیا ضرورت ہے، ہر ایک کو اپنا فکر کرنا لازم ہے۔ اپنی عبادت اور تقویٰ پر غرور کرنا اور اپنی مغفرت کا یقین کرلینا اور دوسروں کے گناہوں پر نظر رکھنا اور یہ سمجھنا کہ فلاں کیسے بخشا جائے گا یہ سب نادانی ہے اور شان ایمان کے خلاف ہے۔

اپنا حال معلوم نہیں اور دوسروں کے بارے میں یقین کیے بیٹھے ہیں کہ اس کی مغفرت

نہ ہوگی۔ مغفرت کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے وہ اپنے بندوں کے ساتھ جو چاہے معاملہ کرے اس میں لوگوں کا دخل دینا بالکل بیجا اور زیادتی ہے۔ اسی بیجا دخل اندازی پر اللہ جل شانہ نے اس شخص کے اعمال حبط فرما دیئے، جس نے قسم کھا کر کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ فلاں کی مغفرت نہ فرمائے گا اور اس کو بخش دیا جس کے بارے میں ایسی قسم کھائی تھی۔ کوئی کیسا ہی گناہگار ہو اس کے بارہ میں یہ فیصلہ کر لینا کہ اس کی مغفرت نہ ہوگی جہالت اور حماقت ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے دو آدمیوں کا قصہ نقل فرمایا۔ جو دونوں آپس میں محبت رکھتے تھے (لیکن فرق یہ تھا کہ) ان میں سے ایک خوب محنت سے عبادت کرتا تھا اور دوسرا شخص گناہگار تھا۔ عبادت گزار شخص اس گناہ گار سے کہتا تھا کہ تو گناہ سے رک جا۔ وہ جواب دیتا تھا کہ مجھے چھوڑ دے، میں جانوں اور میرا رب جانے، کیا تو مجھ پر نگران مقرر کر کے بھیجا گیا ہے؟ (یہ سن کر) عابد (کو طیش آ گیا اور) کہنے لگا کہ اللہ کی قسم! اللہ تجھے کبھی بھی نہ بخشے گا اور تجھے جنت میں داخل نہ فرمائے گا۔ اس پر اللہ جل شانہ نے فرشتہ بھیجا جس نے دونوں کی روحیں قبض کر لیں اور دونوں کی حاضری اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہوئی۔ اللہ جل شانہ نے گناہ گار سے فرمایا کہ جنت میں داخل ہو جا۔ اور دوسرے شخص سے فرمایا (جو عابد تھا اور گناہ گار کی بخشش نہ ہونے کی قسم کھا بیٹھا تھا) کیا تو اس پر قادر ہے کہ میرے بندہ پر میری رحمت کو روک دے؟ کہنے لگا کہ اے پروردگار! نہیں، تو اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا کہ اس کو دوزخ میں لے جاؤ۔ (مشکوٰۃ ص ۲۰۵ عن احمد)

دیکھو گناہ گار شخص گناہ کا اقرار کرنے اور اپنے رب سے مغفرت کی امید رکھنے کی وجہ سے بخشا گیا اور دوسرا شخص اللہ جل شانہ پر جسارت کرنے کی وجہ سے دوزخ میں داخل ہوا۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بنی اسرائیل کے ایک اور شخص کا واقعہ مروی ہے جس کے راوی حضرت ابوسعید خدریؓ ہیں، وہ بیان فرماتے ہیں کہ:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے

ننانوے انسانوں کو قتل کر دیا تھا، پھر وہ اس تلاش میں نکلا کہ کوئی اللہ والا مل جائے تو اس سے (اپنی توبہ کے بارے میں) سوال کرے، چنانچہ ایک راہب کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کیا میری توبہ قبول ہوگی؟ راہب نے کہہ دیا کہ نہیں، اس پر اس نے اس راہب کو بھی قتل کر دیا (اور اب مقتولین کی تعدادی پوری سو (100) ہوگئی لیکن اس کے بعد بھی) وہ (برابر) پوچھتا رہا (کہ کوئی نیک بندہ ملے جو مجھے توبہ کے بارے میں مشورہ دے) کسی نے کہا کہ فلاں فلاں بستی میں چلا جا، وہ جا رہا تھا کہ راستہ میں اس کو موت آ گئی، اس نے (مرتے مرتے اپنا سینہ اسی بستی کی طرف کر دیا (یعنی بقدر طاقت امکانی اس بستی کی جانب کو بڑھ گیا جہاں توبہ کے مشورہ کے لئے جا رہا تھا۔)

موت آتے ہی رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں جھگڑا ہوا۔ رحمت والے فرشتے کہتے تھے کہ یہ توبہ کی فکر میں مرا ہے اس کے ساتھ رحمت والا معاملہ ہونا چاہیئے اور عذاب والے فرشتے کہتے تھے کہ توبہ تو اس نے کی نہیں، لہذا عذاب والا معاملہ ہونا چاہیئے، اللہ تعالیٰ نے اس بستی کو حکم دیا (جس کی طرف جا رہا تھا) کہ تو اس سے قریب ہو جا اور اس بستی کو حکم دیا (جس سے روانہ ہوا تھا) کہ تو دور ہٹ جا۔ پھر اللہ جل شانہ نے (فرشتوں سے) ارشاد فرمایا کہ دونوں بستیوں کے درمیان پیمائش کر لو (دیکھو اس سے کون سی بستی قریب ہے جب پیمائش کی گئی) تو بالشت بھر اس بستی کے قریب نکلا جس کی طرف جا رہا تھا۔ (یعنی پہلی بستی اس سے جس قدر دور تھی دوسری بستی کی مسافت اس سے صرف ایک بالشت قریب تھی۔) چنانچہ اس کی مغفرت کر دی گئی۔ (مشکوۃ المصابیح)

اللہ اکبر! سو انسانوں کا قاتل جس نے ابھی توبہ نہیں کی تھی، توبہ کے بارے میں سوال کرنے کے لئے نکلا تھا۔ اللہ جل شانہ نے توبہ کے ارادے سے نکلنے کی قدر دانی فرمائی اور ایک بستی کو قریب اور دوسری دور ہو جانے کا حکم فرما دیا اور دونوں کی مسافتوں میں جو ایک بالشت کا فرق نکل آیا اور اس کو بہانہ فرما کر اس کی مغفرت فرما دی۔ انسان جتنا بھی گناہگار ہو اللہ کی طرف رجوع کرے۔ توبہ اور لوازم توبہ میں سے جو کچھ کر سکتا ہو کر گزرے انشاء اللہ تعالیٰ ضرور مغفرت ہوگی۔

دیکھو اس شخص کو اتنی بات کام دے گئی کہ مرتے مرتے اس بستی کی طرف کو کھسک گیا جس کی طرف توبہ کرنے کے لئے جا رہا تھا۔ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

گناہ کو ظاہر کرنا بھی گناہ ہے

(۱۶) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رسول الله صلى الله عليه وسلم كُلُّ اُمَّتِیْ مُعَافًى اِلَّا الْمُجَاهِرُوْنَ وَاِنَّ مِنَ الْمُجَانَةِ اَنْ يَّعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا ثُمَّ يُصْبِحُ وَقَدْ سَتَرَهُ اللّٰهُ. فَيَقُوْلُ يَا فُلَانُ عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا كَذَا وَ قَدْ بَاتَ يَسْتُرُهٗ رَبُّهٗ وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَاللّٰهِ عَنْهُ (مُتفق عليه. كما فى المشكوٰة ص ۴۱۲)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میری سب امت عافیت میں ہے (یعنی لائق مغفرت، گناہوں کی سزا سے بچ سکتی ہے) سوائے ان لوگوں کے جو کھلم کھلا گناہ کرتے ہیں اور انسان کی لاپرواہی میں سے یہ بات بھی ہے (جو شرعاً ممنوع اور مبغوض ہے) کہ انسان رات کو کوئی گناہ کرے، پھر باوجودیکہ اللہ نے اس کی پردہ پوشی فرمائی، صبح کو کہتا ہے کہ اے فلاں میں نے رات کو فلاں فلاں کام کیا ہے حالانکہ اس نے اس حال میں رات گزاری کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی پردہ پوشی فرمائی اور وہ صبح ہو جانے پر اللہ کے ڈالے پردے کو اوپر سے ہٹاتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

تشریح

اس حدیث میں گناہ کی پردہ پوشی کی تعلیم دی گئی ہے۔ مومن بندہ پر لازم ہے کہ اول تو گناہ سے دور بھاگے اور ہر چھوٹے بڑے گناہ سے بچے، اور اگر کوئی گناہ ہو جائے تو اس کو ظاہر نہ کرے۔ خاموشی کے ساتھ اپنی پردہ پوشی کرے اور ندامت کے ساتھ رو دھو کر توبہ کر لے بندوں کو پتہ بھی نہ چلے اور عبد اور معبود کے درمیان ہی سب کچھ ختم ہو جائے۔

بعض لوگ ایسے ہیں کہ جو تنہائی میں گناہ کر کے یار دوستوں کو بتاتے پھرتے ہیں کہ ہم

نے ایسا اور ایسا کیا ہے اور گناہ کے ظاہر کرنے کو فخر اور کمال سمجھتے ہیں' یہ جرأت اور بے باکی اور لاابالی پن ہے، جو بغاوت پر بغاوت ہے۔ ایسا کرنے والا مجاہر اور فاسق معلن کہا جاتا ہے جو دوہرے گناہ کا مرتکب ہوتا ہے' ایک تو گناہ کیا پھر گناہ کو لوگوں پر ظاہر کیا۔ تو یہ گناہ پر گناہ ہو گیا، کیونکہ گناہ کو ظاہر کرنا بھی گناہ ہے۔

نیز وہ لوگ بھی فاسق معلن اور مجاہر ہیں جو ڈھٹائی کے ساتھ کھلم کھلا گناہ کرتے ہیں اور شرم وغیرت اور حیا کو بالکل پس پشت ڈال کر علی الاعلان لوگوں کے سامنے گناہوں میں مبتلا رہتے ہیں۔ یہ بے حیائی اور ڈھٹائی دل کا ستیاناس مار دیتی ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنے اور توبہ کرنے کی توفیق نہیں رہتی اور بغیر توبہ کے مرجانا بڑی بدبختی ہے جس میں گویا عذاب کو دعوت دی جاتی ہے۔

اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنَ الشَّقَاءِ وَالْعَذَابِ وَ رَزَقَنَا الْإِنَابَةَ اِلَى اللّٰهِ الْغَافِرِ التَّوَّابِ.

تہجد کا وقت دعا اور توبہ واستغفار کا خاص وقت ہے

(۱۷) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی کُلَّ لَیْلَةٍ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا حِیْنَ یُبْقٰی ثُلُثُ اللَّیْلِ الْاٰخِرَ یَقُوْلُ مَنْ یَّدْعُوْنِیْ فَاَسْتَجِیْبُ لَهٗ مَنْ یَّسْاَلُنِیْ فَاُعْطِیَهٗ مَنْ یَّسْتَغْفِرُنِیْ فَاَغْفِرَلَهٗ. (متفق علیه) وَ فِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ ثُمَّ یَبْسُطُ یَدَیْهِ وَ یَقُوْلُ مِنْ یُّقْرِضُ غَیْرَ عَدُوْمٍ وَلَا ظَلُوْمٍ حَتّٰی یَنْفَجِرُ الْفَجْرَ. (کَذَا فِی الْمِشْکٰوة ص ۱۰۹)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ روزانہ جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے، تو ہمارا رب تبارک و تعالیٰ قریب والے آسمان پر تجلی فرماتا (اور) ارشاد فرماتا ہے کہ کون ہے جو مجھ سے دعا کرے میں اس کی دعا قبول کروں؟ کون ہے جو مجھ سے مغفرت طلب کرے میں اس کی مغفرت کردوں (بخاری ومسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں یوں بھی ہے کہ (ارشاد باری تعالیٰ ہوتا

ہے) کون ہے جو ایسی ذات کو قرض دے جس کے پاس سب کچھ ہے اور ظلم کرنے والا نہیں ہے، فجر ہونے تک اسی طرح فرماتے رہتے ہیں۔ (صحیح مسلم)

تشریح

اس حدیث مبارک میں پچھلی رات میں دعا مانگنے اور مغفرت طلب کرنے کی اہمیت بتائی گئی ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ دعا قبول ہونے کا سب سے اچھا وقت فرض نمازوں کے بعد اور آخری رات کا درمیانی حصہ ہے (ترمذی عن ابی امامہؓ)۔

رات کے آخری حصہ میں اللہ جل شانہ کا ارشاد ہوتا ہے کہ کون ہے جو مجھ سے دعا کرے میں اس کی دعا قبول کروں؟ کون ہے جو مجھ سے مغفرت طلب کرے میں اس کی مغفرت کردوں؟ کون ہے جو مجھ سے مانگے میں اس کو دے دوں؟ اور صبح ہونے تک اسی طرح ارشاد ہوتا رہتا ہے۔ جو لوگ تہجد پڑھتے ہیں ان کو تو روزانہ اس وقت دعا کرنے اور اپنی حاجتوں کا سوال کرنے اور توبہ واستغفار کرنے کا موقع ملتا ہے، لیکن جو لوگ تہجد کیلئے نہیں اٹھتے وہ بھی دعا اور توبہ کے لئے کبھی کبھی اٹھ جائیں تو کیسا اچھا ہو۔

یوں تو دعا اور توبہ ہر وقت قبول ہوتی ہے، لیکن یہ ظاہر ہے کہ جس وقت اللہ جل شانہ کی طرف سے ندا ہو کہ کون ہے جو مانگے میں دے دوں اور کون ہے جو مغفرت طلب کرے میں اسے بخش دوں۔ یہ وقت دعا اور توبہ کی قبولیت کا خاص وقت ہے۔ اگر کسی کی سوتے سوتے آنکھ کھل جائے تب بھی اس وقت اللہ کا کچھ ذکر کرلے اور توبہ واستغفار میں لگ جائے تا کہ اس وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کی طرف بھی متوجہ ہو۔

اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ تو ندا فرمارہے ہیں کہ ہے کوئی جو مجھ سے مانگے اور مغفرت چاہے، جس کی دعا قبول کروں۔ بندے پاؤں پسارے سو رہے ہیں، یہ کیسی نالائقی کی بات ہے؟ اللہ تعالیٰ ہم کو مانگنے والا بنادے، صرف اور صرف اسی سے مانگیں۔ دل وجان اور ظاہر و باطن سے اسی کی طرف متوجہ ہوں۔

حدیث کے آخر میں یہ جو فرمایا ہے کہ کون ہے جو ایسی ذات پاک کو قرض دے جس کے پاس سب کچھ ہے اور جو ظلم کرنے والا نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ صدقہ زکوٰۃ و خیرات اللہ کی رضا کے لئے خرچ کرو گے اللہ جل شانہ اس کا بہت زیادہ بدلہ دنیا و آخرت میں عنایت فرمائے گا۔ خرچ تو ہوتا ہے مخلوق پر اور ثواب عطا فرمائے گا خالق جل مجدہ۔ اسے کسی چیز کی حاجت اور ضرورت نہیں ہے۔ جس کسی کے پاس جو کچھ مال و دولت ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا ہے۔ جب سے مخلوق پیدا فرمائی ہے برابر اپنی مخلوق پر اللہ تعالیٰ خرچ فرما رہے ہیں ان کے خزانہ میں کچھ بھی کمی نہیں آئی اور نہ ہی آ سکتی ہے۔ یہ اس کی شان کریمی ہے کہ اس کے دیئے ہوئے مال سے کوئی اس کی رضا کے لئے خرچ کرے تو اس کا نام قرض رکھ دیا اور ساتھ ہی اس کا بہت زیادہ بدلہ عطا فرمانے کا وعدہ فرمالیا اور وہ وعدہ بھی سچا ہے اور پورا ہو کر رہے گا۔ مال اللہ کا اپنا اور جو مجازی مالک ہیں وہ بھی اس کے اپنے مملوک اور مخلوق، پھر اس میں صدقہ دینے کا نام قرض اور اوپر سے ثواب کا وعدہ! یہ سب شان کریمی ہے۔

مآل عالم مالک تست و مالکان مملوک تو
باوجود ایں بے نیازی اَقْرِضُوا اللّٰہ گفتئی

توبہ کی حقیقت اور اس کا طریقہ

(۱۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْقِلٍ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَ اَبِیْ عَلَی ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ فَقَالَ لَهٗ اَبِیْ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ النَّدَمُ تَوْبَةٌ. قَالَ نَعَمْ! (رواہ الحاکم و قال صحیح الاسناد کما فی الترغیب ص ۹۸ جج ۴)

”حضرت عبداللہ بن معقل“ فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان سے میرے والد صاحب نے دریافت کیا کہ کیا آپ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ نادم ہو جانا توبہ ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں میں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔
(مستدرک حاکم)

تشریح

گناہ بندوں سے ہوجایا کرتے ہیں اور گناہ ہوجانا مومن سے بعید نہیں ہے، لیکن جب گناہ ہوجائے تو ندامت سے پانی پانی ہوجائے اور سچے دل سے پشیمان اور شرمندہ ہو کہ ہائے یہ کیا ہوا؟ یہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اور یہ توبہ کا جزوِ اعظم ہے۔ انسان اپنی حقیر ذات پر نظر کرے اور یہ سوچے کہ اللہ تعالیٰ میرا خالق اور مالک ہے، اس نے مجھے وجود بخشا، طرح طرح کی نعمتوں سے نوازا، اعضاء و جوارح دیئے، مال عطا فرمایا، پھر میں نے اس کی نعمتوں کو فرمانبرداری کی بجائے گناہوں میں لگادیا، یہ کتنی بڑی ناشکری، ناسپاسی اور احسان فراموشی ہے۔

بار بار اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا مراقبہ کرے اور اپنی ذات کو بھی سوچے کہ میں کیا ہوں اور کس چیز سے پیدا ہوا ہوں۔ اپنے خالق و مالک کی سرکشی اور نافرمانی مجھے کسی طرح بھی زیب نہیں دیتی، ہائے مجھ حقیر و ذلیل سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوگئی، میں گناہ میں ملوث ہوگیا۔ بار بار سوچے اور دل میں شرمندہ اور پشیمان ہو۔

ندامت اور پشیمانی توبہ کا جزوِ اعظم اس لئے ہے کہ جب سچی ندامت ہوگی تو اس کے اثرات بھی ظاہر ہوں گے اور توبہ کے باقی جو دو جزو ہیں ان پر بھی بآسانی عمل ہوسکے گا۔ ندامت اور نہایت پختہ ارادہ کے ساتھ یہ طے کرلے کہ آئندہ گناہ نہ کروں گا اور جو کچھ ہوچکا ہے یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد ضائع کئے ہیں ان کی تلافی کردے اور زیادہ حق تلفی ہوئی ہو تو بقدر امکان تلافی شروع کردے اور ادائیگی ہونے تک تلافی میں لگا رہے تو یہ حقیقی توبہ ہے۔ صرف زبان سے توبہ توبہ کرنے سے توبہ نہیں ہوجاتی خوب سمجھ لیں۔

(قَالَ السِندِیُّ فِیْ حَاشِیَتِهٖ عَلٰی سُنَنِ ابْنِ مَاجَةَ مَعْنَاہ، انه (ای الندم) معظمها و مستلزم لبقية اجزائها عادة فان النادم ينقلع من الذنب فی الحال عادة و يعزم علی عدم العود اليه فی الاتقبال وَبِهٰذَا الْقَدَرِ تَتِمُّ التَوْبَةِ اِلَّا فِیْ الْفَرَائِضِ الَّتِیْ يَجِبُ قَضَائِهَا فَتَحْتَاجُ التَّوْبَةُ فِيْهَا اِلَی الْقَضَاءِ وَ اِلَّا فِی حَقُوْقِ الْعِبَادِ فَتَحْتَاجُ فِيْهَا اِلَی الْاِسْتِحْلَالِ اَیْ الرَدِّ وَالنَّدْمِ يَعِيْنُ عَلٰی كُلِّ ذٰلِکَ كَمَا لَا يُخْفٰی ۶)

نماز پڑھ کر دعا مانگنے سے اللہ تعالیٰ بخش دے گا

(۱۹) عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنِيْ. اَبُوْبَكْرٍ وَّ صَدَقَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ رَّجُلٍ يُّذْنِبُ ذَنْبًا ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَتَطَهَّرُ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِاللّٰهَ اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ ثُمَّ قَرَأَ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ اَلْاٰيَه. (رَوَاهُ التِّرْمَذِيُّ وابْنُ مَاجَةَ اِلَّا ابْنَ مَاجَةَ لَمْ يَذْكُرِ الْاٰيَةَ كَمَا فِيْ الْمِشْكوٰةِ ص ۱۱۷)

"حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا اور سچ بیان کیا ابوبکر نے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی شخص کوئی گناہ کر بیٹھے پھر خوب اچھی طرح پاکی حاصل کرے (یعنی صحیح طریقے پر وضو کرے اور غسل فرض ہو تو غسل بھی کرلے) پھر نماز پڑھے، پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کو بخش دے گا اس کے بعد آپ نے یہ تلاوت فرمائی وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً. اَلْاٰيَة.(ترمذی و ابن ماجہ)

تشریح

توبہ کے اصلی جز وتو وہی تین ہیں جو حدیث نمبر ۱۸ کے ذیل میں گذر چکے ہیں

۱۔ جو گناہ ہو چکے ان پر سچے دل سے شرمندی اور ندامت اور

۲۔ آئندہ کو گناہ نہ کرنے کا پختہ عہد۔

۳۔ جو حقوق اللہ وحقوق العباد تلف کیے ہیں ان کی تلافی کرنا۔

اس عہد سے توبہ کرلی جائے تو ضرور قبول ہوتی ہے، لیکن اگر ان امور کے ساتھ بعض اور چیزیں بھی ملالی جائیں تو توبہ اور زیادہ اقرب الی القبول ہو جاتی ہے، مثلاً نیکیوں کی کثرت کرنے لگے یا کسی بڑی نیکی کا اہتمام زیادہ کرے۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! میں نے بہت بڑا گناہ کرلیا، کیا میری توبہ قبول ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا کہ تیری والدہ موجود ہے؟ اس نے عرض کیا نہیں! فرمایا تیری کوئی خالہ ہے؟ عرض کیا ہاں خالہ ہے! فرمایا بس تو اس کے ساتھ حسن سلوک کر۔ (ترمذی)

اس سے معلوم ہوا کہ والدہ اور خالہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کو توبہ قبول کرانے میں بہت دخل ہے۔

نماز پڑھ کر توبہ کرنے کی جو تعلیم فرمائی وہ بھی اسی لئے ہے کہ نماز بڑی چیز ہے۔ دو، چار رکعت پڑھ کر توبہ کی جائے گی تو زیادہ لائق قبول ہوگی۔ اگر چہ توبہ کے نفلوں کے بغیر بھی توبہ قبول ہوسکتی ہے۔

حدیث بالا میں جو آیت کا کچھ حصہ ذکر کیا ہے وہ سورۂ آل عمران کی آیت ہے۔ پوری آیت اس طرح سے ہے۔

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَ مَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ○ (آل عمران ۱۵۳)

''اور ایسے لوگ کہ جب کوئی ایسا کام کر گذرتے ہیں جس میں زیادتی ہو یا اپنی ذات پر نقصان اٹھاتے ہیں تو اللہ کو یاد کر لیتے ہیں، پھر اپنے گناہوں کی معافی چاہنے لگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا اور ہے کون جو گناہوں کو بخشتا ہو اور وہ لوگ اپنے فعل پر اصرار نہیں کرتے اور وہ جانتے ہیں۔''

اس کے بعد ان حضرات کا اجر وثواب بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ○ (آل عمران ۱۳۶)

''ان لوگوں کی جزاء بخشش ہے ان کے رب کی طرف سے اور ایسے باغ ہیں کہ ان کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی ان میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے اور اچھا بدلہ ہے ان

کام کرنے والوں کا۔"

اس آیت کریمہ میں جو یہ ارشاد فرمایا کہ وَمَنْ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ ۝ (اور کون ہے اللہ تعالیٰ کے سوا جو گناہوں کو بخشتا ہو) اس میں نصاریٰ کی واضح تردید ہے جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ پادری کے معاف کردینے سے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

آیت بالا میں یہ بھی فرمایا کہ وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَ ھُمْ یَعْلَمُوْنَ (اور وہ لوگ اپنے فعل پر اصرار نہیں کرتے اور وہ جانتے ہیں) اس میں اس پر تنبیہ فرمائی ہے کہ گناہ کو نہ چھوڑنا اس بات کی دلیل ہے کہ توبہ سچی نہیں ہے، سچی توبہ میں یہ شامل ہے کہ پختہ ارادہ ہو کہ اب گناہ کبھی ہرگز نہ کروں گا اور توبہ کرنے کے بعد پوری ہمت کے ساتھ گناہوں سے پرہیز کرے۔

اور یہ بھی جان لینا چاہیئے کہ جس طرح توبہ کے بھروسہ پر گناہ کرنا حرام ہے اسی طرح یہ سمجھ کر توبہ میں دیر لگانا کہ چونکہ مجھ سے پکی توبہ نہیں ہوتی اس لئے ابھی گناہ کرتا رہوں پھر بڑھاپے میں توبہ کرلوں گا تو یہ اپنے نفس پر بہت بڑا ظلم ہے۔ نفس اپنے مزہ کے لئے اور شیطان اپنی دشمنی کی وجہ سے توبہ کرنے سے روکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آئندہ توبہ کرلینا لہٰذا ان دونوں دشمنوں کی بات کبھی نہ مانے اور آئندہ کا کیا پتہ ہے کہ کتنی زندگی ہے، موت کب آجائے، بے توبہ مرگیا تو عذاب میں مبتلا ہونا پڑے گا۔ یہاں کے معمولی مزہ کو نہ دیکھے، نفس کو آخرت کے عذاب کا مراقبہ کرائے اور وہاں کی آگ اور دوسرے عذابوں کا یقین دلائے اور جلد سے جلد سے توبہ کرے۔

توبہ پختہ ہی ہو، ہاں بالفرض اگر پھر گناہ ہوجائے تو پھر توبہ کرلے اور اس مرتبہ بھی پکی ہی توبہ کرے، اگر چند بار ایسا ہوا تو ان شاء اللہ تعالیٰ گناہ بالکل ہی چھوٹ جائیں گے۔

گناہ پر ندامت اور سچے دل سے پشیمانی اور آئندہ کو گناہ نہ کرنے کا پختہ عزم اور ارادہ، یہی توبہ ہے اور اس کے لوازم میں سے یہ بھی ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تلافی کرے۔

حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تلافی

جو چیزیں حقوق اللہ یا حقوق العباد میں سے اپنے ذمہ لازم ہوں ان کی تلافی کرنا بھی

توبہ کا ایک اہم جزو ہے۔ بہت سے لوگ توبہ کر لیتے ہیں لیکن اس جزو کی طرف متوجہ نہیں ہوتے حالانکہ اس کے بغیر توبہ، حقیقی توبہ نہیں (یہاں تفسیر روح المعانی کی عبارت دوبارہ ملاحظہ فرمالیں جو باب اول میں سورہ بقرہ کی آیت اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ الخ کے ذیل میں گزری ہے۔۱۲) ہوتی۔ حقوق ادا نہ کرنا اور توبہ زبانی کر کے مطمئن ہوجانا اپنے نفس پر ظلم ہے اور آخرت کے عذاب سے نڈر ہونا ہے۔ حقوق کی تلافی کی تفصیل اور طریق کار ہم ذیل میں لکھتے ہیں۔

حقوق اللہ کی ادائیگی

حقوق اللہ کی ادائیگی کا مطلب یہ ہے کہ بالغ ہونے کے بعد سے جن فرائض کو ترک کیا ہو اور جن واجبات کو چھوڑا ہو ان کی ادائیگی کی جائے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ سب کی تلافی کرنا لازم ہے۔

قضا نمازیں

زندگی میں جو نمازیں قصداً یا سہواً چھوٹ گئی ہوں یا مرض اور سفر وغیرہ میں رہ گئی ہوں (حالانکہ نماز کسی بھی حال میں چھوڑنا سخت گناہ ہے) ان سب کو اہتمام سے ادا کرنا لازم ہے اور ان کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہے کہ یوں حساب لگائے کہ جب سے میں بالغ ہوا ہوں میری کتنی نمازیں چھوٹی ہوں گی؟

ان نمازوں کا اس قدر اندازہ لگائے کہ دل گواہی دے دے کہ اس سے زیادہ نہیں ہوں گی۔ پھر ان سب نمازوں کی قضاء پڑھے۔ عوام میں یہ جو مشہور ہے کہ جمعۃ الوداع یا کسی اور دن یا رات میں قضاء عمری کے نام سے دو رکعت پڑھنے سے سب چھوٹی ہوئی نمازیں ادا ہو جاتی ہیں بالکل غلط ہے۔

قضاء نماز کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں ہے، بس یہ دیکھ لے کر سورج نکلتا چھپتا نہ ہو اور زوال کا وقت نہ ہو۔ سورج نکل کر جب ایک نیزہ بلند ہو جائے تو قضاء نمازیں اور نوافل سب پڑھنا

جائز ہوجاتا ہے اور نماز فجر اور نماز عصر کے بعد بھی قضاء پڑھنا درست ہے۔ البتہ جب سورج غروب ہونے سے پہلے آفتاب میں زردی آجائے اس وقت قضاء نہ پڑھے۔

ہرایک دن کی پانچ فرض نمازیں اور تین رکعت نماز وتر یعنی کل بیس رکعت بطور قضا پڑھ لے اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ لمبے سفر میں (جو کم از کم اڑتالیس میل کا ہو) جو چار رکعت والی نمازیں قضا ہوئی ہوں ان کی قضاء دو ہی رکعت ہے جیسا کہ سفر میں دو ہی رکعت واجب تھیں اگرچہ گھر میں ادا کررہا ہو۔

اور یہ بھی سمجھ لیں کہ ضروری نہیں کہ جو نمازیں قضا ہوئی ہوں تعداد میں سب برابر ہوں کیونکہ بعض لوگ نمازیں پڑھتے بھی رہتے ہیں چھوڑتے بھی رہتے ہیں۔ بہت سے لوگ سفر میں نماز نہیں پڑھتے عام حالات میں پڑھ لیتے ہیں اور بہت سے لوگ مرض میں نماز چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ کچھ لوگوں کی فجر کی نماز زیادہ قضا ہوجاتی ہے۔ کچھ لوگ عصر کی نمازیں زیادہ قضا کردیتے ہیں۔ پس جو نماز جس قدر قضا ہوئی ہو اس کا زیادہ سے زیادہ اندازہ لگا کر وہ نماز پڑھ لی جائے۔

عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ ظہر کی قضا نماز ظہر ہی میں پڑھی جائے اور عصر کی نماز عصر ہی میں پڑھی جائے یہ درست نہیں ہے۔ جس وقت کی جس وقت چاہیں ادا کرسکتے ہیں اور ایک دن میں کئی کئی دن کی نمازیں بھی ادا ہوسکتی ہیں۔ اگر قضاء نمازیں پانچ سے زیادہ ہوجائیں تو ترتیب واجب نہیں رہتی جو بھی نماز پہلے پڑھ لی جائے درست ہوجائے گی۔ مثلاً اگر عصر کی نماز پہلے پڑھ لی اور ظہر کی بعد میں پڑھی تو اس طرح بھی ادائیگی ہوجائے گی۔

بہت سے لوگ نفلوں کا اہتمام کرتے ہیں اور برس ہا برس کی قضاء نمازیں ان کے ذمہ ہیں ان کو ادا نہیں کرتے، یہ بہت بڑی بھول ہے۔ نفلوں اور غیر موکدہ سنتوں کی جگہ بھی قضا نمازیں ہی پڑھ لیا کریں اور ان کے علاوہ بھی قضا نمازوں کے لئے وقت نکالیں۔ اگر پوری قضا نمازوں کے ادا کیے بغیر موت آگئی تو مواخذہ کا سخت خطرہ ہے۔

جب نمازوں کی تعداد کا بہت احتیاط کے ساتھ اندازہ لگالیا تو چونکہ ہر نماز کثیر تعداد میں

ہے اور دن تاریخ یاد نہیں اس لئے حضرات فقہائے کرام نے آسانی کے لئے یہ طریقہ بتایا ہے کہ جب بھی کوئی نماز پڑھنے لگے تو یوں نیت کرلیا کرے کہ میرے ذمہ (مثلاً) ظہر کی جو سب سے پہلی فرض نماز ہے اس کو اللہ کے لئے ادا کرتا ہوں۔ جب بھی نماز ظہر ادا کرنے لگے اسی طرح نیت کرلیا کرے اور دیگر نمازوں میں بھی اسی طرح نیت کرے ایسا کرنے سے ترتیب قائم رہے گی۔ کیونکہ اگر کسی کے ذمہ ظہر کی ایک ہزار نمازیں قضا تھیں تو ہزارویں نماز (ابتدا کی جانب) سب سے پہلی نماز تھی اور اس کو پڑھنے کے بعد اس کے بعد والی سب سے پہلی ہوگی۔ اور جب تیسری بھی پڑھ لی جائے گی تو اس کے بعد والی سب سے پہلی ہوگی۔ اس کو خوب سمجھ لو۔

زکوٰۃ کی ادائیگی

اسی طرح زکوٰۃ کے بارے میں خوب غور کریں کہ مجھ پر کتنی زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟ اور اگر فرض ہوئی ہے تو ہر سال پوری ادا ہوئی ہے یا نہیں؟ جتنے سال کی زکوٰۃ بالکل ہی نہ دی ہو یا کچھ دی ہو اور کچھ نہ دی ہو ان سب کا اس طرح اندازہ لگائے کہ دل گواہی دے دے کہ اس سے زیادہ مال زکوٰۃ کی ادائیگی مجھ پر واجب نہیں ہے۔ پھر اسی قدر مال زکوٰۃ مستحقین زکوٰۃ کو دے دے۔ خواہ ایک ہی دن میں دیدے خواہ تھوڑا تھوڑا کر کے دیدے۔ اگر مقدور ہو تو جلد سے جلد سب کی ادائیگی کر دے ورنہ جس قدر ممکن ہو ادا کرتا رہے اور پختہ نیت رکھے کہ پوری ادائیگی زندگی میں ضرور کر دوں گا اور جب بھی مال میسر آ جائے ادائیگی میں کوتاہی نہ کرے اور دیر نہ لگائے۔

صدقہ فطر بھی واجب ہے اور جو کوئی نذر مان لے تو وہ بھی واجب ہو جاتی ہے۔ ان میں سے جس کی بھی ادائیگی نہ کی ہو اس کی ادائیگی کرے۔

واضح رہے کہ گناہ کی نذر ماننا گناہ ہے اور اس کا پورا کرنا بھی گناہ ہے۔ اگر ایسا کوئی واقعہ ہو تو علماء سے اس کا حکم معلوم کرلیں۔

روزوں کی قضا

اسی طرح روزوں کا حساب کرے کہ بالغ ہونے کے بعد سے فرض روزے جو

چھوڑے ہیں یا سفر یا مرض کی وجہ سے چھوٹے ہیں ان سب روزوں کا حساب کر کے سب کی قضاء رکھے (قضاء رکھنے کے مسائل علماء سے معلوم کر لیں) عورتوں کے ساتھ ہر مہینے والی مجبوری لگی ہوئی ہے۔اس مجبوری کے زمانہ کو عام طور سے ماہواری کے دن کہتے ہیں۔ان دنوں میں شرعاً نماز پڑھنا، روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔شریعت نے ان دنوں کی نمازیں بالکل ہی معاف کر دیں ہیں لیکن ان دنوں میں فرض روزے جو چھوڑنے پڑتے ہیں بعد میں ان کی قضا رکھنا فرض ہے۔لیکن بہت سی عورتیں اس میں کمزوری دکھاتی ہیں اور بعد میں مذکورہ روزوں کی قضاء نہیں رکھتیں جس کی وجہ سے بہت سی عورتوں پر کئی کئی سال کے روزوں کی قضاء لازم ہو جاتی ہے۔خوب صحیح اندازہ کر کے جس سے یقین ہو جائے کہ زیادہ سے زیادہ اتنے روزے ہوں گے ان سب کی قضا رکھ لیں۔بالغ ہونے کے بعد سے اب تک جتنے بھی روزے فرض خواہ کسی بھی وجہ سے رہ گئے ہوں سب کی قضاء رکھے اور مرد ہو یا عورت سب پر ان کی ادائیگی لازم ہے۔

حج بیت اللہ کی ادائیگی

حج بھی بہت سے مردوں اور عورتوں پر فرض ہو جاتا ہے لیکن حج نہیں کرتے، جن پر حج فرض ہو یا پہلے کبھی ہو چکا تھا اور مال کو دوسرے کاموں میں لگا دیا وہ حج کرنے کی فکر کریں جس طرح بھی ممکن ہو اس فریضے کا بوجھ اپنے ذمہ سے ساقط کر دیں۔

اگر کسی پر حج فرض ہوا اور اس نے حج نہیں کیا اور اتنی زیادہ عمر ہو گئی کہ سخت مرض یا بہت زیادہ بڑھاپے کی وجہ سے حج کے سفر سے عاجز ہو اور موت تک سفر کے قابل ہونے کی امید نہ ہو تو ایسا شخص کسی کو بھیج کر اپنی طرف سے حج بدل کرا دے۔

اگر زندگی میں نہ کرا سکے تو وارثوں کو وصیت کر دے کہ اس کے مال سے حج کرائیں، لیکن اصولِ شریعت کے مطابق وصیت صرف ۱/۳ مال میں جاری ہو سکتی ہے۔ہاں اگر بالغ ورثاء اپنے حصہ میں سے بخوشی مزید دینا گوارا کریں تو ان کو اختیار ہے۔

حقوق العباد کی تفصیل اور ان کی ادائیگی کا اہتمام

توبہ کے لوازم میں سے یہ بھی ہے کہ حقوق العباد کی تلافی کرے اور حقوق العباد کی تلافی کا مطلب یہ ہے کہ بندوں کے جو حقوق واجب ہوں ان سب کی ادائیگی کرے اور یہ حقوق دو قسم کے ہیں:۔

اول مالی حقوق دوسرے آبرو کے حقوق

مالی حقوق

مالی حقوق کا مطلب یہ ہے کہ جس کسی کا تھوڑا بہت مال ناحق قبضہ میں آگیا ہو اسے پتہ ہو یا نہ ہو وہ سب واپس کردیں۔ مثلاً کسی کا مال چرایا ہو، ڈاکہ ڈالا ہو یا قرض لے کر مار لیا ہو (قرض دینے والے کو یاد ہو یا نہ ہو) یا کسی سے رشوت لی ہو یا کسی کے مال میں خیانت کی ہو یا کسی کی کوئی چیز مذاق میں لے کر رکھ لی ہو (جبکہ وہ اس کے دینے پر اپنے نفس کی خوشی سے راضی نہ ہو) یا کسی سے سود لیا ہو، تو اس طرح کے سب اموال واپس کردے اور واپس کرنے کے لئے یہ بتانا ضروری نہیں ہے کہ میں نے آپ کی خیانت کی تھی ہدیہ کے نام سے دینے سے بھی ادائیگی ہو جائے گی۔

آبرو کے حقوق

آبرو کے حقوق کی تلافی کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کو ناحق مارا ہو یا کسی کی غیبت کی ہو یا غیبت سنی ہو، گالی دی ہو، تہمت لگائی ہو یا کسی بھی طرح سے کوئی جسمانی یا روحانی یا قلبی تکلیف پہنچائی ہو تو اس سے معافی مانگ لے۔ اگر وہ دور ہو تو اس کو عذر نہ سمجھے بلکہ خود جا کر یا خط بھیج کر معافی طلب کرے اور جس طرح ممکن ہو اس سے معافی مانگ کر اس کو راضی کرے۔ اگر ناحق مار پیٹ کا بدلہ مار پیٹ کے ذریعے دینا پڑے تو اسے بھی گوارا کرے۔ البتہ غیبت کے بارے میں اکابر نے یہ لکھا ہے کہ اگر اس کو غیبت کی اطلاع پہنچ چکی ہو تو اس سے معافی مانگے، ورنہ اس کے لئے بہت زیادہ مغفرت کی دعا کرے۔ جس سے یقین ہو جائے کہ جتنی غیبت کی تھی یا غیبت سنی تھی

اس کے بدلہ میں اتنی دعا ہو چکی ہے کہ اس دعا کے دیکھتے ہوئے وہ ضرور خوش ہو جائے گا اور غیبت کو معاف کر دے گا۔

یہ بات دل میں بٹھا لینی چاہیئے کہ حقوق العباد توبہ سے معاف نہیں ہوتے ہیں اور یہ بھی سمجھ لیں کہ نابالغی میں نماز روزہ تو فرض نہیں ہے لیکن حقوق العباد نابالغی میں بھی معاف نہیں۔ اگر کسی لڑکے یا لڑکی نے کسی کا مالی نقصان کر دیا تو وارث پر لازم ہے کہ بحیثیت ولی خود لڑکے لڑکی کے مال سے اس کی تلافی کرے، اگر چہ صاحب حق کو معلوم بھی نہ ہو۔ اور اگر ولی نے ادائیگی نہیں کی تو بالغ ہو کر خود ادا کریں یا معافی مانگیں۔

بہت سے لوگ ظاہری دینداری بھی اختیار کر لیتے ہیں زبانی توبہ بھی کرتے رہتے ہیں لیکن گناہ نہیں چھوڑتے، حرام کمائی سے باز نہیں آتے اور لوگوں کی غیبت کو شیر مادر سمجھتے ہیں اور ذرا بھی دل میں احساس نہیں ہوتا کہ ہم غیبتیں کر رہے ہیں۔ پس اب دینداری کرتہ، ٹوپی اور ڈاڑھی اور نماز پڑھنے کی حد تک رہ گئی ہے، صرف زبانی توبہ کرنا اور گناہ نہ چھوڑنا اور حقوق اللہ و حقوق العباد کی تلافی نہ کرنا یہ کوئی توبہ نہیں۔ جو لوگ رشوت لیتے ہیں یا سود لیتے ہیں یا کاروبار میں فریب دے کر ناجائز طور پر پیسہ کھینچ لیتے ہیں ایسے لوگوں کا معاملہ بہت کٹھن ہے۔ کس کس کے حق کی تلافی کرنا ہے اس کو یاد رکھنا اور تلافی کرنا اور حقوق والوں کو تلاش کر کے پہنچانا پہاڑ کھودنے سے بھی زیادہ سخت ہے۔ لیکن جن کے دل میں آخرت کی فکر اچھی طرح جاگزیں ہو جائے وہ بہرحال حقوق والوں کے حقوق کسی نہ کسی طرح پہنچا کر ہی دم لیتے ہیں۔

ہمارے ایک استاد صاحب ایک تحصیلدار کا قصہ سناتے تھے کہ جب وہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ سے مرید ہوئے اور دینی حالت سدھرنے لگی اور آخرت کی فکر نے ادائیگی حقوق کی طرف متوجہ کیا تو انہوں نے اپنے زمانہ تعیناتی میں جو رشوتیں لی تھیں ان کو یاد کیا اور حساب لگایا۔ عموماً متحدہ پنجاب کی تحصیلوں میں وہ تحصیلداری پر مامور رہے تھے اور جن لوگوں سے رشوتیں لی تھیں ان میں زیادہ تر سکھ قوم کے لوگ تھے۔ انہوں نے تحصیلوں میں جا کر

مقدمات کی فائلیں نکلوائیں اوران کے ذریعے مقدمات لانے والوں کے پتے لیئے۔ پھر گاؤں گاؤں ان کے گھر پہنچے اور بہت سوں سے معافی مانگی اور بہت سوں کو نقد رقم دے کر سبکدوشی حاصل کی ان تحصیلدار صاحب سے ہمارے استاد موصوف کی خود ملاقات ہوئی تھی اور انہوں نے اپنا یہ واقعہ ان کو خود سنایا تھا۔

ایک سوال اوراس کا جواب

ممکن ہے کہ بعض حضرات یہ سوال کریں کہ کچھ لوگ ایسے ہیں کہ انہوں نے حقوق تو مار لئے اور جو ہونا تھا ہو چکا اب ان کے پاس پیسے نہیں لہذا حقوق کس طرح ادا کریں، اور بہت سے لوگوں کے پاس پیسے تو ہیں لیکن اصحاب حقوق یاد نہیں اور تلاش کرنے سے بھی نہیں مل سکتے، انکو پیسے پہنچانے کا کوئی راستہ نہیں اب یہ لوگ کیا کریں؟

اس کے بارے میں عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شریعت میں اس کا حل بھی موجود ہے اور وہ یہ کہ جو اصحابِ حقوق معلوم ہیں ان سے جا کر یا بذریعہ خطوط معافی مانگیں اوران کو بالکل خوش کر دیں کہ جس سے اندازہ ہو جائے کہ انہوں نے حقوق معاف کر دیئے، اگر وہ معاف نہ کریں تو ان سے مہلت لے لیں۔ اور تھوڑا تھوڑا کما کر اور آمدنی میں سے بچا کر ادا کریں اور اگر ادائیگی سے پہلے ان میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اس کی اولاد کو ہی باقی ماندہ حق پہنچا دیں۔

اہل حقوق میں سے جو لوگ زندہ ہوں لیکن ان کا پتہ معلوم نہ ہو تو ان کی طرف سے ان کے حقوق کے مطابق مسکینوں کو صدقہ دیدیں، جب تک ادائیگی نہ ہو صدقہ کرتے رہیں اور تمام حقوق والوں کے لئے خواہ مالی حقوق ہوں اور خواہ آبرو کے حقوق بہر حال دعائے خیر اور استغفار ہمیشہ پابندی سے کریں۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہم تو اسے مفلس سمجھتے ہیں جس کے پاس درہم (درہم اس زمانہ میں ایک سکہ تھا جو چاندی کا ہوتا تھا اس کا وزن پاؤ تولہ یعنی تقریباً تین گرام یا تین ماشہ کے قریب

تھا۔) اور مال نہ ہوا! یہ سن کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بلاشبہ میری امت کا (حقیقی) مفلس وہ ہوگا جو قیامت کے روز نماز، روزے اور زکوٰۃ لے کر آئے گا (یعنی اس نے نمازیں پڑھی ہوں گی اور روزے بھی رکھے ہوں زکوٰۃ بھی ادا کی ہوگی) اور (ان سب کے باوجود) اس حال میں (میدانِ حشر میں) آئے گا کہ کسی کو گالی دی ہوگی، کسی کو تہمت لگائی ہوگی، کسی کا ناحق مال کھایا ہوگا، کسی کا ناحق خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا (چونکہ قیامت کا دن فیصلے کا دن ہوگا) اس لئے اس شخص کا فیصلہ اس طرح کیا جائے گا کہ جس جس کو اس نے ستایا تھا اور جس جس کی حق تلفی کی تھی سب کو اس کی نیکیاں بانٹ دی جائیں گی، پھر اگر حقوق پورا ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہوجائیں گی تو حق داروں کے گناہ اس کے سر ڈال دیئے جائیں گے اور پھر اس کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ (مسلم شریف)

دوسری حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اپنے کسی بھائی پر ظلم کر رکھا ہو، اس کی بے آبروئی کی ہو یا اور کچھ حق تلفی کی ہو تو آج ہی (اس کا حق ادا کر کے یا معافی مانگ کر) اس دن سے پہلے حلال کرالے جس روز نہ دینار ہوگا نہ درہم ہوگا (پھر فرمایا کہ) اگر اس کے کچھ اچھے عمل ہوں گے تو بقدر ظلم اس سے لے لئے جائیں گے اور اگر اس کی نیکیاں نہ ہوئیں تو مظلوم کی برائیاں لے کر اس ظالم کے سر کردی جائیں گی۔ (بخاری شریف)

ان دونوں احادیث سے معلوم ہوا کہ صرف پیسہ کوڑی دبالینا ہی ظلم نہیں ہے، بلکہ گالی دینا تہمت لگانا، بے جا مارنا، بے آبروئی کرنا، بھی ظلم اور حق تلفی ہے۔ بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم دیندار ہیں، مگر ان باتوں سے ذرا بھی نہیں بچتے، یہ لوگ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حقوق توبہ و استغفار سے معاف فرما دیتا ہے، مگر بندوں کے حقوق تب ہی معاف ہوں گے جب کہ ان کو ادا کر دے یا ان سے معافی مانگ لے۔

اور یہ بھی واضح رہے کہ معافی وہ معتبر ہے جو معاف کرنے والا بالکل رضا و رغبت کے ساتھ اپنے نفس کی خوشی سے معاف کر دے۔ دل کے اوپر اوپر کی معافی جو مروت میں کر دی جائے

یا یہ سمجھتے ہوئے کوئی شخص معاف کردے کہ ان کو دینا تو ہے ہی نہیں، چلو ظاہری طور پر معاف ہی کر دیں تاکہ تعلقات خراب نہ ہوں، تو ایسی معافی کا کچھ اعتبار نہیں۔

احقر سے دہلی میں ایک صاحب نے دریافت کیا کہ میرے ذمہ بعض عزیزوں کا قرضہ تھا وہ انہوں نے معاف کردیا ہے، تو کیا معاف ہوگیا؟

میں نے کہا جب انہوں نے معاف کردیا تو آپ کے دل میں تردد کیوں ہے؟ آپ کے دل میں تردد کا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ انہوں نے خوشی سے معاف نہیں کیا۔

پھر میں نے ان سے پوچھا کہ معاف کرنے کے بعد انہوں نے کسی سے اس بات کی شکایت تو نہیں کہ ہمارے پیسے فلاں شخص نے دبالئے؟ کہنے لگے ہاں! ایسا تو ہوا ہے۔ میں نے کہا معاف کردینے کے بعد شکایت کیوں کی، معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے یوں ہی اوپر اوپر سے معافی کے الفاظ کہہ دیئے تھے نفس کی خوشی سے معاف نہیں کیا اور اس طرح کی معافی معتبر نہیں ہے، لہذا آپ ان کا قرضہ ادا کرنے کے لئے فکر کریں۔

حقوق العباد کے بارے میں چند تنبیہات

(۱) جو حضرات کسی مسجد یا کسی دوسری وقف چیز کے متولی ہیں یا کسی مدرسہ کے مہتمم ہیں تو ان کو اپنے اعمال کا جائزہ لینا سخت ضروری ہے۔ جب وقف کا مال قبضہ میں ہوتا ہے اور عام طور سے چندہ کی رقوم آتی رہتی ہیں، ان سب کو وقف کرنے والے کی شروط کے مطابق اور چندہ دینے والوں کی متعین کردہ مدّ کے مطابق ہی خرچ کرنا لازم ہے۔ بہت سے لوگ دانستہ یا نادانستہ طور پر اس بارے میں خوف آخرت سے بے نیاز ہوکر ایسی ایسی حرکتیں کرگذرتے ہیں جو ان کے لئے آخرت کا وبال اور عذاب بنتی چلی جاتی ہیں۔

مسجد مدرسہ کے سفیر بن کر چندہ لینے کیلئے نکلتے ہیں۔ بہت سے لوگ تو پیسہ دیدیتے ہیں رسید مانگتے ہی نہیں اور بعض حضرات رسید لینے کا اہتمام تو کرتے ہیں لیکن سفیر صاحب کی دیانت پر بھروسہ کرتے ہوئے یہ نہیں دیکھتے کہ انہوں نے رسید کے اس حصہ پر کیا لکھا ہے جو حساب لینے

والوں کے سامنے پیش کرنا ہے۔اس طرح سے جو چندہ ہوتا ہے اس میں سے غبن کرنا بہت آسان ہوتا ہے۔آخرت کی جوابدہی کا یقین نہ ہو تو نفس اور شیطان خیانت کروا ہی دیتے ہیں۔

عیدگاہ یا کسی بڑے اجتماع میں مدرسہ یا مسجد کے لئے چندہ کا اعلان کر دیا گیا۔اس موقعہ پر رسید نہیں دی جاتی پورا چندہ جمع ہو کر مہتمم یا متولی کے پاس پہنچ جاتا ہے۔اگر آخرت میں حساب دینے کا تصور نہ ہو تو اس میں سے جتنا چاہیں غبن کر سکتے ہیں، اس کی بعض تلخ داستانیں سنی گئی ہیں۔

بہت سی جگہ اس بات کی بھی خلاف ورزی کی جاتی ہے کہ جن حضرات کو اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں وہ وقف کے بہت سے اموال اپنی اولاد یا دیگر افراد خاندان پر یا اپنی ذات پر بلا استحقاق شرعی خرچ کر جاتے ہیں۔

اس قسم کی خیانت اور مساجد اور مدارس کے اموال کا غبن کسی شخص واحد کا مال مارنے سے بھی زیادہ شدید ہے۔کیونکہ شخص واحد سے معافی مانگ لینا یا ادا کر دینا آسان ہے، لیکن عمومی چندہ یا عام مستحقین کی خیانت کرنے کے بعد تلافی کرنا دشوار ترین گھاٹی ہے۔اگر اللہ تعالیٰ توبہ کی توفیق دیدے تو اہل حقوق نامعلوم ہونے کی وجہ سے ان تک حقوق پہنچانے کا کوئی راستہ نہیں نکل سکتا۔

محض یاد دہانی اور تذکیر کے طور پر یہ باتیں لکھ دی گئی ہیں جو خیر خواہی پر مبنی ہیں اور اجمالی طور پر اشارہ کیا گیا۔جو حضرات مبتلا ہوں اپنا جائزہ لیں اور اپنا انجام سوچ کر اس مال میں تصرف کریں جو ان کا ذاتی نہیں ہے، بلکہ دوسروں پر خرچ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو امین بنایا ہے۔

(۲) سب کو معلوم ہے کہ یتیم کا مال کھانا اور اصول شریعت کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنی ملکیت میں لے لینا یا اپنے اوپر یا اپنی اولاد کے اوپر خرچ کر دینا سخت گنا ہے اور حرام ہے۔قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَاۡ كُلُوۡنَ اَمۡوَالَ الۡیَتٰمٰی ظُلۡمًا اِنَّمَا یَاۡ كُلُوۡنَ فِیۡ بُطُوۡنِهِمۡ نَارًا وَّ سَیَصۡلَوۡنَ سَعِیۡرًا ۝ (النساء ۱۰)

''بے شک جولوگ ناحق یتیموں کے مال کھاتے ہیں بس یہی بات ہے کہ وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے ہیں اور عنقریب جلتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے۔''

جولوگ یتیم خانوں کے نام سے ادارے لئے بیٹھے ہیں اور وہ یا ان کے سفراء چندہ کرتے ہیں وہ لوگ اس آیت کے مضمون پر غور کرلیں اور اپنا حساب اسی دنیا میں کرلیں۔ شرعاً جتنا حق الخدمت لے سکتے ہیں اس سے زیادہ تونہیں لے رہے ہیں؟ خوب غور فرمالیں اور اگر کوئی غبن کیا ہے تو اس کی تلافی یومِ آخرت سے پہلے کرلیں۔

اور بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یتیم کا مال کھانے کا گناہ انہی لوگوں کو ہوسکتا ہے جو یتیم خانے چلا رہے ہیں، لیکن درحقیقت گھر گھر یتیموں کا مال کھایا جاتا ہے۔ جب کسی شخص کی وفات ہوجاتی ہے اس کی نابالغ اولاد، لڑکے ہوں یا لڑکیاں سب یتیم ہوتے ہیں۔ شرعی اصول کے مطابق میراث تقسیم نہیں کی جاتی یا چچا یا بڑے بھائی کے قبضہ میں مرنے والی کی رقوم اور جائداد جو کچھ ہوتی ہیں ان میں سے تھوڑا بہت بغیر حساب کئے ان بچوں پر خرچ کرتے رہتے ہیں اور بعض لوگ تو ان کے مستحقین پر کچھ بھی خرچ نہیں کرتے اور پوری جائداد پر قبضہ کرلیتے ہیں اور اپنے نام یا اپنی اولاد کے نام کردیتے ہیں۔ جب یہ یتیم بچے بالغ ہوتے ہیں تو باپ کی میراث میں سے ان کو کچھ نہیں ملتا۔ یہ سب یتیم کا مال کھانے میں داخل ہے۔ اگر کسی نے بہت ہمت کی اور مرنے والے کی جائداد اور مال تقسیم کرہی دیا تو اس میں مرنے والے کے بیوی بچوں کو کچھ نہیں دیتے، یہ سب بیوہ اور یتیم کا مال کھانے میں شامل ہے۔

(۳) بہت سے دینداری کے مدعی، مرنے والے بھائی کی جائداد سے اس کی بیوی کو حصہ نہیں دیتے بلکہ اسے مجبور کرتے ہیں کہ تو ہمارے ساتھ نکاح کرلے، وہ بے چاری مجبوراً نکاح کرلیتی ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے شریعت کی پاسداری کرلی۔ حالانکہ نکاح کرلینے سے اس کے

شوہر کی میراث سے جو شرعاً حصہ اس کو ملا ہے اس کا دبالینا پھر بھی حلال نہیں ہو جاتا۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر عورت کو جائداد میں حصہ دیدیا گیا تو ہماری زمین کا حصہ دوسرے خاندان میں چلا جائے گا، اگر چلا ہی گیا تو کیا ہوا، بیوہ عورت کا مال مارنے اور آخرت کے عذاب سے تو بچ جائیں گے۔

(۴) ہمارے علاقوں میں رواج ہے کہ میت کے ترکہ میں سے اس کی لڑکیوں کو حصہ نہیں دیتے بلکہ بھائی ہی دبا بیٹھتے ہیں جو سراسر ظلم کرتے ہیں اور حرام کھاتے ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ اپنا حق مانگتی نہیں ہیں اور معاف کرانے سے معاف بھی کر دیتی ہیں۔

واضح رہے کہ ان کا اپنا حق نہ مانگنا اس بات کی دلیل نہیں کہ انہوں نے اپنا حق چھوڑ دیا ہے اور جس طرح جھوٹی معافی ہوتی ہے اس طرح اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے، کیونکہ وہ جانتی ہیں کہ ہم کو ملنا تو ہے ہی نہیں لہذا معاف ہی کر دیتی ہیں اور اپنا حق طلب کرنے سے خاموش رہتی ہیں۔ اگر ان کا حصہ بانٹ کر ان کے سامنے رکھ دیا جائے کہ لو یہ تمہارا حصہ ہے اور جائداد کی آمدنی جتنی بھی ان کے حصہ کی ہو ان کو دیدی جائے اور وہ اس کے باوجود معاف کر دیں تو معافی کا اعتبار ہوگا مجبوری رسمی معافی کا اعتبار نہیں۔

بعض لوگ نفس کو یوں سمجھا لیتے ہیں کہ زندگی بھر ان کو ان کے سسرال سے بلائیں گے بچوں سمیت آئیں گی کھائیں گی پیئیں گی تو اس سے ان کا حق ادا ہو جائے گا، یاد رکھیں یہ سب خود فریبی ہے، اول تو ان پر اتنا خرچ نہیں ہوتا جتنا میراث میں ان کا حصہ نکلتا ہے۔ دوسرے صلہ رحمی کرنا ہے تو اپنے پیسہ سے کرو، پیسہ ان کا اور احسان آپ کا کہ ہم نے بہن کو بلایا ہے اور خرچ کیا ہے، یہ کیا صلہ رحمی ہوئی؟ تیسرے ان سے معاملہ کرو کیا اس سودے پر وہ راضی ہیں؟ یکطرفہ فیصلہ کیسے فرمالیا؟

(۵) اسی طرح مہر کو بھی سمجھو کہ رسمی طور پر بیوی کے معاف کر دینے سے معاف نہیں ہوتا جب تک وہ اپنے نفس کی خوشی سے معاف نہ کر دے۔ اگر اس نے یہ سمجھ کر زبانی طور پر معاف کر دیا کہ معاف کروں یا نہ کروں ملتا تو ہے ہی نہیں، تو اس معافی کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ قرآنِ

کریم میں ارشاد ہے۔

فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا ۝ (النساء ۴)

''سو اگر تمہاری بیویاں نفس کی خوشی سے کچھ مہر چھوڑ دیں تو تم اس کو مرغوب اور خوشگوار سمجھتے ہوئے کھالو۔''

اس بارے میں بھی یہی طریقہ اختیار کریں کہ ان کا مہر ان کے ہاتھ میں دے دیں، پھر وہ اپنی خوشی سے بخش دیں یا اس کو بے تکلف قبول کرلیں۔

(۶) لڑکیوں کی شادی کردی جاتی ہے اور ان کا مہر والد یا دوسرا کوئی ولی وصول کرلیتا ہے۔ وصول کرلینا اور اس کی ملکیت جانتے ہوئے محفوظ رکھنا یہ تو ٹھیک ہے، لیکن لڑکی سے پوچھے بغیر اس کے مال کو اپنے تصرف میں لانا اور اپنا ہی سمجھ لینا پھر اس کو کبھی بھی نہ دینا یا اوپر کے دل سے جھوٹی معافی کرالینا، یہ حلال نہیں ہے۔

بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ صاحب شادی میں جو ہم نے خرچ کیا ہے اس کے عوض یہ رقم ہم نے وصول کرلی یا جہیز میں لگادی، حالانکہ والد یا کوئی ولی رواجی اخراجات کرتا ہے تو عموماً یہ سب کچھ نام کے لئے ہوتا ہے۔ اور بہت سے کام شریعت کے خلاف بھی ہوتے ہیں۔ مثلاً گانا بجانا اور رنڈی کے ناچ رنگ ہوتے ہیں۔ جہیز بھی دکھاوے کے لئے جاتا ہے اور وہ وہ چیزیں جہیز میں دی جاتی ہیں جو زندگی بھر کبھی کام بھی نہ آتیں۔ سب جانتے ہیں کہ خلاف شرع اور دکھاوے کے لئے تو اپنا مال خرچ کرنا بھی حرام ہے۔ پھر بے زبان لڑکی کا مال اس طرح خرچ کرنا کیسے حلال ہوسکتا ہے؟ جو کچھ خرچ کریں موافق شرع کے خرچ کریں اور وہ بھی اپنے مال سے نہ کہ لڑکی کے مہر سے، اس کے مال سے خرچ کرنا بغیر اس کی اجازت کے ظلم ہے، اس سے پوچھتے تک نہیں اور اس کا مال اڑا دیتے ہیں۔ اگر کوئی صاحب یہ کہیں کہ وہ خاموش رہتی ہے یہی اجازت ہے، تو یہ کہنا صحیح نہیں ہے۔ رواجی خاموشی مالیات کے بارے میں معتبر نہیں ہے۔ اس کی رقم اس کو دیدو اس پر کسی قسم کا جبر نہ ہو، بدنامی اور رواج کا ڈر نہ ہو، پھر وہ خوشی سے جو کچھ آپ کو دیدے اس کو اپنا سمجھ سکتے ہیں۔

اور یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ شرعاً شادی میں کوئی خرچہ نہیں ہے۔ ایجاب وقبول سے نکاح

ہو جاتا ہے، اس کے بعد رخصت کردہ اور سواری کا خرچ شوہر دیگا جو اپنی بیوی کو لے جائے گا۔ لڑکی یا اس کے ولی کے ذمہ کچھ بھی خرچہ نہیں آتا، رواجی بکھیڑوں اور نام ونمود کے قصوں نے (مسلمانوں کو) خلاف شرع کاموں میں لگا رکھا ہے۔

یوں کہنے والے بھی ملتے ہیں کہ ہم نے پیدائش سے لے کر آج تک خرچ کیا ہے وہ ہم نے وصول کرلیا، یہ بھی جاہلانہ جواب ہے۔ کیونکہ شرعاً آپ پر اس کی پرورش واجب تھی اس لئے آپ نے اپنا واجب ادا کیا جس کی ادائیگی اپنے مال سے واجب تھی اس کا عوض وصول کرنا خلاف شرع ہے، بلکہ خلاف محبت اور خلاف مشقت بھی ہے۔ گویا آپ جو کچھ اس کی پرورش پر خرچ کرتے آئے ہیں وہ ایک سودے بازی ہے اور ہے بھی بلا حساب جس کی لکھا پڑھی کچھ نہیں۔ پندرہ بیس سال خرچ کر کے اس کے مال سے وصول کرلیں گے۔ ادھار خرچ کر کے بعد میں وصول کر لینا یہ تو غیر بھی کر دیتے ہیں، آپ نے اپنی اولاد کے ساتھ کون سا سلوک کیا؟

(۷) بغیر بلائے کسی دعوت میں پہنچ کر کھالینا حلال نہیں ہے۔ اگر مروت اور لحاظ کی وجہ سے کوئی منع نہ کرے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ اس خاموشی کو اجازت سمجھ لینا صریح غلطی ہے اور خود فریبی ہے۔ اگر کوئی شخص چار آدمی بلائے اور پانچواں بھی ساتھ چلا جائے اور صاحب خانہ لحاظ میں کچھ نہ کہے تو زائد آدمی کا کھالینا حرام ہے۔

(۸) بعض لوگ مذاق میں کسی کی چیز لے کر چل دیتے ہیں اور پھر سچ مچ رکھ لیتے ہیں، حالانکہ جس کی ملکیت ہوتی ہے وہ خوشی سے اس کو دینے پر راضی نہیں ہوتا۔ لہذا اس طرح لینا حرام ہے، اگرچہ صاحب خانہ لحاظ میں خاموش رہ جائے۔

(۹) عموماً رواج ہے کہ کسی کے مرجانے سے فقراء اور مساکین کی دعوت کرتے ہیں اور اس کے کپڑے وغیرہ خیرات کی نیت سے دیدیتے ہیں، حالانکہ ترکہ تقسیم کئے بغیر ایسا کرنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ اول تو تمام وارث بالغ نہیں ہوتے اور جو بالغ ہوں ان سب کا موجود ہونا مشکل ہے، ان میں بہت سے سفر میں یا ملازمتوں پر پردیس میں ہوتے ہیں۔ مشترکہ مال میں سب کی

اجازت کے بغیر تصرف کرنا درست نہیں ہے اور رسمی طور سے رواجی اجازت کا اعتبار نہیں ہے۔

مال تقسیم کر کے ایک وارث کا حصہ اس کے حوالے کر دو، پھر وہ اپنی خوشی سے جو چاہے ایصالِ ثواب کے لئے شریعت کے مطابق بلا ریاکاری کے خرچ کر دے اور یہ بات خوب اچھی طرح سمجھ لیں کہ نابالغ کی اجازت شرعاً معتبر نہیں ہے اگرچہ وہ اپنے نفس کی خوشی سے اجازت دیدے۔

(۱۰) بہت سے وارثین مرنے والے کے قرضے ادا نہیں کرتے خود ہی سب دبا کر بیٹھ جاتے ہیں، یہ مرنے والے پر ظلم ہے کہ وہ بے چارہ قرضوں کی ادائیگی نہ ہونے کی وجہ سے آخرت میں پکڑا جائے گا اور اپنے اوپر بھی ظلم ہے کہ غیر کے مال پر قابض ہو گئے۔

شریعت کا قانون یہ ہے کہ ترکہ سے اولاً کفن دفن کے اخراجات کئے جائیں، پھر اس کے قرضے ادا کئے جائیں، پھر باقی مال میں سے ۱/۳ کے اندر اس کی وصیت نافذ کی جائے (اگر اس نے وصیت کی ہو) اور ۲/۳ مال وارثوں کو شریعت کی تقسیم کے مطابق دیدیا جائے۔ اگر قرض ترکہ سے زیادہ یا ترکہ کے برابر ہو تو کسی وارث کو کچھ بھی نہ ملے گا یہ شریعت کا اصول ہے۔

ہوتا یہ ہے کہ اگر قرضے ادا کر بھی دیئے تو مرنے والے کی وصیت نافذ نہیں کرتے۔ مرنے والے کو اختیار ہے کہ قرضوں سے جو مال بچے اس کے ۱/۳ میں وصیت کر سکتا ہے۔ جب مرنے والا وصیت کر دے تو وارثوں پر اس کی وصیت کا پورا کرنا واجب ہے پھر اس کی وصیت کے بعد جو مال بچے اس کو آپس میں تقسیم کریں۔ البتہ ۱/۳ سے زائد میں وصیت نافذ کرنا واجب نہیں ہے اور جو وصیت خلاف شرع ہو اس کا پورا کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ اگر کسی نے وصیت کی کہ دس ہزار روپے مسجد یا مدرسہ میں دیدیئے جائیں، تو ادائیگی قرض کے بعد جو بچے اگر اس کے ۱/۳ میں اس کی گنجائش نہ ہو اور بالغ ورثاء اپنی خوشی سے اپنے حصہ سے دینا گوارا نہ کریں تو جس قدر ۱/۳ میں ہو سکتا ہے ہو اسی قدر دیدیں خود دبا کر نہ بیٹھ جائیں۔

فائدہ: اگر مرنے والے پر قرض نہ ہو تو کفن دفن کے بعد جو مال بچے اس کے ۱/۳ میں وارثوں پر

لازم ہے کہ مرحوم کی وصیت کو پورا کر دیں۔ لوگ دکھاوے کے لئے ایصالِ ثواب کے نام سے دیگیں تو کھڑکا دیتے ہیں، لیکن وصیت کو پورا نہیں کرتے اور قرضے ادا نہیں کرتے حالانکہ یہ چیزیں مرنے والے کا حق ہے۔

بہت سے لوگوں پر حج فرض ہو جاتا ہے لیکن سستی کرتے رہتے ہیں اور اتنی تاخیر ہو جاتی ہے کہ مرض الموت دبا لیتا ہے یا اتنا بڑھاپا آ جاتا ہے کہ حج کے سفر کے قابل نہیں رہتے۔ ان میں سے بعض لوگ وصیت کر دیتے ہیں کہ ہماری طرف سے ہمارے مال میں سے حج کرا دیا جائے۔ ان کے فرض کی ادائیگی کے لئے ان کی وصیت پورا کرنا اور بعد ادائے قرضہ جات ترکہ کے ۱/۳ کے اندر اندر ان کی طرف سے حج کرانا فرض ہے۔ وارثوں پر لازم ہے کہ اس کے گھر سے یا جہاں سے ۱/۳ میں گنجائش ہو حج بدل کے لئے آدمی بھیجیں۔

بعض وارثین پیسہ بچانے کے لئے مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ ہی سے حج بدل کرا دیتے ہیں جس میں تھوڑے سے ریال خرچ ہوتے ہیں، ایسا کرنے سے مرحوم مرنے والے کی وصیت پوری نہیں ہوتی، پیسہ بچا کر خود رکھ لینا حرام ہے اور ایسا کرنے سے حج بدل کی اصول کے مطابق نہیں ہوتا۔ چاہئیے تو یہ کہ وصیت نہ کی ہو تب بھی اولاد ماں باپ کی طرف سے ان کے ترکہ سے بلکہ اپنے مال سے حج کرا دے ورنہ ترکے ۱/۳ سے حج نہ ہو سکتا ہو تو بخوشی اپنے مال سے ملا دے، لیکن وصیت ہوتے ہوئے بھی وصیت کے مطابق ان کے حج پر خرچ نہ کرنا بڑا ظلم ہے۔

حقوق العباد کی رعایت بہت ضروری اور اہم فریضہ ہے جس سے اکثر لوگ غافل ہیں ان کو پتہ نہیں ہوتا کہ ہم کس کا حق کہاں اور کیسے دبا رہے ہیں؟ اس لئے ہم نے تفصیل سے یہ چند باتیں لکھ دیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

بہت سے لوگ اس خیال میں رہتے ہیں کہ حج کر لیا ہے اور سب گناہ معاف ہو گئے ہیں۔ چونکہ حضور اقدس ﷺ نے مزدلفہ میں بندوں کے حقوق معاف ہونے کی بھی دعا کی تھی اور

وہ دعا قبول ہوگئی تھی اس لئے اگر حقوق کی ادائیگی نہ کی تو کچھ حرج نہیں العیاذ باللہ۔ حدیث کا یہ مطلب سمجھ لینا نفس وشیطان کا کیسا پر فریب جال ہے۔

ایک حاجی صاحب سے احقر کی ملاقات ہوتی رہتی تھی ان کے بعض عزیزوں کا ان پر مالی حق تھا، میں توجہ دلایا کرتا تھا کہ آپ وہ حق ادا کریں بوڑھے ہو چکے ہو، موت قریب ہے جلد سے جلد سبکدوشی حاصل کرنا لازم ہے۔ اس پر انہوں نے ایک دن یہ کہا کہ مزدلفہ میں وقوف کرنے اور دعا کرنے سے سب حقوق معاف ہوجاتے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ نے حدیث کا مطلب غلط سمجھا ہے' حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ حج کرنے سے سارے حقوق العباد ختم ہوجاتے ہیں اگر ایسا ہوتا تو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم حج کرنے کے بعد اور خاص کر وہ صحابہ جنہوں نے حضور اقدس ﷺ کے ساتھ حج کیا تھا لوگوں کے اموال مار لیا کرتے اور خوب غصب کرتے اور بے جا لوگوں کی مار پٹائی کیا کرتے اور اس یقین پر کہ سب کچھ معاف ہے خوب لوگوں کے حق مارتے اور خیانتیں کرتے۔ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے تو حدیث کا یہ مطلب نہیں سمجھا کہ دیدہ دانستہ لوگوں کے حق مارلو اور قدرت ہوتے ہوئے نہ حقوق کی ادائیگی کرو اور نہ معافی مانگ کر معاملہ صاف کرو۔

پھر حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد سے لے کر آج تک محدثین نے یا ائمہ مجتہدین نے یا کسی بھی مذہب کے کسی فقیہہ یا مفتی نے یہ نہیں بتایا کہ حقوق اور مظالم سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے موت سے پہلے ایک حج کرلو، نہ کسی کو کچھ دینا پڑے گا، نہ معافی مانگنی پڑے گی اور نہ ہی قرضوں کی ادائیگی کی ضرورت ہوگی۔ اگر کسی جاہل نے حدیث کا یہ مطلب سمجھا ہے کہ حقوق دباؤ اور مال مارو، لوگوں پر اچھی طرح ظلم ڈھاؤ اور پھر ایک حج کرکے سب سے پاک صاف ہوجاؤ، تو یہ اس کی اپنی جہالت ہے۔ اگر ایسا ہوتو کوئی آدمی ہر سال مطلوبہ رقم سے زیادہ مختلف طریقہ سے غبن، خیانت اور چوری قرض داری وغیرہ کے ذریعے حاصل کرلیا کرے، پھر کچھ روپیہ خرچ کرکے حج کرلیا کرے اور آخرت کی گرفت سے بالکل مطمئن ہوکر باقی رقم کا نفع کما لیا

کرے۔شیطان بڑا استاد ہے کیسی کیسی پٹی پڑھاتا ہے۔

حدیث کا مطلب صرف اتنا ہے کہ عرفات میں حضور اقدس ﷺ نے اللہ جل شانہ کی بارگاہ میں یہ دعا کی کہ "اے رب! آپ اگر چاہیں تو مظلوم کو جنت دے دیں اور ظالم کی مغفرت فرما دیں۔" یہ دعا عرفات میں قبول نہیں ہوئی، پھر صبح کو مزدلفہ میں یہ دعا کی تو دعا قبول ہوگئی۔ حدیث سنن ابن ماجہ میں مروی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:۔

قَالَ اَیْ رَبِّ اِنْ شِئْتَ اَعْطَیْتَ الْمَظْلُوْمَ مِنَ الْجَنَّۃِ وَ غَفَرْتَ لِلظَّالِمِ فَلَمْ یُجَبْ عَشِیَّتَہٗ فَلَمَّا اَصْبَحَ بِالْمُزْدَلِفَۃِ اَعَادَ الدُّعَاءَ فَاُجِیْبَ اِلٰی مَا سَاَلَ ۔

اس حدیث میں یہ کہاں ہے کہ جو بھی کوئی شخص حج کرے گا اس کے ذمہ جتنے بھی لوگوں کے حقوق اور قرضے ہوں گے اور جو کچھ بھی مظالم کئے ہوں گے وہ سب حج کرنے سے معاف ہو جائیں گے اور آخرت میں کوئی پکڑ اور حساب و کتاب اور لینا دینا نہ ہوگا۔ حدیث میں تو صرف اتنی بات ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ظلم والے کی معافی کے لئے یہ قانون پاس کرا دیا کہ اللہ چاہے تو مظلوم کو اپنے پاس سے دیدے اور ظالم کی مغفرت فرما دے۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جس کی مشیت پر دارومدار ہے، اللہ جس کے ساتھ چاہے گا ایسا احسان فرما دے گا اور یہ اللہ کا فضل جس کو چاہے شامل ہو سکتا ہے۔ سورہ نساء میں ارشاد ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ ○ (النساء ۴۸۔۱۱۶)

"بے شک اللہ اس چیز کی مغفرت نہیں فرمائے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جاوے اور اس کے سوا جس کو چاہے گا بخش دے گا۔"

حدیث میں بھی کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ مظلوم کو اپنے پاس سے حقوق عنایت فرما کر ظالم کو ضرور بالضرور بخش ہی دے گا۔

بات تو اللہ کی مشیت ہی کی رہی، وہ چاہے بخشے چاہے نہ بخشے، پھر یہ یقین کامل کہاں

سے حاصل ہو گیا کہ جو بھی حج کرے سارے حقوق اور قرضے اور مظالم بلا خوف وخطر معاف ہو جائیں گے۔

یہ تو بحث ہے حدیث کے مضمون کے متعلق جو اس کے الفاظ سے اچھی طرح واضح ہے لیکن ساتھ ہی حدیث کی سند بھی دیکھنی چاہیئے۔ حدیث کی سند میں عبداللہ بن کنانہ راوی ہے۔ اس کے بارے میں محشی سنن ابن ماجہ علامہ سندھیؒ نے زوائد ابن ماجہ سے نقل کیا ہے "قال البخاری لم یصح حدیثہ" (یعنی امام بخاریؒ نے فرمایا ہے کہ ان کی روایت کردہ حدیث صحیح نہیں ہے) اور حافظ ابن جوزی نے عبداللہ بن کنانہ کے والد کے بارے میں کہا ہے۔

"مُنْکَرُ الْحَدِیْثِ جِدًّا." اور کنانہ کی وجہ سے انہوں نے حدیث کو موضوعات میں شمار کیا ہے بہر حال اگر موضوع نہیں تو ضعف سے پھر بھی خالی نہیں۔

ایسی ضعیف حدیث کو بنیاد بنا کر لوگوں کے مال مارنا اور حقوق دبانا اور حج کر کے اپنے کو پاک صاف کر لینا بہت بڑی غفلت اور نادانی اور فریب نفس ہے۔ اور کیا ذخیرہ حدیث میں یہی ایک حدیث ہے جسے بعض محدثین نے موضوع اور بعض نے ضعیف کہا ہے؟ کثیر تعداد میں جو احادیث حقوق العباد کی تلافی کرنے کے بارے میں آئی ہیں ان کو کیوں بھلا رہے ہیں؟ کسی کی غیبت کرنے، کسی پر تہمت باندھنے یا آبروریزی کرنے یا قرضہ لے کر ادائیگی کا انتظام کئے بغیر مرجانے اور شریکوں کے آپس میں خیانت کرنے، اور کسی کی زمین دبا لینے، یا کسی بھی طرح ظلم کرنے کے بارے میں جو صحیح السند احادیث میں وعیدیں وارد ہوئی ہیں ان کی طرف سے قصداً غافل ہو جانے سے کیا آخرت میں چھٹکارہ ہو جائے گا؟ اس طرح کی روایات ہم نے اپنی کتاب "کسب حلال اور ادائے حقوق" میں لکھ دی ہیں اس کا مطالعہ کیا جائے۔

بہت سے لوگ مرید ہو کر بھی غافل ہیں

مرید ہونے کی ضرورت کیا ہے؟ عموماً لوگ اس ضرورت ہی سے ناواقف ہیں۔ دوسروں کی دیکھا دیکھی رواجی طور پر مرید ہو جاتے ہیں، اور کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ قیامت کے دن

پیر صاحب ہماری سفارش کر دیں گے، اس سے زیادہ کسی چیز کا تصور پیروں کے ہاتھ پر بیعت کرنے والوں میں عموماً نہیں پایا جاتا۔ بھلا بے عمل خلاف شرع پیر کیا سفارش کر سکتے ہیں؟

مرید ہوتے وقت جو کسی شیخ کے ہاتھ پر توبہ کرتے ہیں اس توبہ کے لوازم کا پورا کرنا لازم ہے (ان لوازم کا ذکر پیچھے گذر چکا ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی جائے) اگر مرید ہوئے اور فرائض کا اہتمام نہ کیا، گناہوں سے نہ بچے اور حرام وحلال کی تمیز نہ کی، حرام مال کماتے رہے یا حرام جگہ خرچ کرتے رہے یا لوگوں کے حقوق دباتے رہے۔ یا مال مارتے رہے، تو ایسی مریدی والی توبہ سچی نہیں ہے۔

شیخ کے ہاتھ پر توبہ کر لینے کے بعد حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ نہ ہونے کا باعث یہ بھی ہے کہ عموماً بہت سے پیر جو آباؤ اجداد کی گدیاں سنبھالے بیٹھے ہیں خود ہی فکر آخرت سے خالی ہیں، خالص دنیا دار ہیں۔ مال جمع کرنے کو مقصد زندگی بنا رکھا ہے۔ پیری مریدی بھی ایک دھندہ ہے جو کسب مال کا بہت بڑا ذریعہ ہے، ایسے لوگوں کی صحبت سے فکر آخرت کے بجائے حب دنیا میں اضافہ ہوتا ہے۔

مرید ہونے کا ارادہ کریں تو اول لازم ہے کہ ایسا مرشد تلاش کریں جو شریعت کا پابند ہو اور آخرت کا فکر مند ہو، دنیا دار نہ ہو، (دنیا سے محبت نہ رکھتا ہو) گناہوں سے بچتا ہو اور اس کے پاس بیٹھنے سے آخرت کی فکر بڑھتی ہو اور گناہ چھوٹتے ہوں، نیکیوں کی رغبت ہوتی ہو، حرام سے بچنے کی طرف اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف طبیعت چلتی ہو اور فرائض وشرعی احکام کی طرف رغبت ہوتی ہو۔ اگر کوئی شخص مرید کرتا ہو لیکن فرائض وحقوق کا خیال نہ رکھتا ہو، اس کی زندگی گناہوں والی ہو تو اس قابل نہیں ہے کہ اس سے مرید ہوں، اس شخص سے دور بھاگنا واجب ہے۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نہ باید داد دست

تیسرا باب

استغفار کے فضائل

اس باب میں استغفار کے فضائل اور دینی و دنیاوی فوائد ومنافع اور اس کے خصوصی مواقع ذکر کئے جاتے ہیں۔

جاننا چاہیئے کہ توبہ کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہونا اور استغفار کا معنی ہے مغفرت طلب کرنا یعنی معافی مانگنا۔ حاصل دونوں کا ایک ہی ہے۔ زبان سے توبہ کے الفاظ ادا ہوں یا استغفار کے، اگر دل کی ندامت اور آئندہ گناہ نہ کرنے کے پختہ عہد اور عزم کے ساتھ ہوں تو یہی توبہ ہے۔ اور اصلاح حال نیز تلافی وتدارک حقوق اللہ اور حقوق العباد اس کے لوازم میں سے ہے، جیسا کہ بابِ اول اور بابِ دوم میں تفصیل سے گذر چکا ہے۔

احادیث شریفہ سے معلوم ہوتا ہے کہ استغفار کی کثرت محمود محبوب ہے۔ گناہوں کی معافی کے عظیم فائدہ کے ساتھ استغفار کے اور بھی دینی و دنیاوی منافع ہیں۔ اگر حضوری قلب کے بغیر بھی استغفار ہو تب بھی نفع سے خالی نہیں۔ جو شخص کثرت سے استغفار میں لگے اسے جہاں کثرتِ ذکر اللہ کی دولت ملے گی وہاں استغفار کے دیگر فوائد کثیرہ سے بھی مالا مال ہوگا۔

اس اجمال کی تفصیل اس باب کی احادیث شریفہ سے معلوم ہوگی۔

واللہ الموفق والمعین.

گناہوں کی مغفرت کے لئے استغفار

(۲۰) عَنْ اُمِّ عِصْمَةَ الْعَوْصِيَّةِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعْمَلُ ذَنْبًا اِلَّا وَقَفَ الْمَلَكُ ثَلٰثَ سَاعَاتٍ فَاِنِ اسْتَغْفَرَ مِنْ ذَنْبِهٖ لَمْ يَكْتُبْهُ عَلَيْهِ وَلَمْ يُعَذِّبْهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (رواه الحاكم و قال صحيح الاسناد كما فى الترغيب. ج ۲ ص ۴۶۹)

''حضرت ام عصمت رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو بھی کوئی مسلمان گناہ کرتا ہے تو (جو) فرشتہ (اس کے لکھنے پر مامور ہے وہ) تین گھڑی (یعنی کچھ دیر) توقف کرتا ہے۔ پس اگر اس نے استغفار کرلیا تو وہ گناہ اس کے اعمالنامہ میں نہیں لکھتا اور اس پر اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن عذاب نہ دے گا۔''
(مستدرک حاکم)

تشریح

اس حدیث پاک میں اللہ جل شانہ کی ایک بہت بڑی شان کریمی بیان فرمائی گئی ہے اور وہ یہ کہ جب کسی مسلمان سے کوئی گناہ سرزد ہوجائے تو گناہوں کا اندراج کرنے والا فرشتہ اس گناہ کو لکھنے سے توقف کرتا ہے اور انتظار کرتا ہے کہ یہ اس گناہ سے استغفار کرتا ہے یا نہیں؟ اگر اس نے استغفار کرلیا تو وہ فرشتہ اس گناہ کو نہیں لکھتا، نہ فرشتہ لکھے گا، نہ قیامت میں اس گناہ کی پیشی ہوگی اور نہ اس پر عذاب ہوگا۔ یہ اللہ جل شانہ کی کتنی بڑی مہربانی ہے۔ اور ایک نیکی کی کم از کم دس گنتی لکھی جاتی ہے اور اگر گناہ ہوجائے تو اول تو فرشتہ لکھنے میں دیر لگاتا ہے، بندہ کے استغفار کا انتظار کرتا ہے، اگر اس نے استغفار کرلیا تو اس کا لکھا جانا ہی ختم ہوا اور اگر اس نے استغفار نہ کیا تو ایک گناہ ایک ہی لکھا جاتا ہے۔ پھر صغیرہ گناہ حسنات کے ذریعہ معاف ہوتے رہتے ہیں اور کبیرہ گناہوں سے توبہ کرنے کے لئے ہر وقت رحمتِ حق کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ اللہ بڑا حلیم وکریم اور ستار وغفار ہے۔ اس کی شانِ کریمی کو جانتے ہوئے بھی کوئی شخص گناہ کی مغفرت کرائے بغیر مر جائے تو بڑے خسارہ کی بات ہے۔

وہ شخص عمدہ حالت میں جو اپنے صحیفہ میں استغفار کی کثرت پائے

(۲۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ طُوْبٰی لِمَنْ وَجَدَ فِیْ صَحِیْفَتِهٖ اسْتِغْفَارًا کَثِیْرًا (رواہ ابن ماجه و اسنادہ صحیح کما فی الترغیب ج ۲ ص ۲۶۸)

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ بہت عمدہ حالت ہے اس شخص کے لئے جو (قیامت کے دن) اپنے اعمالنامہ میں کثیر استغفار پائے۔"

وفی حاشیۃ السندی وفی الزوائد اسناد صحیح ورجالہ ثقات۔

تشریح

اس حدیث میں کثرت سے استغفار کرنے کی ترغیب دی ہے اور یہ فرمایا ہے کہ قیامت کے دن جس نے اپنے صحیفہ میں استغفار زیادہ تعداد میں پایا اس کے لئے عمدہ حالت کی خوش خبری ہے۔ کیونکہ ایسا شخص بہت نفع میں رہے گا اور یوں اس کی حالت عمدہ نہ ہوگی جبکہ استغفار سے گناہ بھی معاف ہوتے ہیں۔ اعمالِ صالحہ کی کوتاہی بھی دور ہوتی ہے۔ اعمال کی اصلاح بھی ہوتی ہے جیسا کہ آئندہ انشاء اللہ العزیز اسی باب کی احادیث سے معلوم ہوگا اور ظاہر ہے کہ جس نے دنیا میں زیادہ استغفار کیا ہوگا وہی قیامت کے دن اپنے اعمال نامہ میں زیادہ استغفار پائے گا۔

اعمالنامہ کے اول وآخر استغفار لکھا ہوا ہونے کا عظیم نفع

(۲۲) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ حَافِظَیْنِ یَرْفَعَانِ اِلَی اللّٰہِ فِیْ یَوْمٍ فَیَرٰی تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی فِیْ اَوَّلِ الصَّحِیْفَۃِ اِسْتِغْفَارًا وَ فِیْ اٰخِرِھَا اِسْتِغْفَارًا اِلَّا قَالَ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ مَابَیْنَ طَرَفَیِ الصَّحِیْفَۃِ. (رواہ البزار وفہ تمام بن نجیح و ثقہ ابن معین وغبرہ و بقیۃ رجالہ رجال الصحیح کما فی مجمع الزوائد ص ۲۰۸ ج ۱)

"حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نگرانی کرنے والے دو فرشتے (یعنی اعمال لکھنے والے) کسی بھی دن جب اللہ جل شانہ کے حضور کسی کا اعمال نامہ پیش کرتے ہیں اور اس کے اول اور آخر میں استغفار لکھا ہوتا ہے تو اللہ جل شانہ کا ارشاد ہوتا ہے کہ میں نے اپنے بندہ کا وہ سب کچھ بخش دیا جو اس اعمال

نامہ کے اول وآخر کے درمیان ہے۔" (بزار)

تشریح

جو فرشتے اعمال لکھنے کے لئے مقرر ہیں نماز فجر اور نماز عصر میں بدلتے ہیں۔ فجر میں رات والے چلے جاتے ہیں اور دن والے آجاتے ہیں اور عصر میں دن والے چلے جاتے ہیں اور رات والے آجاتے ہیں۔ یہ فرشتے جب بارگاہِ الٰہی میں بندوں کے اعمال نامے پیش کرتے ہیں تو ان میں بعض ایسے اعمال نامے بھی ہوتے ہیں جو استغفار سے شروع ہوتے اور استغفار پر ختم ہوتے۔ اور یہ اسی شخص کے اعمال نامہ میں ہوگا جس نے صبح شام اپنے اعمال کی ابتداء استغفار سے کی ہوگی۔ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہوتا ہے کہ جس اعمال نامہ کی ابتدا اور انتہا استغفار سے ہے اس اعمال نامہ والے کی مغفرت کی جاتی ہے اگرچہ اس کے اول وآخر کے درمیان گناہ بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ اول وآخر کے استغفار سے درمیانی گناہ معاف ہوگئے۔

اِنَّہٗ ھُوَ الغفار التَّوَّابُ.

جو استغفار کرتا رہے وہ گناہ پر اصرار کرنیوالوں میں شمار نہیں ہے

(۲۳) عَنْ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تَعَالٰی علیہ وسلم مَا اَصَرَّ مَنِ اسْتَغْفَرَ وَاِنْ عَادَ فِی الْیَوْمِ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً. (رواہ الترمذی و ابو دائود و کما فی المشکوۃ ص ۲۰۴)

"حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص استغفار کرتا رہے وہ ان لوگوں میں شمار نہیں ہے جو گناہوں پر اصرار کرنیوالے ہیں اگرچہ ایک دن میں ستر مرتبہ گناہ کرے۔ (ترمذی وابوداؤد)

تشریح

گناہ کرنا وبال ہے اور مواخذہ وعذاب کا سبب ہے اور بار بار گناہ کرنا اور زیادہ، بغاوت اور سرکشی کی بات ہے، اسی لئے علماء نے لکھا ہے کہ صغیرہ گناہ پر اصرار کرنا اس کو کبیرہ بنا دیتا

ہے، لیکن اگر استغفار کا سلسلہ جاری رہے تو گناہ پر اصرار کرنے والوں میں شمار نہ ہوگا۔

اس حدیث میں مضمون بالا ارشاد فرمایا ہے اور اس میں ایک اور نکتہ بھی ہے، وہ یہ کہ بار بار نادم ہوگا اور استغفار کرے گا تو کچھ دن میں گناہ چھوٹ ہی جائیں گے کیونکہ استغفار کی وجہ سے اللہ جل شانہ کی مدد بھی ہوگی اور نفس بھی گناہ کرنے سے شرمانے لگے گا۔

اللہ جل شانہ کا ارشاد کہ میں اپنے بندوں کو بخشتا ہی رہوں گا

(۲۴) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّیْطَانَ قَالَ وَعِزَّتِکَ یَا رَبِّ لَا اَبْرَحُ اُغْوِیْ عِبَادَکَ مَا دَامَتْ اَرْوَاحُھُمْ فِیْ اَجْسَادِھِمْ فَقَالَ الرَّبُّ عَزَّ وَ جَلَّ وَ عِزَّتِیْ وَ جَلَالِیْ وَ ارْتِفَاعِ مَکَانِیْ لَا اَزَالُ اَغْفِرُلَھُمْ مَااسْتَغْفَرُوْنِیْ. (رواہ احمد کما فی المشکوٰۃ ص ۲۰۴ و قال المنذری فی الترغیب ص ۴۶۷ ج ۳ رواہ احمد و الحاکم من طریق دراج و قال الحاکم صحیح الاسناد.)

''حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ شیطان نے کہا کہ اے رب! قسم ہے تیری عزت کی میں تیرے بندوں کو بہکاتا ہی رہوں گا جب تک کہ ان کی روحیں ان کے جسموں میں رہیں گی، اس پر اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اپنی عزت وجلال اور رتبہء بلند کی قسم ہے کہ میں ان کو بخشتا رہوں گا جب تک وہ مجھ سے مغفرت طلب کرتے رہیں گے۔''

تشریح

شیطان انسان کا بہت بڑا دشمن ہے وہ چاہتا ہے کہ لوگ دوزخ میں جائیں اور عذاب بھگتیں۔ جب اللہ جل شانہ نے اس کو راندۂ درگاہ فرمایا اور اس کو ملعون قرار دے دیا تو اس نے قیامت کے دن تک زندہ رہنے کی مہلت مانگی، جب اسے وقتِ معلوم تک مہلت دیدی گئی تو کہنے لگا کہ میں آدم کی اولاد کو ورغلاؤں گا بہکاؤں گا، اور راہِ حق سے ہٹاؤں گا۔ وہ اپنی بات پر ڈٹا ہوا ہے اس کی ذریت جو کروڑوں کی تعداد میں ہے اسی بہکانے، ورغلانے اور گناہ کرانے کے کام

پر لگی ہوئی ہے۔ اور حق یہ ہے کہ اس نے اور اس کی ذریت نے اپنے کام میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ انسان بھی عجیب ہے جو اپنی حماقت اور بیوقوفی سے گناہ کرتا ہے اور اپنے دشمن کی بات مانتا ہے۔

جب شیطان نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا کہ جب تک ان میں دم رہے گا ان کو بہکاتا ہی رہوں گا، تو اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا کہ میں ان کو بخشتا رہوں گا جب تک وہ استغفار کرتے رہیں گے۔

شیطان اول ایمان قبول کرنے نہیں دیتا، چاہتا ہے کہ لوگ کفر پر مریں اور ہمیشہ عذاب میں رہیں اور جو لوگ مسمان ہیں ان کو بھی کفر کے وسوسوں میں مبتلا کرتا ہے اور کم از کم صغیرہ وکبیرہ گناہوں پر تو آمادہ کر ہی دیتا ہے۔ انسان پر لازم ہے کہ اپنے دشمن سے چوکنا رہے، اس کی بات نہ مانے، اپنے نفع ونقصان کو سمجھے اور اگر گناہ ہو جائے تو توبہ واستغفار میں لگے تاکہ شیطان ذلیل ہو اور گناہ گار کی بخشش دیکھ کر جلتا رہے۔

دل کی صفائی کے لئے استغفار کرنا

(۲۵) عَنْ الْاَعَزِّ الْمُزَنِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہُ صَلی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّہٗ لَیُغَانُ عَلٰی قَلْبِیْ وَاِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ فِی الْیَوْمِ مِائَۃَ مَرَّۃٍ.

(رواہ مسلم کما فی المشکوٰۃ ص ۲۰۳)

''حضرت اعز مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلا شبہ میرے دل پر میل آجاتا ہے اور بلا شبہ میں ضرور اللہ تعالیٰ سے روزانہ سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔'' (مسلم)

تشریح

یہ جو آپ نے فرمایا کہ میرے دل پر میل آجاتا ہے اس کے بارے میں علماء محققین اور عارفین کاملین نے کئی باتیں لکھی ہیں۔ ایک یہ ہے کہ جہاد وغیرہ کے انتظامی امور اور امت کی

مصالح کی طرف متوجہ ہونے کی وجہ سے جو ذرا سا دل بٹ جاتا اور حق تعالیٰ شانہ کی طرف توجہ میں جو تھوڑا سا فرق آ جاتا تھا (جو بلاشرکت غیرے ہونی چاہئیے) اس کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میل سے تعبیر فرمایا۔ گو امت کی مصالح کی طرف متوجہ ہونا اور امور جہاد کا انجام دینا بھی بہت بڑی عبادت ہے، لیکن اس میں لگنے کی وجہ سے جو بارگاہ ربوبیت کی حاضری بلاشرکت غیرے میں جو کمی آ گئی ہے اور اس سے جو دل متاثر ہوا اس اثر کو میل فرمایا۔ اس کو زائل فرمانے کے لئے آپؐ استغفار کیا کرتے تھے۔

جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے بارے میں یہ ارشاد فرمایا کہ میرے دل پر میل آ جاتا ہے اور اس کو استغفار سے دھوتا اور صاف کرتا ہوں، تو ہم لوگوں کو کس قدر استغفار کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت ہے۔ اس بات پر خوب غور کریں اور استغفار کی طرف متوجہ ہوں۔ کیونکہ ہم تو سراپا گناہوں میں لت پت اور خطاؤں میں ملوث ہیں اور ہم کو تو زیادہ سے زیادہ استغفار میں مشغول ہونا لازم ہے۔

(۲۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهُ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا اَذْنَبَ کَانَتْ نُکْتَةٌ سَوْ دَاءُ فِیْ قَلْبِهٖ فَاِنْ تَابَ وَاسْتَغْفَرَ صُقِلَ قَلْبُهٗ وَاِنْ زَادَ زَادَتْ حَتّٰی تَعْلُوَ قَلْبَهٗ فَذٰلِکُمُ الرَّانُ الَّذِیْ ذَکَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی : کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ۝ (رواه احمد و الترمذی و ابن ماجه و قال الترمذی هذا حدیث صحیح کما فی المشکوٰة ص ۲۰۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ جب مومن بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر سیاہ داغ لگ جاتا ہے، پس اگر توبہ و استغفار نہ کیا بلکہ گناہوں میں بڑھتا چلا گیا تو یہ (سیاہ داغ) بھی بڑھتا رہے گا یہاں تک کہ اس کے دل پر غالب آ جائے گا۔ پس یہ داغ ہی وہ زان ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا "کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ" ۝

(احمد، ترمذی، ابن ماجہ) ''ہرگز ایسا نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کا زنگ بیٹھ گیا ہے۔''

تشریح

حضرت اَغر مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کی تشریح سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر اللہ کی طرف متوجہ ہونے سے دل پر میل آجاتا ہے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے معلوم ہوا کہ گناہوں کی وجہ سے دل پر زنگ آجاتا ہے۔ دل کا میل اور دل کا زنگ دور کرنے کے لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے استغفار کو تجویز فرمایا۔ دل کی صفائی ستھرائی کے لئے استغفار نسخہء کیمیا ہے اور دل کو گناہوں کی آلائش سے صاف کرنا لازم ہے۔ لہٰذا اگر کبھی گناہ ہوجائے تو فوراً توبہ واستغفار کریں۔ جو لوگ توبہ واستغفار کی طرف متوجہ نہیں ہوتے گناہوں کی وجہ سے ان کے دل کا ستیاناس ہوجاتا ہے، پھر نیکی بدی کا احساس تک نہیں رہتا اور اس احساس کا ختم ہوجانا بدبختی کی علامت ہے۔

لوگوں سے کثرت سے ملنا جلنا خاص کر فاسقوں اور فاجروں کے پاس اٹھنا بیٹھنا دل کی خرابی کا باعث ہے، عوام کے مجمعوں سے گریز کریں، اگر سفر وغیرہ میں کہیں ان کے ساتھ بیٹھنا اٹھنا پڑجائے تو استغفار کرتے رہیں اور ان سے جدا ہونے کے بعد بھی استغفار جاری رکھیں تاکہ دل پر جو غلط اثرات ہوتے ہیں وہ زائل ہوجائیں۔

اصلاح اعمال کے لئے استغفار میں لگیں

(۲۷) عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللّٰه تعالٰی عنه قَالَ كُنْتُ ذَابَ اللِّسَانِ عَلٰى اَهْلِیْ قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ خَشِيْتُ اَنْ يُّدْخِلَ لِسَانِی النَّارَ قَالَ : اَيْنَ اَنْتَ مِنَ الْاِسْتِغْفَارِ؟ اِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِی الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ قال ابو اسحاق فَذَكَرْتُ لِذٰلِكَ لِاَبِیْ بُرْدَةَ فَقَالَ وَ اَتُوْبُ (اخرجه الحاكم ج ۱ ص ۵۱۱ وقال صحيح على شرط الشيخين و اقره الذهبی.)

''حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں اپنے گھر والوں سے فحش کلامی کے ساتھ پیش آتا تھا، میں نے عرض کیا یارسول اللہ! ڈر ہے کہ میری زبان مجھے دوزخ میں داخل نہ کردے۔ آپؐ نے فرمایا تم استغفار سے کیوں دور ہو؟ میں روزانہ سو مرتبہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور اللہ کے حضور توبہ کرتا ہوں۔'' (مستدرک حاکم)

تشریح

اس حدیث میں زبان کی اصلاح کے لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے استغفار کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ استغفار کے فوائد میں سے یہ بھی ہے کہ اس سے اعمال کی اصلاح ہوتی ہے اور اعضاء و جوارح صحیح طریقہ پر کام کرتے ہیں۔

تکمیل اعمالِ صالحہ کے لئے استغفار کرنا

(۲۸) عَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی قَالَ : کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم اِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوتِهٖ اسْتَغْفَرَ ثَلٰثًا وَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ. (رواه مسلم کما فی المشکوٰة ص ۸۸.)

''حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب اپنی نماز سے فارغ ہوتے تھے تو تین بار استغفار کرتے تھے اور یوں دعا کرتے تھے کہ اے اللہ تو سلام ہے اور تجھ ہی سے سلامتی ملتی ہے تو بابرکت ہے اے جلال اور اکرام والے۔''

(۲۹) عَنْ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! عَلِّمْنِیْ دُعَاءً اَدْعُوْبِهٖ فِیْ صَلٰوتِیْ قَالَ : قُلْ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْم. (رواه البخاری و مسلم کما فی المشکوٰة ص ۸۷)

''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! مجھے کوئی دعا بتائیے جو میں نماز میں مانگا کروں، آپ نے فرمایا یوں کہو کہ اے اللہ! میں نے

اپنی جان پر بہت ظلم کیا اور گناہوں کو صرف تو ہی بخش سکتا ہے، لہٰذا تو مجھے اپنی مغفرت کے ذریعہ بخش دے اور مجھ پر رحم فرما بے شک تو ہی بخشنے والا مہربان ہے۔'' (بخاری و مسلم)

تشریح

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کا سلام پھیر کر تین بار استغفار کرتے تھے۔ بظاہر یہاں استغفار کی کوئی بات نہیں ہے کیونکہ کوئی بے جا کام نہیں کیا جس سے معافی مانگی جائے، بلکہ نماز پڑھی ہے جس کے بعد استغفار ہو رہا ہے، نماز بھی کس نے پڑھی ہے؟ سید المعصومین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے! جن کی نماز کی خوبی اور خشوع وخضوع نیز اخلاص واحسان میں کوئی شک نہیں۔

دوسری حدیث سے معلوم ہوا کہ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز میں دعا کرنے کے لئے کوئی دعا پوچھی تو سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو ایک دعا بتا دی، یہ دعا معروف ومشہور ہے۔ اکثر نماز کی کتابوں میں لکھی ہے اور بہت سے نمازی تشہد اور درود کے بعد اس کو پڑھتے بھی ہیں اس میں نماز کے اندر نماز سے فارغ ہونے کے قریب مغفرت طلب کرنے کی تعلیم دی گئی ہے اور اس کی ابتداء یہاں سے ہے کہ ''اے رب! میں نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا ہے۔'' پڑھی ہے نماز وہ بھی صدیق اکبرؓ نے اور اقرار ہو رہا ہے جان پر ظلم کرنے کا، اس میں کیا بھید ہے؟ یہ غور کرنے کی چیز ہے بات یہ ہے کہ اللہ جل شانہ کی بارگاہ عالی بہت بلند ہے، اس کے شایانِ شان کسی سے عبادت ہو ہی نہیں سکتی اور عبادت میں جو کوتاہی رہ جائے استغفار سے اس کی تلافی ہو جاتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد استغفار کرتے تھے اور قرآن مجید میں عرفات سے واپس ہو کر استغفار کرنے کا حکم ہے۔ حج کیا ہے اور اس کے بعد استغفار کا حکم ہوا ہے، اس میں بھی کوتاہی کی تلافی کا راز ہے۔

صحیح طریقہ یہی ہے کہ عبادت کئے جاؤ اور استغفار کئے جاؤ اسی میں خیر ہے، صالحین کا

یہ طریقہ ہے جو ان کو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اتباع میں نصیب ہوا ہے۔ گناہ ہو جانے پر تو سبھی توبہ واستغفار کرتے ہیں اور مخلصین کاملین نیکی کر کے استغفار کرتے ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سید المعصومین ہیں، ساری مخلوق سے افضل ہیں، اللہ کے سب سے زیادہ مقرب بندے ہیں، اللہ تعالیٰ شانہ نے جو کچھ آپ کو عطا فرمایا کسی مخلوق کو نہیں دیا۔ آپ راتوں رات نماز میں کھڑے رہتے تھے حتیٰ کہ مبارک قدموں پر ورم آ جاتا اور اللہ تعالیٰ کے دین کے بلند کرنے کے لئے بڑی محنتیں کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا:۔ **فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ کَانَ تَوَّابًا** ○ (النصر ۳)

''سو آپ اپنے رب کی تسبیح وتحمید کیجئے اور اس سے مغفرت کی درخواست کیجئے بیشک وہ بڑا توبہ قبول فرمانے والا ہے۔''

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کثرت سے استغفار کرتے تھے۔ ہم سب کو بھی آپؐ کی اقتداء لازم ہے۔ اچھی سے اچھی نیکی کرو اور استغفار میں لگے رہو اور یہ یقین کرو کہ ہم کیسی ہی عبادت کرلیں اس میں کوتاہی ضرور رہ جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ عالی کے لائق تو عبادت ہو ہی نہیں سکتی۔

بندہ ہماں بہ کہ زتقصیر خویش عذر بدرگاہِ خدا آورد
ورنہ سزاوار خداوندیش کس نتواند کہ بجا آورد
(سعدیؒ)

(ترجمہ: بندہ وہی بہتر ہے جو بارگاہِ خداوندی میں اپنے قصوروں کی معذرت پیش کرتا ہے ورنہ اس کی مقدس ذات کے لائق عمل کر کے کوئی بھی عہدہ برآ نہیں ہوسکتا)

وضو کے بعد استغفار کرنا

(۳۰) **عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّاءَ فَقَالَ سُبْحَانَکَ اَللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِکَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ کُتِبَ فِیْ رَقٍّ ثُمَّ جُعِلَ فِیْ**

طَابِعٍ فَلَمْ يُكْسَرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ (رواه الطبرانی فی الاوسطه ورداته رواة الصحیح و اللفظ له و رواه النسائی و قال فی آخره ختم علیها بخاتم فَوُضِعَتْ تَحْتَ الْعَرْشِ فَلَمْ تُكْسَرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَ وصوب وَقْفَه، عَلٰى اَبِیْ سَعِيْدٍ كَذَا فِي التَّرْغِيْبِ وَ التَّرْهِيْبِ ج ا ص ۱۷۲) قُلْتُ الْمَوْقُوْفُ فِي مِثْلِ هٰذَا فِي حُكْمِ الْمَرْفُوْعِ.)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص وضو کر کے سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِکَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَيْکَ پڑھ لے تو یہ الفاظ ایک مہر شدہ ظرف میں محفوظ کر کے عرش کے نیچے رکھ دیئے جائیں گے، پھر قیامت تک یہ مہر نہ توڑی جائے گی۔" (طبرانی ونسائی)

تشریح

وضو ایک نیک عمل ہے جو صحت صلوٰۃ کے لئے شرط ہے، کوئی نماز بلا وضو نہیں ہوسکتی اور وضو کے ذریعہ ہاتھوں، پاؤں، آنکھوں، کانوں اور ناک گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ جیسا کہ احادیث شریفہ میں وارد ہوا ہے اس کے باوجود وضو کے بعد کی دعا میں توبہ واستغفار کی تعلیم دی گئی ہے تا کہ وضو میں کوئی بھی کمی سنت یا مستحب کے خلاف عمل کرنے سے ہوگئی ہو تو اس کی تلافی بھی ہوجائے۔ جب کسی نے وضو کر کے مذکورہ بالا الفاظ پڑھ لئے تو یہ الفاظ لکھ لئے جائیں گے، پھر مہر لگا کر عرش الٰہی کے نیچے محفوظ کر دیئے جائیں گے، ان کی مہر قیامت کے دن کھلے گی اور اس دن یہ کلمات پڑھنے والے کو کام دیں گے اور نجات کا سامان بنیں گے۔ وضو کے بعد اور دعائیں بھی وارد ہوئی ہیں۔ ان کے لئے "فضل مبین" شرح حصن حصین ملاحظہ فرمائیں۔

قضائے حاجت کے بعد استغفار کرنا

(۳۱) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ غُفْرَانَکَ. (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

وَالدَّارِمِیُّ كَمَا فِی الْمِشْكوٰةِ (ص ۴۳) وَ صَحَحَهُ النَّوَوِیُّ فِی كتابِ الْاَذْكَارِ.)

''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بیت الخلاء سے باہر آتے تھے تو غُفْرَانَکَ کہتے (ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

تشریح

قضائے حاجت کے بعد بیت الخلاء سے باہر آ کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غُفْرَانَکَ کہتے تھے۔ یعنی اللہ جل شانہ سے مغفرت طلب کرتے تھے۔ بظاہر سوال پیدا ہوتا ہے کہ قضائے حاجت کرنا کوئی گناہ نہیں ہے، پھر اس کے بعد مغفرت کا کیوں سوال کیا گیا؟ اس سوال کو حل کرنے کے لئے اہل علم نے متعدد امور لکھے ہیں۔

اول: یہ کہ جتنی دیر بیت الخلاء میں رہنا ہوا زبان سے اللہ جل شانہ کا ذکر نہ کیا اور اس ذکر کی کوتاہی کی تلافی استغفار سے فرمائی۔

دوم: یہ کہ اللہ جل شانہ نے جو کھانے کی نعمت عطا فرمائی، پھر اس کو معدہ میں پہنچا دیا اور بدن میں لگا دیا، پھر اس کا فضلہ آسانی سے باہر نکال دیا، ان نعمتوں کے شکریہ میں جو کوتاہی ہوئی اس کی تلافی استغفار سے کر دی۔

سوم: یہ کہ جب اپنی ظاہری ناپاکی کی طرف ذہن جائے گا تو اس سے باطنی نجاست یعنی گناہوں کی طرف ذہن منتقل ہوگا۔ استحضار ہو جانے پر استغفار کرنے کی تعلیم دی گئی۔ واللّٰهُ تَعَالیٰ اعلم.

بیت الخلاء آنے جانے کی دعائیں ہماری کتاب ''فضائل دعا'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

ہر مجلس میں استغفار کرنا

(۳۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُمَا قَالَ اِنْ كُنَّا لَنَعُدُّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْمَجْلِسِ یَقُوْلُ رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَ تُبْ عَلَیَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ مِائَةَ مَرَّةٍ (رواہ احمد و التّرمذی و ابو دائود و

ابن ماجه كما فى المشكوٰة ص ۲۰۵)

''حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان فرمایا کہ بلاشبہ ہم ہر مجلس میں یہ شمار کرتے تھے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سومرتبہ یہ الفاظ ادا فرماتے ہیں رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَ تُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ (احمد، ترمذی، ابو دائود اور ابن ماجه)

تشریح

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کثرت سے استغفار کرتے تھے جس کا متعدد احادیث میں ذکر ہے۔آپ تو معصوم تھے پھر بھی اس قدر استغفار کی طرف آپ کی توجہ تھی۔اس حدیث میں کہ آپؐ ہر مجلس میں سومرتبہ کلماتِ بالا ادا فرماتے تھے اور حدیث نمبر ۲۶ اور حدیث نمبر ۲۸ میں ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں روزانہ سومرتبہ استغفار کرتا ہوں، اس میں کوئی تعارض نہیں ہے ممکن ہے پہلے روزانہ سومرتبہ استغفار فرماتے ہوں، پھر ہر مجلس میں سومرتبہ استغفار کرنے کا اہتمام شروع فرما دیا ہو، اور یہ بھی ممکن ہے کہ روزانہ سومرتبہ جس استغفار کا ذکر ہے وہ ہر مجلس والے استغفار کے علاوہ ہو۔اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ سو کا عدد تحدید کے لئے نہ ہو بلکہ راوی نے تکثیر کے لئے ذکر کیا ہو۔

بہر حال ہم کو تو یہ دیکھنا ہے کہ جب سید المقربین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس قدر کثیر استغفار فرماتے تھے کہ تو ہم کو اس میں کس قدر لگنے کی ضرورت ہے؟ ہر شخص اپنے حالِ زار کو دیکھے اور کتنا استغفار کرتا ہے اس پر بھی نظر ڈالے۔واللہ الموفق المعین۔

مجلس کی باتوں کے کفارہ کے لئے استغفار کرنا

(۳۳) عَنْ اَبِیْ بُرْزَةَ الْاَسْلَمِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ مَجْلِسًا یَقُوْلُ بِاٰخِرِهٖ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّقُوْمَ مِنَ الْمَجْلِسِ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْكَ فَقَالَ رَجُلٌ یَّارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ لَتَقُوْلُ قَوْلًا مَا كُنْتَ تَقُوْلُهٗ

فِیْمَا مَضٰی فَقَالَ کَفَّارَۃٌ، لِّمَا یَکُوْنُ فِی الْمَجْلِسِ. (رواہ ابو داؤد، کذا فی الترغیب. ج ۲ ص ۴۱۱)

حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو اس کے آخر میں یہ کلمات فرماتے تھے سُبْحَانَکَ اَللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْکَ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ایسے کلمات فرماتے ہیں جو پہلے نہیں فرماتے تھے، اس پر آپؐ نے فرمایا کہ یہ مجلس میں ہونے والی باتوں کا کفارہ ہیں۔" (سنن ابی داوٗد)

تشریح

اسی مضمون کی حدیث حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت عائشہ اور حضرت جبیرا بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی مروی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں یوں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجلس میں اچھی باتیں کی ہوں گی تو یہ کلمات ان کے لئے مہر بن جائیں گے اور اگر بری باتیں کی ہوں گی تو یہ ان کے لئے کفارہ بن جائیں گے۔

بعض روایات میں ان کلمات کا تین بار پڑھنا بھی وارد ہوا ہے (کَمَا فِی التَّرْغِیْبِ) ان کو مجلس سے اٹھنے سے پہلے پہلے پڑھ لینا چاہیئے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں "قَبْلَ اَنْ یَّقُوْمَ" (کھڑے ہونے سے پہلے پہلے) کے الفاظ آئے ہیں۔

آج کل کی مجلسیں عموماً لغویات اور فضولیات سے بھری ہوتی ہیں بلکہ صریح گناہوں کی باتیں کرتے ہیں، تو ضروری ہے کہ ان کلمات کو ہر مجلس سے اٹھنے سے پہلے پہلے پڑھ لیا جائے تا کہ بری اور لغو باتوں کا کفارہ ہو جائے۔ البتہ حقوق العباد (غیبت وغیرہ) کی معافی کے لئے صاحب حق سے معافی مانگنا ہوگا۔

جس کی غیبت کی ہو اس کے لئے استغفار

(۳۴) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ كَفَّارَةِ الْغِيْبَةِ اَنْ تَسْتَغْفِرَ لِمَنِ اغْتَبْتَهٗ تَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَهٗ. (رواه بهيقى فى الدعوات الكبير وقال فى اسناد هذا الحديث ضعف كما فى المشكوٰة ص ۴۱۵)

''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ غیبت کا ایک کفارہ یہ ہے کہ تو اس کے لئے استغفار کرے جس کی تو نے غیبت کی ہے (اس کے لیے استغفار کرتے ہوئے) یوں کہے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَ لَهٗ ''اے اللہ ہمیں اور اسے بخش دے'' (بیہقی فی الدعوات الکبیر)

تشریح

یہ تو سب کو معلوم ہے کہ کسی کی غیبت کرنا اور غیبت سننا حرام ہے، اس سے بچنے کا اہتمام کرنے والے بہت ہی کم ہیں۔اول غیبت کا معنی سمجھیں کہ اکثر لوگ اس کے مفہوم شرعی سے ناواقف ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہؓ سے) فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ حضرات صحابہؓ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں، اس پر آپؐ نے فرمایا (غیبت یہ ہے کہ) تو اپنے بھائی کو اس طریقہ سے یاد کرے جو اس کو برا لگے۔ایک صاحب نے عرض کیا کہ یہ ارشاد فرمایئے کہ اگر وہ بات میرے بھائی کے اندر موجود ہو جس کو میں ذکر کر رہا ہوں (کیا یہ غیبت ہے؟) آپؐ نے فرمایا اگر تو نے اپنے بھائی کے حق میں وہ بات کہی جو اس کے اندر موجود ہے (اور اس کا ذکر اس کو ناگوار ہے) تب تو تو نے اس کی غیبت کی اور اگر تو نے اس کے بارے میں وہ بات کہی جو اس کے اندر نہیں ہے تو اس صورت میں تو نے اس پر بہتان باندھا۔ (مشکوٰۃ عن مسلم)

اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ غیبت یہ ہے کہ کسی کا ذکر اس طرح کیا جائے کہ اسے ناگوار ہو۔اس سے ان لوگوں کی جہالت واضح ہوگئی جو یہ کہہ کر غیبت کو حلال کرنے کی غلط

کوشش کرتے ہیں کہ ہم نے جھوٹ تونہیں کہا حقیقت ظاہر کی ہے، یہ عیب اور خرابی اس کے اندر موجود ہے جس کے بارے میں ہم نے کہا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے واضح طور پر ارشاد فرمایا کہ جو عیب اور خرابی اور برائی کسی کے اندر موجود ہو اس کا بیان کرنا ہی تو غیبت ہے، اگر جھوٹ کہہ دیا کہ فلاں شخص میں فلاں عیب اور فلاں برائی ہے حالانکہ وہ اس سے بری ہے تو یہ بہتان ہے۔

بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ میں اس کے منہ پر کہہ دوں گا اور کہہ بھی دیتے ہیں، لیکن اس سے غیبت کرنا حلال نہیں ہو جاتا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غیبت یہ ہے کہ کسی کا ذکر اس طرح کیا جائے کہ اسے ناگوار ہو، تو معلوم ہوا کہ اس سلسلہ میں گناہ کی بنیاد دل دکھنے اور ناگوار ہونے پر ہے، سامنے برائی کی جائے تب بھی گناہ اور پیچھے برائی کی جائے تب گناہ ہے۔

قرآن مجید میں غیبت کرنے کو مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے برابر بتایا ہے۔ سورہ حجرات میں ارشاد ہے،

وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۝ (الحجرات ۱۲)

''اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے، کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے، پس اس کو تم ناگوار سمجھتے ہو اور اللہ سے ڈرتے ہو، بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا نہایت مہربان ہے۔''

مطلب یہ ہے کہ جس طرح مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے نفرت ہے، اسی طرح اسکی غیبت سے نفرت کرو۔

غیبت کرنا اور غیبت سننا دونوں ظلم کی فہرست میں آ جاتے ہیں۔ ظلم صرف یہی نہیں ہے کہ بے جا مار پیٹ کر دے اور رقم چھین لے، بلکہ کسی کو بے آبرو کرنا سامنے ہو یا پیچھے یہ سب ظلم

ہے۔ بندوں پر جو ظلم ہو جائے اس کی معافی تب ہی ہوتی ہے جب ظلم کرنے والا اس بندہ سے معافی مانگ لے یا اس کا حق ادا کردے۔ مالی حق تو مال دے کر ادا ہو جاتا ہے اور اگر صاحب حق مر جائے تو اس کے وارثوں کو مال پہنچا کر یا ان سے معافی مانگ کر سبکدوشی ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر کسی کی غیبت کی یا غیبت سنی تو یہ صرف اسی کے معاف کرنے سے معاف ہو سکتی ہے جس کی غیبت کی ہے اس کو وارث بھی معاف نہیں کر سکتے۔ جو شخص وفات پا چکا یا کہیں ایسی جگہ ہے جہاں ڈاک نہیں جا سکتی اور خود بھی نہیں پہنچ سکتے یا باوجود انتہائی کوشش کے اس کا پتہ نہیں چل سکتا اور ہم اس کی غیبت کر چکے ہیں یا سن چکے ہیں تو اب اس کی تلافی اس طرح ہو سکتی ہے کہ اس کے لئے بار بار استغفار کیا جائے، یعنی اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے مغفرت کی دعا کی جائے جس سے دل مطمئن ہو جائے کہ اس کی غیبت کی تلافی ہو چکی ہے۔ حدیث بالا میں اس کے لئے یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں۔
اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَہٗ (اے اللہ! ہماری اور اس کی مغفرت فرما)

علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ جس کی غیبت کی ہے اگر اس کو غیبت کی خبر مل چکی ہے تو اس سے معافی مانگنا لازم ہے اور اگر اس کو غیبت کا پتہ نہیں چلا ہے تو اس کے لئے استغفار کریں اور اتنا استغفار کریں کہ غیبت کی تلافی ہو جائے اور دل مطمئن ہو جائے کہ اگر اس کو غیبت اور استغفار دونوں کا پتہ چل جائے تو دل سے راضی ہو جائے گا۔ اس میں مصلحت یہ ہے کہ اگر اس کو غیبت کا پتہ نہیں چلا ہے پھر اس سے جا کر کہیں گے کہ ہم نے تیری غیبت کی ہے تو اس کو تکلیف پہنچے گی، لہٰذا بہتر یہی ہے کہ اس کو غیبت کا علم نہ ہوا ہو تو استغفار کر کے تلافی کر دی جائے۔

خوب سمجھ لیں کہ غیبت کرنے اور غیبت سننے کا سخت وبال ہے۔ اس میں بہت سے ایسے لوگ بھی مبتلا ہیں جو دیندار سمجھے جاتے ہیں۔ بعض لوگوں کی تو روٹی ہضم نہیں ہوتی جب تک کسی کی غیبت نہ کر لیں، ایسے لوگ بہت خسارہ میں ہیں جو غیبت کر کے اپنی نیکیاں دوسروں کے حوالہ کرتے رہتے ہیں۔

میدانِ آخرت میں نیکیوں اور گناہوں سے لین دین ہوگا وہاں درہم و دینار نہ ہوگا۔

اور جن کی غیبت کی ہوگی یا سنی ہوگی یا تہمت باندھی ہوگی نیکیاں لے اڑیں گے۔ اور اگر غیبت کرنے والے کی نیکیوں سے پورا نہ پڑا تو جس کی غیبت کی ہے اس کے گناہ لے کر غیبت کرنے والے کے سر ڈال دیئے جائیں گے، پھر اس کو دوزخ میں داخل کر دیا جائے گا جیسا کہ حقوق العباد کے بیان میں ہم اس مضمون کی احادیث نقل کر آئے ہیں۔

جس کسی کو کسی بھی طرح تکلیف پہنچائی ہو، آبرو ریزی کی ہو یا کوئی حق دبایا ہو تو اس سے معافی مانگیں اور حق ادا کریں اور عمومی طور پر سب کے لئے یہ دعا کیا کریں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اتَّخَذْتُ عِنْدَکَ عَهْدًا لَنْ تُخْلِفَنِيْهِ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ فَاَیُّ الْمُؤْمِنِيْنَ اٰذَيْتُهٗ شَتَمْتُهٗ لَعَنْتُهٗ جَلَّدْتُّهٗ فَاجْعَلْهَا لَهٗ صَلٰوةً وَّ زَکٰوةً تُقَرِّبُهٗ بِهَا اِلَيْکَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ٥ (مسلم فی باب البرج ۲ ص ۳۲۴)

’’اے اللہ! میں آپ سے ایک درخواست کرتا ہوں کہ جو امید ہے آپ ضرور ہی قبول فرمائیں گے وہ یہ کہ میں ایک انسان ہوں پس جس کسی کو میں نے تکلیف دی، برا بھلا کہا، لعنت کی، کوڑا مارا تو میرے اس عمل کو آپ اس کے لئے رحمت اور پاکیزگی اور اپنی نزدیکی کا ذریعہ بنادیں جس کے ذریعہ آپ قیامت کے دن اس کو اپنے قرب سے نوازیں۔‘‘

یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا ہے جسے امام مسلمؒ نے بروایت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کیا ہے، بہت ہی ضرورت اور کام کی چیز ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سید المتقین تھے کسی کو تکلیف دینے کا وہاں تصور بھی نہ تھا، پھر بھی مذکورہ بالا دعا کو اختیار فرمایا۔ ہم لوگوں سے تو طرح طرح کی زیادتی اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر ہوتی رہتی ہے، لہٰذا حقوق کی ادائیگی کا فکر کرتے ہوئے اس دعا کو بھی جاری رکھیں۔ یاد بھی نہیں ہے کہ کس کس پر کیا کیا زیادتی کی ہے اس دعا سے بہت کچھ تلافی ہوگی۔ وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُسْتَعَانُ

مرحوم والدین کے لئے استغفار کرنا

(۳۵) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ لَيَمُوْتُ وَالِدَهُ اَوْ اَحَدُهُمَا وَاِنَّهُ لَعَاقٌ، فَلا يَزَالُ يَدْعُوْ لَهُمَا وَيَسْتَغْفِرُ لَهُمَا حَتّٰى يَكْتُبَه، بَارًّا. (رواه البيهقى فى شعب الايمان كما فى المشكوٰة. ص ۲۰۵)

"حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ ایسا ہوتا ہے کہ کسی بندہ کے ماں باپ وفات پا جاتے ہیں یا دونوں میں سے ایک فوت ہو جاتا ہے، اس حال میں کہ یہ شخص ان کی زندگی میں ان کی نافرمانی کرتا رہا اور ستاتا رہا، اب موت کے بعد ان کے لئے دعا کرتا رہتا ہے اور استغفار کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والوں میں لکھ دیتے ہیں۔
(مشکوٰۃ المصابیح از بیہقی)

(۳۶) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ لَيَرْفَعُ الدَّرَجَةَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِى الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اَنّٰى لِىْ هٰذِهٖ فَيَقُوْلُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ. (رَوَاهُ اَحْمَدُ كَمَا فِى الْمِشْكٰوة ص ۲۰۵)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک اللہ جل شانہ جنت میں نیک بندہ کا درجہ بلند فرما دیتے ہیں، وہ عرض کرتا ہے کہ اے رب! یہ درجہ مجھے کہاں سے ملا؟ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہوتا ہے کہ تیری اولاد نے جو تیرے لئے مغفرت کی دعا کی یہ اس کی وجہ سے ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح از احمد)

امواتِ مسلمین کے لئے استغفار کرنا

(۳۷) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الْمَيِّتُ فِى الْقَبْرِ اِلَّا كَالْغَرِيْقِ الْمُتَغَوِّثِ يَنْتَظِرُ دَعْوَةً تَلْحَقُهٗ مِنْ اَبٍ اَوْ اُمٍّ اَوْ اَخٍ اَوْ صَدِيْقٍ فَاِذَا لَحِقَتْهُ كَانَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَيُدْخِلُ عَلٰى اَهْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَاءِ اَهْلِ الْاَرْضِ اَمْثَالَ

الْجِبَالِ وَاِنَّ هَدِيَّةَ الْاَحْيَاءِ اِلَى الْاَمْوَاتِ الْاِسْتِغْفَارُ لَهُمْ. (رواه البيهقى فى شعب الايمان كما فى المشكوٰة ص ۲۰۶)

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مردہ قبر میں ایسا ہی ہوتا ہے جیسے ڈوبنے والا فریادی ہو مرنے والا دعا کا انتظار کرتا رہتا ہے جو اسے اس کے باپ یا ماں یا بھائی یا کسی دوست کی طرف سے پہنچ جائے۔ پس جب اس کو کوئی دعا پہنچ جاتی ہے تو ساری دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے اس کو اس سب سے زیادہ محبوب ہوتی ہے اور اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ زمین والوں کی دعا کی وجہ سے قبر والوں پر پہاڑوں کے برابر (ثواب وانعام واکرم) داخل فرماتے ہیں اور بلاشبہ زندوں کا ہدیہ اموات کے لئے یہ ہے کہ ان کے لئے مغفرت کی دعا مانگیں۔'' (شعب الایمان بیہقی)

عام مومنین ومومنات کے لئے استغفار کی فضیلت

(۳۸) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ اسْتَغْفَرَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ كَتَبَ اللّٰهُ لَه، بِكُلِّ مُؤْمِنٍ وَّ مُؤْمِنَةٍ حَسَنَةً. (رواه الطبرانى فى اسناده جيد كما فى مجمع الزوائد. ص ۲۱۰ ج ۱)

''حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے میں نے یہ سنا ہے کہ جو شخص مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لئے استغفار کرے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر ہر مومن اور مومنہ (کے استغفار) کے عوض ایک نیکی لکھ دے گا۔'' (طبرانی)

تشریح

اس حدیث میں عام مومنین ومومنات کے لئے استغفار یعنی دعائے مغفرت کرنے کی فضیلت کا ذکر ہے، عام مومنین زندہ ہوں یا مردہ سب کے لئے مغفرت کی دعا کرے، جتنے

مسلمانوں کے لئے دعا کرے گا سب کی تعداد کے بقدر ایک ایک نیکی لکھ دی جائے گی۔ یہ کتنا سستا سودا ہے۔ ذرا سے وقت میں دعائے مغفرت ہوسکتی ہے اور لاکھوں کروڑوں نیکیاں مل سکتی ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ اَلْاَحْیَآءُ مِنھُمْ وَالْاَمْوَاتِ.

استغفار عذاب کے روکنے کا ذریعہ ہے

(۳۹) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَیَّ اَمَانَیْنِ لِاُمَّتِیْ وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَاَنْتَ فِیْھِمْ وَمَا کَانَ اللّٰہُ مُعَذِّبَھُمْ وَھُمْ یَسْتَغْفِرُوْن ۔ فَاِذَا مَضَیْتُ تَرَکْتُ فِیْھِمُ الْاِسْتِغْفَارَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ. (رواہ الترمذی فی تفسیر سورۃ انفال و قال حدیث غریب و اسماعیل بن ابراھیم یضعف فی الحدیث)

''حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ جل شانہ نے مجھ پر میری امت کے لئے دو امانیں نازل فرمائی ہیں جن کا اس آیت میں ذکر ہے، وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَاَنْتَ فِیْھِمْ وَمَا کَانَ اللّٰہُ مُعَذِّبَھُمْ وَ ھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ پس جب میں وفات پا جاؤں گا تو (ایک امان اٹھ جائے گی اور دوسری امان یعنی) استغفار قیامت کے دن تک کے لئے اپنی امت کے اندر چھوڑ جاؤں گا۔'' (ترمذی)

تشریح

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابوجہل نے ایک مرتبہ اللہ پاک سے یہ دعا مانگی کہ اے اللہ! اگر یہ (قرآن) واقعی آپ کی طرف سے ہے تو ہم پر (اس کے نہ ماننے کی وجہ سے) آسمان سے پتھر برسا دے یا ہم پر کوئی دردناک عذاب واقع کر دے، اس پر اللہ جل شانہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَاَنْتَ فِیْھِمْ وَمَا کَانَ اللّٰہُ مُعَذِّبَھُمْ وَ ھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ○ (سورۃ الانفال: ۳۲) یعنی ''اور اللہ تعالیٰ ایسا نہ کرے گا کہ ان کے اندر

آپؐ کے موجود ہوتے ہوئے ان کو عذاب دے اور اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہ دے گا جس حالت میں وہ استغفار کرتے رہتے ہیں۔'' (درمنثور از بخاری۔بیہقی فی الدلائل وغیرہ)

آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تشریف فرما ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ دنیا میں عذاب نہ بھیجے گا اور استغفار کرنے والوں کو بھی عذاب نہ دے گا۔

عذاب دنیاوی سے محفوظ رہنے کے لئے دو چیزیں ارشاد فرمائیں۔ایک غیر اختیاری یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسی دنیا میں تشریف فرما ہونا، یہ امر بندوں کے اختیار میں نہیں جب اللہ تعالیٰ نے چاہا اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلا لیا۔

دوسری اختیاری یعنی استغفار کرتے رہنا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ جل شانہ نے وفات دے کر اٹھا لیا جس کی وجہ سے امان کا ایک ذریعہ جاتا رہا اور دوسرا ذریعہ باقی ہے جو اپنے اختیار میں ہے یعنی استغفار کرتے رہیں اور عذاب سے بچتے رہیں۔

حدیث بالا میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہی ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو امانیں نازل فرمائیں جن میں سے ایک آپ کا وجود گرامی ہے اور دوسرا استغفار ہے۔ آپ کے تشریف لے جانے کے بعد قیامت تک کے لئے امت کے لئے ایک امان یعنی استغفار باقی ہے۔

اہل مکہ مشرک تھے، ابو جہل ان کا سردار تھا اس نے پتھر برسنے یا دردناک عذاب آنے کی دعا مانگی تھی۔اللہ جل شانہ نے یہ گوارا نہ فرمایا کہ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہوتے ہوئے اور استغفار میں مشغول ہوتے ہوئے ان پر عذاب بھیجے۔حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہجرت سے پہلے ان کے اندر موجود تھے، یہ تو ظاہر ہی ہے۔اور استغفار کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ زمانہ شرک میں جو حج کرتے تھے اس میں غُفْرَانَکَ غُفْرَانَکَ کہتے جاتے تھے۔یہ الفاظ طلب مغفرت کے لئے بولے جاتے ہیں، جب مشرکوں کو امان دی گئی کہ جب تک استغفار کرتے رہیں گے عذاب دنیا میں مبتلا نہ ہوں گے تو مومنین بطریق اولیٰ استغفار کی وجہ سے عذاب

دنیا میں سے محفوظ رہیں گے۔

تفسیر درمنثور میں آیت بالا کی تفسیر میں مسند احمد سے بروایت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ اَلْعَبْدُ اٰمِنٌ، مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ مَا اسْتَغْفَرَ اللّٰہ (یعنی بندہ عذابِ الٰہی سے امن میں ہے جب تک کہ استغفار کرتا رہے)

آیت بالا کی تفسیر اور احادیث کی تشریح سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ استغفار میں لگا رہنا عذابِ الٰہی سے حفاظت کا ذریعہ ہے اور عذاب سے محفوظ رہنے کے لئے ایک مضبوط قلعہ ہے۔ استغفار کی وجہ سے دنیا میں عذاب سے محفوظ رہیں گے اور اگر اصول کے مطابق پختہ توبہ ہو تو آخرت کے عذاب سے بچ جائیں گے۔ وَقَانَا اللّٰہُ مِنْ عَذَابٍ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ۔

ہر دشواری سے نکلنے اور ہر فکر کے دور ہونے کے لئے استغفار کرنا

(۴۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللّٰہُ لَہ، مِنْ کُلِّ ضَیْقٍ مَخْرَجًا وَّمِنْ کُلِّ ھَمٍّ فَرَجًا وَّ رَزَقَہٗ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ۔ (رواہ احمد و ابو داؤد و ابن ماجہ کما فی المشکوٰۃ ص ۲۰۴.)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص استغفار میں لگا رہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر دشواری سے نکلنے کے لئے راستہ بنادیں گے اور ہر فکر کو ہٹا کر کشادگی فرمادیں گے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیں گے جہاں سے اس کو وہم وگمان بھی نہ ہوگا۔'' (احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ)

تشریح

اس حدیث پاک میں کثرت استغفار کی برکات بتائی ہیں اور ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص استغفار میں لگا رہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ ہر دشواری سے نکلنے کا راستہ بنادیں گے اور ہر فکر کو ہٹا کر کشادگی فرمادیں گے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیں گے جہاں سے اس کو وہم وگمان بھی نہ ہوگا۔

کتنے بڑے فوائد ہیں جو کثرتِ استغفار پر نصیب ہوتے ہیں، ہر دشواری کا دور ہو جانا، ہر فکر کا کافور ہو جانا اور ایسی جگہ سے رزق ملنا جہاں سے رزق ملنے کا دھیان بھی نہ ہو، اللہ کی کتنی بڑی نعمتیں ہیں۔ لوگ دشواریوں کے ختم ہونے اور تفکرات سے نجات پانے اور رزق حاصل ہونے کے لئے کیا کیا جتن کرتے ہیں لیکن استغفار میں نہیں لگتے جو بہت آسان نسخہ ہے جس کے استعمال میں کامیابی یقینی ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وعدہ ہے کہ استغفار میں لگنے سے بندہ عظیم منافع وفوائد سے مالا مال ہوگا۔

اے مسلمانو! دفع مصائب کے لئے اللہ کی طرف رجوع کرو اور توبہ و استغفار میں مشغول ہو جاؤ پھر دیکھو زندگی کیسی عمدہ اور آرام وسکون سے گذرتی ہے۔

چوتھا باب

اس باب میں توبہ و استغفار کے وہ الفاظ لکھے جاتے ہیں جو قرآن و حدیث میں وارد ہوئے ہیں۔ یوں تو جس زبان میں اور جن الفاظ کے ذریعہ اللہ جل شانہ کے حضور میں توبہ کی جائے اور جن الفاظ میں مغفرت طلب کی جائے وہ سب توبہ واستغفار ہے لیکن قرآن وحدیث میں جو الفاظ وارد ہوئے ہیں ان کے ذریعہ توبہ و استغفار کرنا زیادہ افضل اور اقرب الی القبول ہے۔ اسی لئے ہم نے اس باب میں قرآن و حدیث سے اقتباس کر کے وہ دعائیں جمع کی ہیں جن میں توبہ و استغفار کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔ سب دعاؤں کا احصاء واستقصاء تو نہیں کیا البتہ بقدر ضرورت مذکورہ دعائیں جمع کر دی ہیں۔ یہ باب دو حصوں پر منقسم ہے پہلے حصہ میں قرآن مجید کی دعائیں اور دوسرے حصہ میں حدیث شریف کی دعائیں جمع کی گئی ہیں۔

واللہ الموفق وھو المستعان.

قرآن مجید میں توبہ واستغفار کے الفاظ

(۱) وَ اَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَ تُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○ (البقرہ ۱۲۸)

''اور ہم کو ہمارے حج کے احکام سکھایئے اور ہماری توبہ قبول فرمایئے بیشک آپ ہی ہیں بہت زیادہ توبہ قبول فرمانے والے اور بہت مہربانی فرمانے والے۔''

یہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی دعا ہے جو کعبہ شریف کی تعمیر کے وقت کی تھی۔

(۲) سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ○ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ○ (البقرہ ۲۸۵۔۲۸۶)

''ہم نے سن لیا اور مان لیا ہم آپ کی بخشش طلب کرتے ہیں، اے ہمارے پروردگار! اور آپ ہی کی طرف لوٹنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو مکلف نہیں بناتا مگر اسی کا جو اسکی طاقت ہو، ہر جان کے لئے وہی ہے جو اس نے کمایا اور اس پر وہی پڑتا ہے جو اس نے کیا، اے ہمارے رب! ہماری گرفت نہ فرما اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں، اے ہمارے رب! ہم پر کوئی سخت حکم نہ بھیجئے جیسے ہم سے پہلے لوگوں پر آپ نے احکام بھیجے تھے، اے ہمارے رب! اور ہم پر کوئی ایسا بار نہ ڈالئے جس کی ہم کو طاقت نہ ہو اور ہم سے درگزر فرمایئے اور ہم کو بخش دیجئے اور ہم پر رحم فرمایئے۔ آپ ہمارے کارساز ہیں پس ہماری مدد فرمایئے کافر قوم کے مقابلہ میں۔''

(۳) رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ○ (آل عمران ۱۴۷)

''اے ہمارے رب! ہمارے گناہوں کواور ہمارے کاموں میں حد سے بڑھ جانے کوبخش دیجئے اور ہمارے قدموں کو ثابت قدم رکھئے اور کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد فرمایئے۔''

(۴) رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِیْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَ كَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ o (آل عمران ۱۹۳)

''اے ہمارے رب! بیشک ہم نے سنا ایک پکارنے والے سے جو ایمان کے لئے ندا دے رہا تھا کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ، سو ہم ایمان لے آئے، پس بخش دے تو ہمارے گناہوں کو اور کفارہ فرمادے برائیوں کا اور ہم کو نیک بندوں میں شامل فرما کر موت دینا۔''

(۵) رَبَّنَا اِنَّنَا اٰمَنَّا فَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ o (آل عمران ۱۶)

اے ہمارے رب! بے شک ہم ایمان لائے سو آپ ہمارے گناہ بخش دیجئے اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے محفوظ فرمایئے۔''

(۶) رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ o (الاعراف ۲۳)

''اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، اور اگر آپ ہماری مغفرت نہ فرمائیں گے اور ہم پر رحم نہ فرمائیں گے تو واقعی ہم خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔''

یہ دعا حضرت آدم اور حضرت حوا علیہا السلام نے کی تھی۔ جب ان کو ایک درخت کھا لینے کے نتیجے میں زمین پر بھیج دیا گیا تھا، تو دونوں کو اپنی خطا پر بہت زیادہ ندامت اور پشیمانی تھی، کیونکہ جو درخت کھالیا تھا اس کے کھانے کی اللہ جل شانہ نے ممانعت فرمادی تھی، پھر دونوں برابر معافی مانگتے اور مغفرت طلب کرتے رہے۔ تو اللہ جل شانہ نے مذکورہ بالا کلمات القاء فرمائے پھر انہوں نے ان کلمات کے ذریعہ دعا کی؛ جو اللہ جل شانہ نے توبہ قبول فرمائی۔

(۷) اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ o (الاعراف ۱۵۵)

''تو ہمارا کارساز ہے پس ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور تو سب بخشنے والوں سے بہتر بخشنے والا ہے۔''

(۸) رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ (القصص۱۶)

''اے میرے رب! میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا پس تو مجھے بخش دے۔''

مذکورہ بالا دونوں دعائیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کی تھیں۔

(۹) رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ ٥ (المؤمنون۱۱۸)

''اے میرے رب! مغفرت فرما اور رحم فرما، بیشک آپ رحم کرنے والوں میں سب سے بہتر رحم فرمانے والے ہیں۔''

(۱۰) یَغْفِرُ اللّٰہُ لَکُمْ وَ ھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ٥ (یوسف ۹۲)

''اللہ تمہاری مغفرت فرمائے اور وہ سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔''

یہ دعا حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے لئے کی تھی۔

(۱۱) رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِاَخِیْ وَاَدْخِلْنَا فِیْ رَحْمَتِکَ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ٥ (الاعراف۱۵۱)

''اے میرے رب! بخش دے مجھے اور میرے بھائی کو اور ہم کو اپنی رحمت میں داخل فرما اور تو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔''

(۱۲) رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا تَبَارًا ٥ (نوح۲۸)

''اے میرے رب! مجھے اور میرے والدین کو اور جو شخص میرے گھر میں بحالت ایمان داخل ہوا اس کو اور تمام مومنین و مومنات کو بخش دے اور ظالموں کی بربادی اور بڑھا دیجئے۔''

یہ حضرت نوح علیہ السلام کی دعا ہے جو انہوں نے اپنے لئے اور اپنے والدین اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لئے کی تھی اور ظالموں کی بربادی کا اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تھا۔

(۱۳) رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ٥ (ابراہیم۴۱)

''اے ہمارے رب! مجھے اور میرے والدین کو اور اہل ایمان کو بخش دے جس دن حساب قائم ہوگا۔''

یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے جو انہوں نے اپنے لئے اور اپنے والدین اور اہل ایمان کے لئے کی تھی۔

(۱۴) رَبَّنَا وَسِعۡتَ كُلَّ شَيۡءٍ رَّحۡمَةً وَّعِلۡمًا فَاغۡفِرۡ لِلَّذِيۡنَ تَابُوۡا وَاتَّبَعُوۡا سَبِيۡلَكَ وَقِهِمۡ عَذَابَ الۡجَحِيۡمِ ० (المؤمن ۷)

"اے ہمارے رب! وسیع ہے ہر چیز کو تیرا رحم اور تیرا علم، پس تو بخش دے ان کو جنہوں نے توبہ کی اور تیری راہ پر چلے اور بچا ان کو دوزخ کے عذاب سے۔"

(۱۵) رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا وَلِاِخۡوَانِنَا الَّذِيۡنَ سَبَقُوۡنَا بِالۡاِيۡمَانِ وَلَا تَجۡعَلۡ فِىۡ قُلُوۡبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا رَبَّنَاۤ اِنَّكَ رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ ० (الحشر ۱۰)

"اے ہمارے رب! بخشدے ہم کو اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور نہ کر ہمارے دلوں میں کدورت ان لوگوں کی لئے جو ایمان لائے اے ہمارے رب! بے شک تو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔"

(۱۶) رَبَّنَاۤ اَتۡمِمۡ لَنَا نُوۡرَنَا وَاغۡفِرۡ لَنَا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيۡءٍ قَدِيۡرٌ. (التحریم ۸)

"اے ہمارے رب! کامل کر دے ہمارے لئے ہمارا نور، اور بخش دے ہم کو، بلاشبہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔"

احادیث شریفہ میں توبہ واستغفار کے الفاظ

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سید الاستغفار یوں ہے:۔

(۱) اَللّٰهُمَّ اَنۡتَ رَبِّىۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اَنۡتَ خَلَقۡتَنِىۡ وَاَنَا عَبۡدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهۡدِكَ وَ وَعۡدِكَ مَا اسۡتَطَعۡتُ اَعُوۡذُبِكَ مِنۡ شَرِّ مَا صَنَعۡتُ اَبُوۡءُ لَكَ بِنِعۡمَتِكَ عَلَىَّ وَ اَبُوۡءُ بِذَنۡبِىۡ فَاغۡفِرۡلِىۡ فَاِنَّهٗ لَا يَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ اِلَّا اَنۡتَ ० (مشکوۃ ص ۲۰۴ باب الاستغفار عن البخاری)

''اے اللہ! تو میرا رب ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو نے مجھے پیدا فرمایا ہے اور میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے عہد پر اور تیرے وعدہ پر قائم ہوں جہاں تک مجھ سے ہو سکے گا، میں نے جو گناہ کیے ان کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، میں تیری نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی اقرار کرتا ہوں، لہٰذا مجھے بخش دے کیونکہ تیرے علاوہ کوئی گناہوں کو نہیں بخش سکتا۔''

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو سید الاستغفار فرمایا اور اس کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ جس نے صدق دل سے دن میں اس کو پڑھا اور پھر اسی دن شام ہونے سے پہلے پہلے مر گیا تو اہل جنت سے ہوگا اور جس نے صدقِ دل سے رات کو پڑھا پھر صبح ہونے سے پہلے پہلے مر گیا تو اہل جنت سے ہوگا۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا:۔

(۲) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُکَ لِمَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ و اَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ. (اَخْرَجَهُ الْحَاکِمَ ص ۵۴۴ ج ۱ وَ قَالَ الصَّحِیْحُ عَلٰی شَرْطِ الشَّیْخَیْنِ وِ اَقَرَّہ، الذَّھْبِیُّ ۱۲)

''اے اللہ! میں آپ سے ان گناہوں کی مغفرت چاہتا ہوں جو میں نے پہلے کیے اور جو بعد میں کیے اور ظاہر میں کیے اور پوشیدہ طریقے پر کیے، آپ آگے بڑھانے والے ہیں اور آپ پیچھے ہٹانے والے ہیں اور آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔''

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر مجلس میں سو بار یہ کلمات پڑھتے تھے۔

(۳) رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَ تُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ (سنن ترمذی فِیْ کِتَابِ الْاَذْکَارِ لِلنَّوِی قَالَ التِّرْمِذِیُّ حدیث حسن صحیح و ابی داؤد)

''اے میرے رب! میری مغفرت فرما دے اور میری توبہ قبول فرما، بے شک تو بہت توبہ قبول

فرمانے والا ہیں اور بہت بخشش فرمانے والا ہے۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے یوں کہا:۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ. (سنن الترمذی. ابو داؤد) (میں اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ اور قائم (رکھنے والا) ہے اور میں اس کی جناب میں توبہ کرتا ہوں۔)

"اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ میدانِ جہاد سے بھاگا ہو۔"

مستدرک حاکم میں اس کو تین بار پڑھنے کا ذکر ہے اور اس میں اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ کے بعد لفظ اَلْعَظِیْمَ کا بھی اضافہ ہے۔ باقی الفاظ اسی طرح سے ہیں جیسے اوپر لکھے ہیں۔ (مُسْتَدرِک حَاکِمُ ص ۵۱۱ ج اوْ قَالَ صَحِیْحٌ، عَلٰی شَرْطِ الشَّیْخَیْنِ لٰکِنَّ قَالَ الذَّهَبِیُّ اَبُو سَنَانِ الرَّاوِیَ لَمْ یَخْرِجْ لَه، الْبُخَارِیُّ اهُ وَ مَعَ ذٰلِکَ هُوَ ثِقَتَه، کَمَا فِی التَّقْرِیْبِ ۱۲

نیز سنن ترمذی میں اس کو سوتے وقت تین بار پڑھنے کا بھی ذکر ہے اور اس کی بہت فضیلت وارد ہوئی ہے (کما فی المشکوٰۃ ص ۲۱۱)

شیخ ابن السنی کی عَمَلُ الْیَوْمِ وَاللَّیْلَةَ میں بروایت حضرت براء بن عازب ؓ ہر نماز کے بعد اس کا تین بار پڑھنا نقل کیا ہے۔

(۵) اَللّٰهُمَّ مَغْفِرَتُکَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُکَ اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ. (اَخْرَجَهُ الْحَاکِمُ فِی الْمُسْتَدْرِکِ ص ۵۴۴ ج ۱)

"اے اللہ! آپ کی مغفرت میرے گناہوں سے بہت زیادہ وسیع ہے اور آپ کی رحمت میرے نزدیک میرے عمل سے بڑھ کر امید کرنے کے لائق ہے۔"

(۶) اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ وَ جَهْلِیْ وَاِسْرَافِیْ فِیْ اَمْرِیْ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ. (حِصْنِ حَصِیْنِ از بخَارِیِ وَ مُسْلِمْ وَابْنُ ابِی شَیْبَةَ)

"اے اللہ! میری خطا اور میری نادانی اور میرا اپنے کام میں حد سے بڑھانا اور وہ سب گناہ

بخش دے جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔

(۷) اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ جِدِّیْ وَهَزْلِیْ وَ خَطِیْئَتِیْ وَ عَمَدِیْ و کُلُّ ذٰلِکَ عِنْدِیْ. (حصن حصین از بخاری و مسلم)

''اے اللہ! جو گناہ مجھ سے سچ مچ ارادہ سے صادر ہوئے اور جو ہنسی سے صادر ہوئے اور جو خطائیں صادر ہوئیں اور جو دانستہ طور پر صادر ہوئے، سب کو بخش دے اور یہ سب مجھ ہی سے صادر ہوا۔

(۸) اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ عَنِّیْ خَطَایَایَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرْدِ وَنَقِّ قَلْبِیْ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا نَقَّیْتَ الثَّوْبَ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا بَاعَدتَّ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ. (حصن حصین از بخاری و مسلم)

''اے اللہ! میرے گناہوں کو برف اور اولوں کے پانی سے دھو دے اور میرے دل کو گناہوں سے ایسا صاف کر دے جیسے تو سفید کپڑے کو میل سے صاف فرماتا ہے اور میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اتنا فاصلہ کر دے جتنا فاصلہ تو نے مشرق و مغرب کے درمیان رکھا ہے۔''

(۹) اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَاهْدِنِیْ. (حصن حصین از مسلم)

''اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما مجھے عافیت دے اور مجھے رزق عطا فرما اور مجھے ہدایت پر قائم رکھ۔

(۱۰) رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِیْ وَاغْسِلْ حَوْبَتِیْ وَاَجِبْ دَعْوَتِیْ. (حصن حصین از سنن اربعہ)

''اے میرے رب! میری توبہ قبول فرما اور میرے گناہوں کو دھو دے اور میری دعا قبول فرما۔''

(۱۱) اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا وَارْضَ عَنَّا وَ تَقَبَّلْ مِنَّا وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَ نَجِّنَا مِنَ النَّارِ وَاَصْلِحْ لَنَا شَأْنَنَا کُلَّه. (حصن حصین از ابن ماجہ و ابوداؤد)

''اے اللہ! ہماری مغفرت فرما اور ہم پر رحم فرما اور ہم سے راضی ہو جا اور ہماری عبادات قبول

فرما اور ہم کو جنت میں داخل فرما اور ہم کو دوزخ سے نجات دے اور ہمارا سب حال درست فرمادے۔"

(۱۲) اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَ مَا اَسْرَرْتُ وَ مَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ. (حصن حصین از مستدرک حاکم و مستدرک احمد)

اے اللہ! میرے سب گناہ بخش دے جو میں نے پہلے کئے اور جو بعد میں کئے اور جو میں نے پوشیدہ طور پر کئے اور اعلانیہ طور پر کئے اور جن کو آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں، آپ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔"

(۱۳) اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاَدْخِلْنِیَ الْجَنَّةَ. (حصن حصین از طبرانی)

"اے اللہ! میری مغفرت فرمادے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے جنت میں داخل فرما۔"

(۱۴) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُکَ لِذَنْبِیْ وَاَسْتَهْدِیْکَ لِمَرَاشِدِ اَمْرِیْ وَ اَتُوْبُ اِلَیْکَ فَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ رَبِّیْ. ( )

"اے اللہ! میں آپ سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرتا ہوں اور اپنے خیر کے کاموں میں آپ کی رہنمائی طلب کرتا ہوں اور آپ کے حضور توبہ کرتا ہوں، لہٰذا میری توبہ قبول فرمایئے بلاشبہ آپ میرے رب ہیں۔"

(۱۵) رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاهْدِنِیْ السَّبِیْلَ الْاَقْوَمَ. (حصن حصین از مسند احمد و ابو یعلیٰ)

"اے پروردگار! بخش دے اور رحم فرما اور مجھے سیدھی راہ پر چلا۔"

(۱۶) اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَاَذْهِبْ غَیْظَ قَلْبِیْ وَاَجِرْنِیْ مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ مَا اَحْیَیْتَنَا. (حصن حصین از مسند احمد ۱۲)

"اے اللہ! نبی کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رب! مجھے بخش دے اور میرے دل سے غصہ نکال دے اور جب تک تو مجھے زندہ رکھے گمراہ کرنے والے فتنوں سے محفوظ فرما۔"

(۱۷) اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَ وَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَ بَارِکْ فِیْ رِزْقِیْ. (اَخْرَجَهٗ بِهٰذَا اللَّفْظِ ابْنُ السنی فِی "عَمَلِ الْیَوْمِ وَاللَّیْلَةِ")

"اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میرے (قبر کے) گھر کو وسیع بنا اور میرے رزق میں برکت دے۔"

خاتمۃ الکتاب

اب ہم اس کتاب کو ختم کرتے ہیں۔ قارئین سے درخواست ہے کہ اس کتاب کو بار بار پڑھیں، خود پڑھیں اور دوسروں کو پڑھوائیں اور محض پڑھ کر الماری کے سپرد نہ کر دیں، بلکہ عمل کرنے کی کوشش کریں اور اپنی آخرت سدھارنے کی فکر کریں۔ آج کل غفلت کا دور ہے، امورِ آخرت میں کسل مندی اور سستی ہے، کتاب پڑھ بھی لیتے ہیں اور مصنف کو داد بھی دیدیتے ہیں کہ خوب لکھا اور اچھا لکھا لیکن عمل کے لئے اپنے نفس کو آمادہ نہیں کرتے۔

سب کو معلوم ہے کہ مرنا ہے اور مرنے کے بعد جی اٹھنا ہے۔ میدانِ حشر میں حساب کتاب ہے، سوال و جواب ہے، نیکیوں کا بدلہ جنت ملے گی اور گناہ عذابِ دوزخ کا ذریعہ بنیں گے۔ یہ سب جانتے اور مانتے ہوئے گناہوں سے باز نہیں آتے، توبہ کرنے کی طرف توجہ نہیں ہوتی۔ کچھ لوگ زبان سے توبہ توبہ کرلیتے ہیں لیکن دل کی گہرائی سے یہ فیصلہ نہیں کرتے کہ ہم آئندہ گناہ نہیں کریں گے اور اگر پختگی کے ساتھ آئندہ گناہ نہ کرنے کا فیصلہ کر بھی لیا تو توبہ کی شرائط میں جو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تلافی کرنا ہے اس سے غفلت برتتے ہیں، توبہ کرلی جو نمازیں قضا ہیں اور جو روزے چھوڑے ہیں اور زکوٰۃ نہیں دی ہے اور جو فرائض و واجبات ترک کئے ہیں جن کی تلافی ممکن ہے ان کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتے۔ حقوق العباد جو اپنے ذمہ واجب ہیں ان کی طرف دھیان نہیں دیتے، لوگوں کے قرضے ادا کریں اگرچہ قرض خواہ بھول چکے ہوں۔ جو رشوتیں لی ہوں واپس کریں، جو غیبتیں کی ہوں یا سنی ہوں ان کی تلافی کریں یعنی لوگوں سے معافی مانگیں۔ غیبت کر کے جن کا گوشت کھایا ہے معافی مانگنا ممکن نہ ہو مثلاً یہ کہ وہ لوگ فوت ہو چکے ہوں یا ان کا پتہ معلوم نہیں ہے تو ان کے لئے اس قدر مغفرت کی دعا کریں جس سے دل مطمئن ہو جائے کہ اگر ان کو ہمارے غیبت کرنے یا سننے کا پتہ چل جاتا تو اس کے عوض اس دعائے مغفرت سے خوش ہو جاتا۔

بعض اکابر نے فرمایا ہے کہ جس کی غیبت کی ہو یا سنی ہو اگر اس کو غیبت کا پتہ نہ چلا ہو

تب بھی اس کے لئے بہت زیادہ دعائے مغفرت کرے، کیونکہ یہ جا کر کہنا کہ میں نے تمہاری غیبت کی ہے تو اس سے اس کو تکلیف ہوگی جو بے خبری کی صورت میں اب تک نہ ہوئی تھی۔

جس کسی کو ظلماً مارا پیٹا ہو یا کسی کو گالی دی ہو، زمین وجائیداد دبالی ہو، کسی بھی طرح سے حق تلفی کی ہو اس سب کی تلافی کرنا فرض ہے۔ ایسی توبہ جس سے گناہ نہ چھوٹے اور حقوق اللہ و حقوق العباد کی تلافی نہ ہو تو وہ توبہ نہیں دھوکہ ہے۔

ہم نے اس رسالہ میں حقوق العباد کی نشان دہی کر دی ہے کہ جو تیسرے باب میں ہے اس کو بار بار پڑھیں اور غور کریں اور ہر شخص غور کرے کہ میرے ذمہ کس کس کے کیا حقوق نکلتے ہیں؟ اگر یہاں ادائیگی نہیں کی تو آخرت میں ادا کرنا ہوگا اور یہاں معافی مانگ کر یا روپیہ پیسہ دے کر تلافی ہوسکتی ہے، لیکن آخرت میں اصحاب حقوق کو نیکیاں دینا ہوں گی اور ان کے گناہ اپنے سر لینے ہوں گے جس کا انجام برا ہوگا۔

جب تک جان میں جان ہے اس دنیا میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تلافی ممکن ہے۔ آنکھیں بند ہوتے ہی دوسرا جہان نظر آئے گا اور تلافی کا امکان ختم ہو جائے گا۔ موت کا پتہ نہیں کب آ جائے، اس لئے ضروری ہے کہ جلد از جلد سچی توبہ کی جائے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تلافی کی جائے۔ حدیث شریف میں ارشاد ہے،

اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ وَ عَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنِ اتَّبَعَ نَفْسَهٗ هَوَاهَا وَ تَمَنّٰى عَلَى اللّٰهِ

یعنی ہوشیار وہ ہے جو اپنے نفس کو قابو میں کرے اور موت کے بعد کے لئے عمل کرے اور بے وقوف وہ ہے جو نفس کو اس کی خواہشات کے پیچھے لگائے رہے اور اللہ تعالیٰ سے آرزوئیں رکھے۔

بدعملی کے ساتھ مغفرت کی آرزوئیں رکھنا بے وقوفی ہے جیسا کہ حدیث شریف سے معلوم ہوا۔ بہت سے لوگ گناہوں میں اتنے آگے بڑھ چکے ہیں کہ ان کے نزدیک گناہوں کی کوئی

حیثیت ہی نہیں، فسق و فجور ہی کو زندگی کا مقصد بنائے ہوئے ہیں، نہ توبہ کرتے ہیں، نہ توبہ کی ضرورت سمجھتے ہیں۔ اور کچھ لوگ ایسے ہیں کہ جن کو توبہ کا کبھی کبھی خیال تو آتا ہے لیکن نفس اور شیطان یہ سمجھاتے ہیں کہ ابھی گناہ کرتے رہو بہت زندگی پڑی ہے اخیر عمر میں توبہ کرلیں گے حالانکہ موت کا وقت معلوم نہیں، ہر منٹ اور سیکنڈ میں یہ احتمال ہے کہ شاید یہی عمر کا آخری لمحہ ہو۔

آج کل ایسے حوادث اکثر ہوتے رہتے ہیں کہ اچانک موت آجاتی ہے۔ آئندہ توبہ کرنے کی امید پر گناہ کرتے رہنا اور توبہ کا موقعہ ہوتے ہوئے توبہ نہ کرنا بہت بڑی نادانی اور بے وقوفی ہے۔

کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جنہیں یہ احساس ہے کہ گناہ بری بات ہے اور یہ پکڑ کا ذریعہ ہے لیکن اس کا نفس اندر سے یہ سمجھاتا ہے کہ اللہ بڑا رحیم و کریم ہے وہ بخش دے گا۔ لیکن یہ نہیں خیال کرتے کہ اللہ شدید العقاب بھی ہے جبار و قہار بھی ہے، ضروری نہیں کہ بخش ہی دے، سمجھ دار آدمی اس طرح سوچتا ہے کہ نہ بخشا تو کیا ہوگا؟ جب بدعملی کرتا رہے، فرائض و واجبات ضائع کرے، گناہوں سے نہ باز آئے اور مغفرت کی امید باندھے رہے اس کو حدیث میں بے وقوف بتلایا گیا ہے۔

دنیا کے حالات اور معاملات بدلتے دیکھتے ہیں، ذرا ذرا سے احتمال پر غور وفکر کرتے ہیں، سفر میں جاتے ہیں تو ضرورت سے زیادہ رقم لے کر جاتے ہیں کہ ممکن ہے کہ زیادہ ضرورت پڑ جائے یا کوئی حادثہ پیش آجائے، کوئی شخص مریض ہو جائے تو متعدد حکیموں ڈاکٹروں کو دکھاتے ہیں ہر دو، چار دن میں علاج بدلتے ہیں کہ شاید اس کی سمجھ میں مرض آجائے اور شاید فلاں دوا سے فائدہ ہو جائے، لیکن آخرت کے معاملات میں محض آرزو سے کام چلاتے ہیں یہ نفس اور شیطان کا دھوکہ ہے۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے:۔

مَنْ خَافَ اَدْلَجَ وَ مَنْ اَدْلَجَ بَلَغَ الْمَنْزِلَ اِلَّا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰہِ غَالِیًا اِلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰہِ

هِيَ الْجَنَّةُ.

یعنی جس شخص کوڈر رہوتا ہے کہ شاید منزل تک نہ پہنچ سکیں وہ اندھیری رات میں اٹھ کر چل دیتا ہے اور جو اندھیری رات میں سفر میں جاتا ہے منزل کو پالیتا ہے۔ پھر فرمایا: ۔"خبردار اللہ کا سودا مہنگا ہے! خبردار! اس اس کا سودا جنت ہے۔"

جس کو جنت لینا ہے وہ غفلت میں پڑا رہے، گناہوں میں مبتلا رہے اور فرائض و واجبات کو ضائع کرتا رہے اور توبہ کو کل پر ٹالتا رہے، تو اس سے بڑھ کر کوئی احمق اور بے وقوف نہیں۔

مومن بندے کا کام یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ عبادت کرے اور عبادات وطاعات میں مشغول ہوتے ہوئے استغفار کرتا رہے، کیونکہ استغفار سے عبادات کی کمی اور کوتاہی کی تلافی ہوتی ہے اور گناہ سے دور بھاگے، اگر کبھی کوئی گناہ ہو جائے فوراً توبہ کرلے۔ آخرت کی فکر لازم ہے اس سے غافل ہونا وہاں کی تباہی اور بربادی کا پیش خیمہ ہے۔ گناہوں میں ذرا سا مزہ ہے اور آخرت میں اس کی سزا بہت زیادہ ہے۔ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ! اِنَّ فِي ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَ هُوَ شَهِيْدٌ.

وَهٰذَا اٰخِرُ الْكَلَامِ وَ هُوَ مِسْكُ الْخِتَامِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى التَّمَامِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَام عَلٰى سَيِّدِ الْاَنَامِ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَ صَحَابَتِهِ الْبَدْرَةِ الْكَلَامِ وَ عَلٰى مَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامِ ط

ضمیمہ

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کا ایک وعظ "ملت ابراہیم" کے نام سے چھپا ہوا ہے، اس میں کم ہمتوں کے لئے ایک طریقہ علاج تجویز فرمایا ہے وہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ اگر اس پر عمل کریں تو انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد زندگی میں انقلاب آ جائے گا اور گناہ چھوٹنے لگیں گے اور سچی توبہ کی توفیق نصیب ہوگی۔

دو رکعت نفل نماز توبہ کی نیت سے پڑھ کر یہ دعا مانگو!

اے اللہ! میں آپ کا سخت نافرمان بندہ ہوں، میں فرماں برداری کا ارادہ کرتا ہوں، مگر میرے ارادے سے کچھ نہیں ہوتا اور آپ کے ارادے سے سب کچھ ہوسکتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میری اصلاح ہو مگر ہمت نہیں ہوتی آپ ہی کے اختیار میں ہے میری اصلاح۔

اے اللہ! میں سخت نالائق ہوں، سخت گناہ گار ہوں، میں تو عاجز ہو رہا ہوں آپ ہی میری مدد فرمائیے، میرا قلب ضعیف ہے، گناہوں سے بچنے کی قوت نہیں، آپ ہی قوت دیجئے، میرے پاس کوئی سامانِ نجات نہیں، آپ ہی غیب سے میری نجات کا سامان پیدا کر دیجئے۔

اے اللہ! جو گناہ میں نے اب تک کئے ہیں انہیں آپ اپنی رحمت سے معاف فرمائیے۔ گو میں یہ نہیں کہتا کہ آئندہ ان گناہوں کو نہ کروں گا۔ میں جانتا ہوں کہ آئندہ پھر کروں گا لیکن پھر معاف کرا لوں گا۔

اسی طرح روزانہ اپنے گناہوں کی معافی اور عجز کا اور اپنی اصلاح کی دعا اور اپنی نالائقی کو خوب اپنی زبان سے کہہ لیا کرو، صرف دس منٹ روزانہ یہ کام کر لیا کرو، آپ دیکھیں گے کہ کچھ دن بعد ان شاء اللہ تعالیٰ غیب سے ایسا سامان ہوگا کہ ہمت بھی قوی ہو جائے گی، شان میں بھی بٹہ نہ لگے گا، دشواریاں بھی پیش نہ آئیں گی، غرض غیب سے ایسا سامان ہو جائے گا کہ آپ کے ذہن میں بھی نہیں ہے۔ (ملت ابراہیم)

تَحذِیرُ العَشَائِرِ

عَنْ

اِرْتِکَابِ الْکَبَائِرِ وَالصَّغَائِرِ

یعنی

گناہوں کی فہرست

...... تالیف ......

الحاج مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری مہاجر مدنی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوبِ شَدِیْدِ الْعِقَابِ ذِی الطَّوْلِ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اِلَیْہِ الْمَصِیْرِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ الْبَشَرِ النَّذِیْرِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحْبِہِ الَّذِیْنَ اھْتَدَوْا بِھَدْیِہٖ فنالُوا الْاَجْرَ الْکَبِیْرِ، وَ مَنْ تَبِعَھُمْ بِاِحْسَانِ اِلٰی یَوْمٍ یُحَاسِبُ فِیْہِ الْقِطْمِیْرِ وَالنَّقِیْر. اما بعد!

جب احقر نے رسالہ ''فضائل توبہ واستغفار'' لکھنا شروع کیا تو اثنائے تحریر میں بار بار خیال آتا رہا کہ گناہوں کی فہرست بھی لوگوں کے سامنے آنی چاہئیے کیونکہ بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو رواج کی وجہ سے بہت سے کام کر گذرتے ہیں مگر ان کا ذہن اس طرح منتقل نہیں ہوتا کہ ہمارا یہ فعل کہیں گناہ تو نہیں ہے اور بہت سے لوگ اپنے اعمال کو گناہ تو سمجھتے ہیں مگر چونکہ یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کس درجہ کا گناہ ہے اس لئے کبیرہ گناہوں کو معمولی سمجھ کر کرتے رہتے ہیں۔

احقر نے ''فضائل توبہ واستغفار'' کے اختتام سے پہلے ہی یہ رسالہ لکھنا شروع کر دیا تھا جو الحمدللہ آج مکمل ہوگیا۔ یہ رسالہ گویا ''فضائل توبہ واستغفار'' کا تکملہ ہے۔ دونوں رسالے مطالعہ میں رکھے جائیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ ناظرین کو بہت فائدہ ہوگا۔

اس رسالہ کی تالیف کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو پتہ چل جائے کہ عمومی زندگی میں آج کل جن اعمال نے جگہ پکڑ رکھی ہے ان میں کون کون سے اعمال گناہ ہیں اور ان گناہوں پر کیا کیا وعیدیں ہیں اور ان کے ارتکاب سے دنیا وآخرت کا کیا نقصان ہے۔

رسالہ ہذا میں احقر نے وہ احادیث جمع کی ہیں جن میں کسی عنوان سے گناہوں کا ذکر ہے۔ روایات عموماً مشکوٰۃ المصابیح سے لی گئی ہیں۔ صرف چند احادیث ایسی ہیں جو حافظ منذری کی کتاب الترغیب والترہیب سے مستدرک حاکم سے ماخوذ ہیں۔ ہر حدیث کا حوالہ دے دیا گیا ہے۔ کوشش یہ کی ہے کہ احادیث کا سلیس ترجمہ بامحاورہ اردو زبان میں امت محمدیہ (عَلٰی صَاحِبِھَا الصَّلٰوۃ وَالتَّحِیَّۃُ) کے سامنے آجائے۔ عموماً عبارتِ حدیث اور ترجمہ پر اکتفا کیا ہے۔ ضرورت

سمجھ کر کہیں کہیں تشریح کے طور پر بھی کچھ لکھ دیا ہے۔

گناہ کبیرہ کیا کیا ہیں اور صغیرہ گناہ کون سے ہیں اس میں مفسرین اور محدثین نے بہت کچھ لکھا ہے چونکہ یہ علمی باتیں ہیں اس لئے احقر اس تفصیل میں نہیں گیا بلکہ ممنوعات اور منہیات جمع کر دی ہیں جسے عمل کرنا ہے اسے اس بحث میں پڑنے کی ضرورت بھی نہیں ہے کہ صغیرہ کیا ہے اور کبیرہ کیا ہے۔ مومن کا کام یہ ہے کہ ہر گناہ چھوڑے تا کہ عذاب سے بچے اور آخرت درست ہو۔

گناہ، گناہ ہی ہے اگر چہ صغیرہ ہو۔ زہر، زہر ہی ہے اگر چہ تھوڑا سا ہو۔ علماء نے بتایا ہے کہ صغیرہ گناہ کو کرتے رہیں تو وہ بھی کبیرہ بن جاتا ہے اور جو لوگ کسی صغیرہ گناہ میں مبتلا ہیں عام طور سے اس کو کرتے ہی رہتے ہیں' لہٰذا جس کو صغیرہ سمجھتے ہیں وہ کبیرہ گناہوں تک پہنچا دیتے ہیں اس لئے صغیرہ و کبیرہ ہر گناہ سے پرہیز کریں اور جو کوئی گناہ ہو جائے خواہ صغیرہ ہی ہو فوراً توبہ کریں۔

اس رسالہ میں جن گناہوں کی فہرست دی ہے عموماً گناہِ کبیرہ ہی ہیں، چند ایک ہی ایسے ہیں جن کو صغیرہ کہا جا سکتا ہے۔ قارئین اس رسالہ کو خود پڑھیں اور دوسروں کو سنائیں اور اپنی زندگیوں کا جائزہ لیتے رہیں، جس گناہ میں مبتلا ہوں اسے ترک کریں، نفس و شیطان کی نافرمانی کریں اور نفس کو سمجھائیں کہ دیکھ گناہ کا برا انجام ہے۔ برزخ اور میدانِ حشر اور دوزخ کے عذاب کی ہے تو گناہ کرتا رہا، اگر برداشت نہیں ہے تو گناہ چھوڑ دے اور توبہ کر لے اسی میں خیر ہے۔ اگر اس کتاب کا مطالعہ اور نفس کا مراقبہ اور محاسبہ کرتے رہیں گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ ایک دن توبہ کی توفیق ہو جائے گی اور گناہ چھوٹ جائیں گے۔ جو حضرات اس رسالہ سے مستفید ہوں احقر کو اور احقر کے والدین اور مشائخ اور اساتذہ کو خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ وَبِاللّٰہِ التَّوفِیقِ

العبد المحتاج الیٰ رحمتہ بہ

محمد عاشق الٰہی بلند شہری عفا اللہ عنہ وعافاہ

المدینۃ المنورہ ۱۷/۸/۱۴۰۳ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سات ہلاک کرنے والے گناہ

(۱) شرک، (۲) جادو، (۳) قتل نفس، (۴) سود خوری، (۵) یتیم کا مال کھانا، (۶) میدانِ جہاد سے پیٹھ پھیرنا، (۷) پاک دامن عورتوں کو تہمت لگانا۔

(۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمْ **اِجْتَنِبُوْا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ! قَالُوا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: اَلشِّرْکُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ وَ قَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَکْلُ الرِّبٰوا وَاَکْلُ مَالَ الْیَتِیْمِ وَالتَّوَلِّیْ یَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصِنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ** . (متفق علیه)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سات ہلاک کرنے والے گناہوں سے بچو۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! وہ سات گناہ کون سے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا (کہ وہ یہ ہیں)

(۱) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا (۲) جادو کرنا (۳) کسی جان کو قتل کرنا جس کا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہو، ہاں اگر حق کے ساتھ قتل ہو (مثلاً یہ کہ اس نے کسی کو قتل کر دیا ہو تو قصاص میں حکم شرعی کے مطابق قتل کر دیا جائے گا) (۴) سود کھانا (۵) یتیم کا مال کھانا (۶) میدانِ جہاد سے پیٹھ پھیر کر چل دینا (۷) پاکدامن با ایمان عورتوں کو تہمت لگانا جن کو برائی کا دھیان تک نہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۷ا۔ از بخاری و مسلم)

زنا، چوری، شراب خوری، لوٹ مار، مالِ غنیمت میں خیانت

(۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ **لَایَزْنِیْ الزَّانِیْ حِیْنَ یَزْنِیْ وَ هُوَ مُؤمِنٌ وَلَا یَسْرِقُ السَّارِقُ حِیْنَ یَسْرِقُ وَهُوَ مُؤمِنٌ وَلَا یَشْرِبُ الْخَمْرَ حِیْنَ یَشْرِبُهَا وَ هُوَ مُؤمِنٌ وَلَا یَنْتَهِبُ**

نَهْبَةً يَرْفَعُ النَّاسُ اِلَيْهَا اَبْصَارَهُمْ حِيْنَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَا يَغُلُّ اَحَدُكُمْ حِيْنَ يَغُلُّ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاِيَّاكُمْ اِيَّاكُمْ. (متفق عليه.)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زانی زنا کرتے وقت مومن نہیں ہوتا اور چور چوری کرتے وقت مومن نہیں ہوتا اور جو شخص شراب پی رہا ہو وہ شراب پیتے وقت مومن نہیں ہوتا۔ جو شخص مال لوٹ رہا ہو جس کی طرف لوگ (حیرانی سے) آنکھیں اٹھائے ہوئے ہوں، وہ لوٹتے وقت مومن نہیں ہوتا اور جو شخص مالِ غنیمت میں خیانت کر رہا ہو وہ خیانت کرتے وقت مومن نہیں ہوتا، لہٰذا تم ان گناہوں سے بچو، ان گناہوں سے بچو۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۱۷۔ از بخاری و مسلم)

منافقت کی چار خصلتیں

(۳) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعٌ، مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَّمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ. (متفق علیہ)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس میں چار خصلتیں ہوں گی وہ خالص منافق ہوگا اور جس میں ان میں سے ایک خصلت ہوگی تو اس میں منافقت کی ایک خصلت ہوگی جب تک کہ اسے چھوڑ نہ دے، وہ چار خصلتیں یہ ہیں،

۱۔ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔

۲۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔

۳۔ جب عہد کرے تو دھوکہ دے۔

۴۔ جب جھگڑا کرے تو گالیاں بکے۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۱۷۔ از بخاری و مسلم)

نماز کی پابندی نہ کرنا

(۴) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍ وبْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَاعَنِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اَنَّہٗ ذَکَرَ الصَّلٰوۃَ یَوْمًا فَقَالَ مَنْ حَافَظَ عَلَیْھَا کَانَتْ لَہٗ نُوْرًا وَّ بَرْھَانًا وَّ نَجَاۃً یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَمَنْ لَّمْ یُحَافِظْ عَلَیْھَا لَمْ تَکُنْ لَہٗ نُوْرًا وَّلَا بُرْھَانًا وَّ لَا نَجَاۃً وَ کَانَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مَعَ قَارُوْنَ وَ فِرْعَوْنَ وَ ھَامَانَ وَاُبِیِّ بْنِ خَلْفٍ. (رواہ احمد و الدارمی و البیھقی فی شعب الایمان)

''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ (ایک مرتبہ) حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جس نے نماز کی پابندی کی اس کے لئے قیامت کے دن نماز نور ہوگی (اس کے ایمان کی) دلیل (اس کی) نجات (کا سامان) ہوگی اور جس نے نماز کی پابندی نہ کی اس کے لیے نماز نور نہ ہوگی نہ (اس کے ایمان کی) دلیل ہوگی، نہ (اس کی) نجات (کا سامان) ہوگی اور یہ شخص قیامت کے دن قارون، فرعون (اس کے وزیر) ہامان اور (مشہور مشرک) ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

قصداً نماز چھوڑنا، شراب پینا

(۵) عَنْ اَبِیْ الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ اَوْ صَانِیْ خَلِیْلِیْ اَنْ لَّا تُشْرِکْ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّ اِنْ قُطِعتَ وَحُرِّقْتَ ولا تَتْرُکْ صَلٰوۃً مَّکْتُوْبَۃً مُّتَعَمِّدًا فَمَنْ یَّتْرُکُھَا مُتَعَمِّدًا فَقَد بَرِئَتْ مِنْہُ الذِّمَّۃُ وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ فَاِنَّھَا مِفْتَاحُ کُلِّ شَرٍّ. (رواہ ابن ماجہ)

''حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرنا اگرچہ تیرے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے جائیں اور تجھے جلا دیا جائے اور فرض نماز قصداً مت چھوڑ، کیونکہ جس نے قصداً فرض نماز چھوڑ دی اس سے (اللہ کا) ذمہ بری ہوگیا اور شراب مت پی، کیونکہ وہ ہر برائی کی چابی ہے۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۵۹۔ از ابن ماجہ)

منافق کی نماز

(٦) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تِلْکَ صَلٰوۃُ الْمُنَافِقِ یَجْلِسُ یَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتّٰی اِذَا صَفَرَّتْ وَکَانَتْ بَیْنَ قَرْنَیِ الشَّیْطَانِ قَامَ فَنَقَرَ اَرْبَعًا لَّا یَذْکُرُ اللّٰہَ فِیْھَا اِلَّا قَلِیْلاً (رواہ مسلم)

''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ یہ منافق کی نماز ہے (جو) بیٹھا ہوا سورج کا انتظار کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب اس میں زردی آ جاتی ہے اور وہ شیطان کے دوسینگوں کے درمیان ہوتا ہے تو (سجدہ کا نام کرنے کے لئے) چار ٹھونگیں مار لیتا ہے اور ان ٹھونگوں میں اللہ تعالیٰ کو ذرا سا یاد کر لیتا ہے۔
(مشکوٰۃ المصابیح ص ١٦٠۔ از مسلم)

ف: شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ سورج چھپنے سے پہلے شیطان اس کے سامنے کھڑے ہو کر سینگوں کو ہلاتا ہے جس سے جگمگاہٹ محسوس ہوتی ہے اور سورج کے پجاری اس کی عبادت کرتے ہیں۔

نماز کی چوری

(٧) عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَسْوَءُ النَّاسِ سَرَقَۃَ الَّذِیْ یَسْرِقُ مِنْ صَلٰوتِہٖ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَکَیْفَ یَسْرِقُ مِنْ صَلٰوتِہٖ؟ قَالَ لَا یَتِمُّ رُکُوْعَھَا وَلَا سُجُوْدَھَا. (رواہ احمد)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ چوری کرنے کے اعتبار سے لوگوں میں سب سے برا شخص وہ ہے جو اپنی نماز سے چوری کرتا ہے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! نماز سے کیسے چوری کرتا ہے؟ فرمایا کہ نماز کا رکوع اور سجدہ پورا ادا نہیں کرتا۔ (یہ نماز کی چوری ہے)۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ٨٣ از احمد)

جماعت ترک کرنا

(٨) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِحَطَبٍ فَیُحْطَبُ ثُمَّ اٰمُرَ بِالصَّلٰوةِ فَیُؤَذَّنُ لَهَا ثُمَّ اٰمُرُ رَجُلاً فَیَؤُمُّ النَّاسَ ثُمَّ اُخَالِفَ اِلٰی رِجَالٍ وَّ فِی رِوَایَةٍ لَا یَشْهَدُوْنَ الصَّلٰوةَ فَاُحَرِّقَ عَلَیْهِمْ بُیُوْتَهُمْ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَوْ یَعْلَمُ اَحَدُهُمْ اَنَّهٗ یَجِدُ عَرَقًا سَمِیْنًا اَوْ مِرْمَاتَیْنِ حَسَنَتَیْنِ یَشْهَدُ الْعِشَاءَ (رواہ البخاری و لمسلم نحوہ)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے البتہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں، پس لکڑیاں جمع کر دی جائیں، پھر میں نماز کا حکم دوں جس کے بعد نماز کے لئے اذان دے دی جائے، پھر میں کسی کو حکم دوں جو لوگوں کا امام بن جائے، پھر ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے اس حال میں کہ وہ گھروں کے اندر ہوں ان کے گھروں کو جلا دوں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے (جو لوگ با جماعت نماز پڑھنے کے لئے نہیں آتے) ان میں سے اگر کسی کو پتہ چل جائے کہ اسے گوشت کی ایک چکنی ہڈی مل جائے گی یا بکری کے دو اچھے کُھر مل جائیں گے تو ضرور عشاء (کی نماز) میں حاضر ہو جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۹۵۔ از بخاری و مسلم)

ف: جو لوگ مسجد میں با جماعت نماز پڑھنے کے لئے نہیں آتے ان کے بارے میں یہ حدیث وارد ہوئی ہے اور ایسے لوگوں کی صفت حبِ دنیا اور خست طبع ظاہر کی گئی ہے کہ ذری چکنی ہڈی یا بکری کے دو کُھر وں کے لئے آ سکتے ہیں مگر مسجد میں نہیں آتے۔

نماز جمعہ چھوڑنا

(۹) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِقَوْمٍ یَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ رَجُلاً یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ ثُمَّ اُحَرِّقُ عَلٰی رِجَالٍ یَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُیُوْتَهُمْ. (رواہ مسلم)

”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے ان لوگوں کے بارے میں ارشاد فرمایا جو جمعہ کی نماز سے رہ جاتے ہیں کہ البتہ تحقیق میں نے ارادہ کیا کہ کسی کو حکم دوں جو لوگوں کو نماز پڑھائے، پھر ان لوگوں کے گھر جلادوں جو جمعہ (کی نماز) سے رہ جاتے ہیں (یعنی جمعہ میں نہیں آتے) اور اس حال میں جلاؤں جبکہ یہ لوگ گھروں میں موجود ہوں۔" (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۲۱ از مسلم)

(۱۰) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَاقَالَ سَمِعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ عَلٰی اَعْوَادِ مِنْبَرِہٖ لَیَنْتَهِیَنَّ اَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ اَوْ لَیَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ ثُمَّ لَیَكُوْنُنَّ مِنَ الْغَافِلِیْنَ. (رواہ مسلم.)

"حضرت ابن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ ہم نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو منبر پر ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جمعہ کے چھوڑنے سے لوگ باز آجائیں ورنہ ان کے دلوں پر اللہ تعالیٰ مہر لگا دے گا، پھر ضرور بالضرور غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۲۱۔ از مسلم)

دکھاوے کے لئے عبادت کرنا

(۱۱) عَنْ شَدَّادِ ابْنِ اَوْسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رُسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمْ یَقُوْلُ مَنْ صَلّٰی یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَکَ وَمَنْ صَامَ یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَکَ وَمَنْ تَصَدَّقَ یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَکَ. (رواہ احمد)

"حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے دکھاوے کے طور پر نماز پڑھی اس نے شرک کیا اور جس نے دکھاوے کے طور پر روزہ رکھا اس نے شرک کیا اور جس نے دکھاوے کے طور پر صدقہ دیا اس نے شرک کیا۔" (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۵۵۔ از احمد)

(۱۲) عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَااَیُّهَا النَّاسُ اِیَّاکُمْ وَ شِرْکَ السَّرَائِرِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ

اللّٰہِ وَمَا شِرْکُ السَّرَائِرِ قَالَ یَقُوْمُ الرَّجُلُ فَیُزَیِّنُ صَلٰوتَہٗ، جَاھِدًا لِمَا یَرٰی مِنْ نَظَرِ النَّاسِ اِلَیْہِ فَذٰلِکَ شِرْکُ السَّرَائِرِ. (رواہ ابن خزیمۃ فی صحیحہ.)

''حضرت محمود بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (ایک مرتبہ باہر) تشریف لائے اور فرمایا کہ اے لوگو! پوشیدہ شرک سے پرہیز کرو۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! پوشیدہ شرک کیا ہے؟ فرمایا'' انسان نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے پھر اپنی نماز کو خوب کوشش کر کے عمدہ بناتا ہے کیونکہ لوگ اس کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ پس یہ پوشیدہ شرک ہے۔'' (الترغیب والترہیب ص ۶۸ ج ۱۔ از ابن خزیمہ)

(۱۳) وَعَنْہُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمْ قَالَ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَیْکُمُ الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ قَالُوْا وَمَا الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ : اَلرِّیَاءُ یَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّ وَ جَلَّ اِذَا جَزَی النَّاسَ بِاَعْمَالِھِمْ اِذْھَبُوْا اِلَی الَّذِیْنَ کُنْتُمْ تُرَاءُ وْنَ فِی الدُّنْیَا فَانْظُرُوْا ھَلْ تَجِدُوْنَ عِنْدَھُمْ جَزَاءً. (رواہ احمد باسناد جید.)

''حضرت محمود بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ بلاشبہ مجھے تم پر سب سے زیادہ شرک اصغر (چھوٹے شرک) کا خوف ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! شرک اصغر کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ریاء کاری (شرک اصغر) جس دن اللہ جل شانہ لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دے گا (تو ریاکاروں سے) فرمائے گا کہ تم ان لوگوں کی طرف جاؤ جن کو تم دنیا میں دکھاتے تھے، پھر دیکھو کیا ان کے پاس کوئی بدلہ ہے۔ (الترغیب والترہیب ص ۶۸ ج ۱)

ف: ایک حدیث میں اس طرح سے ہے کہ جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اولین وآخرین کو جمع فرمائے گا جس کے واقع ہونے میں کوئی شک نہیں ہے تو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) ایک منادی پکار کر کہے گا، کہ جس نے کوئی عمل اللہ کے لئے کیا اور اس میں کسی دوسرے کو بھی شریک کر دیا ہو تو وہ اپنے اس عمل کا ثواب اسی دوسرے شخص سے لے لے (جس کو شریک کیا تھا)، کیونکہ اللہ تعالیٰ ساجھے کے معاملہ میں سب شریکوں سے بڑھ کر بے نیاز ہے۔ (ترغیب از ابی سعیدؓ)

غیر اللہ کے لئے نیک عمل

(۱۴) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمْ یُؤْتٰی یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بِصُحُفٍ مُخَتَّمَۃٍ فَتُنْصَبُ بَیْنَ یَدَی اللّٰہِ تَعَالٰی فَیَقُوْلُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی اَلْقُوْا ھٰذِہٖ وَاَقْبَلُوْا ھٰذِہٖ فَیَقُوْلُ الْمَلٰئِکَۃُ وَ عِزَّتِکَ وَ جَلَالِکَ مَا رَاءَ یْنَااِلَّا خَیْرًا فَیَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّ وَ جَلَّ اِنَّ ھٰذَا کَانَ لِغَیْرِ وَجْھِیْ وَاِنِّیْ لَا اَقْبَلُ اِلَّا مَا ابْتُغِیَ بِہٖ وَجْھِیْ. (رواہ البزار و الطبرانی باسنادین رواۃ احمد ھما رواۃ الصحیح.)

''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ قیامت کے دن مہر کئے ہوئے اعمالنامے لائے جائیں گے جن کو اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش کیا جائے گا۔ فرشتوں سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا کہ ان کوڈال دو اور ان کو قبول کرلو۔ اس پر فرشتے عرض کریں گے کہ آپ کی عزت وجلال کی قسم ہم نے تو (ان رد کئے ہوئے) اعمال ناموں کے بارے میں خیر کے سوا کچھ نہیں جانا۔ اس پر اللہ جل شانہ کا ارشاد ہوگا کہ بلا شبہ (ان میں جو اعمال درج ہیں) میری رضا کے لئے نہ تھے اور میں صرف وہی عمل قبول کرتا ہوں جو میری رضا کے لئے ہو۔ (الترغیب والترہیب ص ۳۷ ج ۱)

آخرت کے اعمال دنیا کے لئے کرنا

(۱۵) عَنْ اَبِیْ بْنِ کَعْبٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمْ بَشِّرْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃَ بِالسَّنَّاءِ وَالرِّفْعَۃِ وَالتَّمکِیْنِ فِی الْاَرْضِ فَمَنْ عَمِلَ مِنْھُمْ عَمَلُ الْاٰخِرَۃِ لِلدُّ نْیَا لَمْ یَکُنْ لَہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ نَصِیْبٌ.(رَواہ اَحْمَدُ و ابْنُ حِبَانٍ فِی صَحِیْحِہٖ وَالْحَاکِمُ وَالْبَیْھَقِیُّ وَقَالَ الْحَاکِمُ صَحِیْحُ الْاَسْنَادِ.)

''حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ اس امت کو اس بات کی خوش خبری سنادو کہ ان کو بلندی اور رفعت نصیب ہوگی اور (ان کا) دین (غالب ہوگا) اور زمین میں ان کو اقتدار نصیب ہوگا۔ پس جو شخص

آخرت والا عمل دنیا کے لئے کرے گا تو آخرت میں اس کے لئے کچھ بھی حصہ نہ ہوگا۔“
(الترغیب والترہیب ص۶۴ ج۱۔از احمد وابن حبان وحاکم وبیہقی)

شہرت کے لئے عمل کرنا

(۱۶) عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَرَاَیْتَ رَجُلًا غَزَا یَلْتَمِسُ الْاَجْرَ وَالذِّکْرَ مَالَهٗ؟فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهَ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا شَیْءَ لَهٗ فَاَعَادَهَاثَلٰثَ مِرَارٍ وَّ یَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهَ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا شَیْءَ لَهٗ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ لَا یَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ اِلَّا مَا کَانَ لَهٗ خَالِصًاوَابْتُغِیَ وَجْهُهٗ.(رواه ابو دائود و النسائی باسناد جید)

”حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! ارشاد فرمایئے (اس بارے میں کہ) ایک شخص جہاد کرتا ہے (اور) اس کا مقصد یہ ہے کہ ثواب (بھی) ملے اور شہرت (بھی) ہو، (تو) آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اسے کچھ بھی (ثواب) نہ ملے گا۔ اس نے تین مرتبہ یہی سوال کیا اور آپ ہر مرتبہ یہی جواب دیتے رہے، کہ اسے کچھ بھی (ثواب) نہ ملے گا، پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل صرف وہی عمل قبول فرماتا ہے جو صرف خالص اسی کے لئے ہو اور صرف اسی کی طرف رضا مطلوب ہو۔ (الترغیب ص۵۵، ج۱)

(۱۷) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ سَمَّعَ النَّاسَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ اَسَامِعَ خَلْقِهٖ وَ حَقَّرَهٗ وَ صَغَّرَهٗ (رواہ بیہقی فی شعب الایمان)

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص لوگوں میں اپنی شہرت چاہتا ہو اللہ تعالیٰ اس کو (برائی کے

ساتھ) مشہور کر دے گا اور اس کو (لوگوں کی نظروں میں) حقیر اور صغیر (چھوٹا) بنا دے گا۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۵۴۔ از بیہقی)

فرض ہوتے ہوئے زکوٰۃ نہ دینا

(۱۸) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالاً فَلَمْ يُؤَدِّ زَكٰوتَهٗ مُثِّلَ لَهٗ مَالُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ لَهٗ زَبِيْبَتَانِ يُطَوَّقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِلِهْزِ مَتَيْهِ يَعْنِیْ شِدْ قَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا مَالُكَ اَنَا كَنْزُكَ ثُمَّ تَلَا "وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ." الاية (رواه البخاری)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا، پھر اس نے اس کی زکوٰۃ نہ دی تو قیامت کے دن اس کا مال (خوب زہریلا) گنجا سانپ بنا دیا جائے گا (زہر کی وجہ سے جس کے سر کے بال اڑ گئے ہوں گے) اس کی دونوں آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے، وہ سانپ قیامت کے دن اس کے گلے کا طوق بنا دیا جائے گا۔ پھر وہ اس کی دونوں باچھوں کو پکڑ کر کہے گا میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں، پھر آپ نے (اپنی اس بات کی تائید میں) یہ آیت تلاوت فرمائی۔ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ آخر تک۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۵۵۔ از بخاری)

مقدور ہوتے ہوئے حج نہ کرنا

(۱۹) عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَمْنَعْهُ، مِنَ الْحَجِّ حَاجَةٌ ظَاهِرَةٌ اَوْ سُلْطَانٌ جَائِرٌ اَوْ مَرَضٌ حَابِسٌ فَمَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ فَلْيَمُتْ اِنْ شَاءَ يَهُوْدِيًّا وَّاِنْ شَاءَ نَصْرَانِيًّا. (رواه الدارمی)

''حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کو حج کرنے سے کسی مجبوری نے یا ظالم بادشاہ نے یا روکنے والے مرض نے نہ

روکا، پھر وہ بغیر حج کئے مر گیا اور حج نہ کیا، تو وہ چاہے تو یہودی ہونے کی حالت میں مر جائے اور اگر چاہے تو نصرانی ہونے کی حالت میں مر جائے۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۲۲۔از دارمی)

رمضان کا روزہ چھوڑنا

(۲۰) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَفْطَرَ یَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ مِنْ غَیْرِ رُخْصَةٍ وَّلَا مَرَضٍ لَمْ یَقْضِ عَنْهُ صَوْمُ الدَّهْرِ کُلِّهٖ وَاِنْ صَامَهٗ.(رواہ الترمذی و ابو داؤد)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے بغیر شرعی اجازت اور بغیر مرض کے رمضان المبارک کا ایک روزہ چھوڑ دیا، تو ساری عمر کے روزے رکھنے سے بھی اس کی تلافی نہیں ہوسکتی، اگر چہ اس کی قضاء بھی رکھ لے (کیونکہ رمضان میں روزے رکھنے سے جو فضیلت حاصل ہوتی ہے وہ بلا رمضان حاصل نہیں ہوتی) اگر چہ ایک روزے کے بدلے ایک روزہ رکھ لینے سے فقہی اعتبار سے قضاء کی تعمیل ہو جائے گی۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۷۷۔از ترمذی وابوداؤد وغیرہ)

ف: رمضان کے روزے رکھنا فرض ہے، یہ ان ارکان اسلامی میں سے ہے جن پر اسلام کی بنیاد ہے، رمضان المبارک کا ایک روزہ بغیر عذر شرعی کے چھوڑ دینا سخت گناہ ہے۔

قرآن پڑھ کر بھول جانا

(۲۱) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَیَّ اُجُوْرُ اُمَّتِیْ حَتَّی الْقَذَاةَ یُخْرِجُهَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَعُرِضَتْ عَلَیَّ ذُنُوْبُ اُمَّتِیْ فَلَمْ اَرَ ذَنْبًا اَعْظَمَ مِنْ سُوْرَةٍ مِنَ الْقُرْاٰنِ اَوْ اٰیَةٍ اُوْتِیَهَا رَجُلٌ ثُمَّ نَسِیَهَا (رواہ الترمذی و ابو داؤد.)

''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ مجھ پر میری امت کے ثواب کے کام پیش کئے گئے یہاں تک کہ تنکا وغیرہ مسجد

سے کوئی شخص نکال دے (تو میں نے اس کو بھی ثواب کے کاموں میں دیکھا) اور مجھ پر میری امت کے گناہ (کے کام) پیش کئے گئے تو میں نے اس سے بڑا کوئی گناہ نہیں دیکھا کہ کسی شخص کو قرآن کی کوئی سورت یا آیت دے دی جائے (یعنی یاد کرنے کے بعد) پھر وہ اس کو بھول جائے۔" (مشکوٰۃ المصابیح ص ۶۹ از ترمذی وابوداؤد)

(۲۲) عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنِ امْرِءٍ یَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ ثُمَّ یَنْسَاہُ اِلَّا لَقِیَ اللّٰہَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَجْذَمَ. (رواہ ابو داؤد والدارمی)

"حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جو شخص قرآن پڑھتا ہے پھر بھول جاتا ہے، وہ ضرور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملاقات کرے گا کہ وہ کوڑھی ہوگا۔" (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۹۱ از ابوداؤد ودارمی)

بدعت جاری کرنا

(۲۳) عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ مَرْدُوْدٌ.

(متفق علیہ.)

"حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نئی بات نکالی تو وہ مردود ہے۔" (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۷۔ از بخاری ومسلم)

علمیت جتانے یا لوگوں کو معتقد بنانے کے لئے علم دین حاصل کرنا

(۲۴) عَنْ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِیُجَارِیَ بِہِ الْعُلَمَاءَ اَوْ لِیُمَارِیَ بِہِ السُّفَھَاءَ اَوْ یَصْرِفَ بِہِ وُجُوْہَ النَّاسِ اَدْخَلَہُ النَّارَ. (رواہ الترمذی)

’’حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جس نے اس لئے علم حاصل کیا کہ عالموں سے مقابلہ کرے یا بے وقوفوں سے جھگڑا کرے یا لوگوں کو اپنی طرف جھکائے، تو اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ میں داخل فرمائے گا۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۴۔ از ترمذی)

دنیا کے لئے علم دین حاصل کرنا

(۲۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمْ مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا یُبْتَغٰی بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ لَا یَتَعَلَّمُه، اِلَّا لِیُصِیْبَ بِهٖ عَرَضًا مِّنَ الدُّنْیَا لَمْ یَجِدْ عَرَفَ الْجَنَّةِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَعْنِیْ رِیْحَهَا. (رواه احمد و ابو داؤد ابن ماجه)

’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جس علم کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی رضا تلاش کی جاتی ہے ایسے علم کو جس نے دنیا کا کچھ سامان ملنے کے لئے حاصل کیا تو یہ شخص جنت کی خوشبو (بھی) نہ پائے گا۔‘‘ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۴۔ از احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ)

علم دین چھپانا

(۲۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمْ مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ عَلِمَهٗ ثُمَّ کَتَمَهٗ اُلْجِمَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بِلِجَامٍ مِّنْ نَّارٍ. (رواه احمد و ابو داؤد والترمذی)

’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جس سے کوئی علم کی بات پوچھی گئی جسے وہ جانتا ہے، پھر اس نے اس کو چھپا دیا تو قیامت کے دن اس کو آگ کی لگام لگائی جائے گی۔‘‘ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۴۔ از احمد، ابوداؤد وترمذی)

ف: اس سے قرآن وحدیث ودینی مسائل مراد ہیں کہ جو شخص واقف ہوتے ہوئے پوچھنے پر دینی

بات نہ بتائے اس کا یہ حشر ہوگا جو اوپر حدیث میں مذکور ہے۔

جو بات حدیث نہ ہو اس کو حدیث کہہ کر بیان کرنا

(۱۸) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمْ مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ.

(رواہ مسلم)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جو شخص مجھ پر قصداً جھوٹ بولے تو وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔

(صحیح مسلم ص ۷ جلد اول)

اولیاء اللہ سے دشمنی کرنا

(۲۸) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمْ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَالَ مَنْ عادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُه، بِالْحَرْبِ.

(رواہ البخاری و الحدیث اختصرته)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جو شخص میرے کسی دوست سے دشمنی کرے میں اس کو جنگ کا اعلان کرتا ہوں۔'' (بخاری سے اختصار کے ساتھ)

ف: جو لوگ اخلاص کے ساتھ دینی علوم واعمال میں لگے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں ان سے دشمنی کتنی بڑی بدبختی ہے؟ اللہ جل شانہ نے فرمایا کہ میں ایسے شخص سے جنگ کا اعلان کرتا ہوں۔''

حرام مال کھانا

(۲۹) عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمْ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ وَ کُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ کَانَتِ النَّارُ اَوْلٰی بِهٖ. (رواہ احمد والدارمی والبیہقی فی شعب الایمان۔)

''حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم نے کہ جنت میں وہ گوشت داخل نہ ہوگا جو حرام سے پلا ہو اور ہر وہ گوشت جو حرام سے پلا ہو دوزخ ہی اس کی زیادہ مستحق ہے۔" (مشکوۃ المصابیح ص ۲۴۲۔ از احمد، دارمی، بیہقی)

حرام مال کما کر پیچھے چھوڑ جانا

(۳۰) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَكْتَسِبُ عَبْدٌ مَالَ حَرَامٍ فَيَتَصَدَّقُ مِنْهُ فَيُقْبَلُ مِنْهُ وَلَا يُنْفِقُ مِنْهُ فَيُبَارَكَ لَهٗ فِيهِ وَلَا يَتْرُكُهٗ خَلْفَ ظَهْرِهٖ اِلَّا كَانَ زَادَهٗ اِلَی النَّارِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَمْحُوْ السَّيِّئَ بِالسَّيِّئِ وَلٰكِنْ يَمْحُوْ السَّيِّئَ بِالْحَسَنِ اِنَّ الْخَبِيْثَ لَا يَمْحُوْ الْخَبِيْثَ. (رواه احمد)

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی بندہ حرام مال کمائے گا پھر اس میں سے خرچ کرے گا تو اس میں برکت نہ ہوگی اور مال حرام کو اپنے پیچھے چھوڑ جائے گا تو یہ مال اس کے لئے دوزخ میں لے جانے والا توشہ ہوگا۔" (مشکوۃ المصابیح ص ۲۴۲۔ از احمد)

سود کھانا

(۳۱) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حَنْظَلَةَ غَسِيْلِ الْمَلَائِكَةِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْهَمُ الرِّبٰوا يَأْكُلُهُ الرَّجُلُ وَ هُوَ يَعْلَمُ اَشَدُّ مِنْ سِتَّةٍ وَّ ثَلَاثِيْنَ زِنْيَةً. (رواه احمد والدارمی)

"حضرت عبداللہ بن حنظلہ (جن کو شہادت کے بعد فرشتوں نے غسل دیا) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سود کا ایک درہم جسے انسان کھالے اور وہ جانتا ہو (کہ یہ سود کا ہے) تو (اس کا گناہ) چھتیس مرتبہ زنا کرنے سے بھی زیادہ سخت ہے۔" (مشکوۃ المصابیح ص ۲۴۵۔ از احمد، دار قطنی)

سود کا کاتب اور گواہ بننا

(۳۲) عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی

عَلَیْہِ وَسَلَّمُ اٰکِلَ الرِّبٰوا وَ مُوْکِلِہٖ وَ کَاتِبَہٗ وَ شَاھِدَیْہِ وَ قَالَ ھُمْ سَوَاءٌ. (رواہ مسلم.)

''حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت بھیجی سود کھانے والے پر اور سود کھلانے والے پر اور اس کے لکھنے والے اور اس کے گواہ بننے والوں پر اور فرمایا کہ (گناہ میں) یہ سب برابر ہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۴۴۔ از مسلم)

دوسرے کی زمین دبا لینا

(۳۳) عَنْ سَعِیْدِ بْنِ زَیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِّنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا فَاِنَّہٗ یُطَوَّقُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مِنْ سَبْعِ اَرْضِیْنَ. (متفق علیہ)

''حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے بالشت بھر بھی زمین کا کوئی حصہ ظلم کے طور پر لے لیا، قیامت کے دن اس کا حصہ اس کے گلے میں طوق ڈالا جائے اور طوق ساتوں زمینوں کا ہوگا۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۵۴۔ از بخاری ومسلم)

(۳۴) عَنْ یَعْلَی بْنِ مُرَّۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَیُّمَا رَجُلٌ ظَلَمَ شِبْرًا مِّنَ الْاَرْضِ کَلَّفَہُ اللّٰہُ عَزَّ وَ جَلَّ اَنْ یَّحْفِرَہٗ حَتّٰی یَبْلُغَ اٰخِرُ سَبْعِ اَرْضِیْنَ ثُمَّ یُطَوَّقُہٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ حَتّٰی یُقْضٰی بَیْنَ النَّاسِ. (رواہ احمد)

''حضرت یعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جس کسی بھی شخص نے بطور ظلم بالشت بھر کسی کی زمین لے لی تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن حکم دیں گے کہ اس کو اتنا کھودے کہ ساتویں زمین کے آخر تک پہنچ جائے، اس کے بعد زمین کے اس حصہ کو اس کے گلے کا طوق بنادیں گے جو قیامت کے دن کے ختم ہونے تک اس کے گلے میں طوق رہے گا، یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلے

ہوں۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۵۶۔ از احمد)

بغیر بلائے دعوت میں جانا

(۳۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بِنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمْ مَنْ دُعِیَ فَلَمْ يُجِبْ فَقَدْ عَمَی اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ و مَنْ دَخَلَ عَلٰی غَيْرِ دَعْوَةٍ دَخَلَ سارِقًا وَّ خَرَجَ مُغِيْرًا.(رواہ ابو داؤد)

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو دعوت (طعام) دی گئی پھر اس نے اس کو قبول نہ کیا تو اس نے اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی نافرمانی کی اور جو شخص بغیر بلائے آ کر کھانے میں شریک ہو گیا) وہ چور ہو کر داخل ہوا اور لٹیرا (چور ہو کر داخل ہونا تو واضح ہے کیونکہ جو شخص بغیر بلائے جاتا ہے وہ صاحب خانہ کی بے خبری میں داخل ہوتا ہے اور اگر صاحب خانہ لحاظ میں خاموش رہ جائے تو کم از کم اس کی اپنی نیت تو یہ ہوتی ہے کہ صاحب خانہ مجھے نہ دیکھے اور ایسا شخص جب کھا کر نکل جائے تو اسے لٹیرا اس لئے فرمایا کہ لوٹ مار کرنے والوں کی طرح سب کے سامنے دوسرے کا مال پیٹ میں بھر کر چل دیا۔) بن کر نکلا'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۷۸ از ابوداؤد)

شراب، مردار، سور اور بتوں کو فروخت کرنا

(۳۶) عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمْ يَقُوْلُ عَامَ الْفَتْحِ وَ هُوَ بِمَكَّةَ اِنَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيْرِ وَالْاَصْنَامِ فَقِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ شُحُوْمَ الْمَيْتَةِ فَاِنَّهٗ تُطْلٰی بِهَا السُّفُنِ وَ يُدْهَنُ بِهَا الْجُلُوْدُ وَ يَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ فَقَالَ لَا هُوَ حَرَامٌ ثُمَّ قَالَ عِنْدَ ذٰلِکَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَّا حَرَّمَ شُحُوْمَهَا اَجْمَلُوْهُ ثُمَّ بَاعُوْهُ فَاَكَلُوْا ثَمَنَهٗ. (متفق علیه)

''حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فتح

مکہ کے موقع پر جبکہ آپ مکہ میں تشریف فرما تھے یوں ارشاد فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حرام فرمایا شراب کی بیع، سور کی، اور بتوں کی بیع کو، کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ! مردار کی چربیوں کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ کیونکہ یہ کشتیوں کو ملی جاتی ہیں اور چمڑوں کو لگائی جاتی ہیں اور ان کے ذریعہ لوگ (چراغ جلا کر) روشنی حاصل کرتے ہیں، فرمایا نہیں، (ان کو بھی کام میں نہ لو کیونکہ) یہ بھی حرام ہیں، پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ لعنت فرمائے یہودیوں پر، کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے ان پر مردار کی چربیوں کو حرام فرمادیا تو ان کو پکا اور پگھلا کر اور ان میں کچھ ملا کر خوب صورت بنالیا (تاکہ چربی کی ظاہری صورت باقی نہ رہے) پھر اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت کھا گئے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۴۱۔ از بخاری و مسلم)

ناپ تول میں کمی کرنا

(۳۷) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِ الْکَیْلِ وَالْمِیْزَانِ اِنَّکُمْ قَدْ وُلِّیْتُمْ اَمْرَیْنِ هَلَکَتْ فِیْهِمَا الْاُمَمُ السَّابِقَةُ قَبْلَکُمْ. (رواہ الترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ناپنے اور تولنے والوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ بلا شبہ دو ایسی چیزیں تمہارے سپرد کی گئی ہیں جن کے بارے میں تم سے پہلے گذشتہ امتیں ہلاک ہوچکی ہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۵۰۔ از ترمذی)

ف: ناپ تول میں کمی کرنا حرام ہے۔ گذشتہ امتیں اس فعل بد کی وجہ سے ہلاک ہوچکی ہیں۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کا ذکر قرآن مجید میں بھی موجود ہے، یہ قوم ناپ تول میں کمی کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئی۔

رشوت کا لینا دینا اور اس کا واسطہ بننا

(۳۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عُمَرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الرَّاشِیَ وَالْمُرْتَشِی. (رواہ ابو داؤد و ابن ماجہ)

''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی رشوت دینے والے اور رشوت لینے پر۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۲۶۔از ابوداؤد، ابن ماجہ)

ف: اس مضمون کی حدیث حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی روایت کی ہے کہ اس میں یہ بھی ہے کہ جو شخص رشوت لینے والے اور رشوت دینے والا کا واسطہ بنے اس پر بھی اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۲۶۔ از مسند احمد و بیہقی فی شعب الایمان)

ٹیکس وصول کرنا

(۳۹) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ صَاحِبُ مَكْسٍ يَعْنِي الَّذِي يَعْشُرُ النَّاسَ.

(رواه احمد و ابو دائود والدارمی)

''حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ٹیکس وصول کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۲۲ از احمد، ابوداؤد، دارمی)

جھوٹی قسم کے ذریعے کسی کا حق مارنا

(۴۰) عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِيَمِيْنِهٖ فَقَدْ اَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ النَّارَ وَ حَرَّمَ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ وَاِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيْرًا، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ وَاِنْ كَانَ قَضِيْبًا مِنْ اَرَاكٍ. (رواه مسلم)

ف: جن مالوں کا وصول کرنا شرعاً جائز نہیں ہے (جیسے کسٹم ڈیوٹی) شہروں اور قصبوں میں داخل ہونے پر چونگی، انکم ٹیکس وغیرہ (سب اس میں شامل ہیں) وصول کرنے والے اور وصول کرانے والے سب حرام کے مرتکب ہیں۔ (حکومت اور کار پردازان حکومت توجہ کریں)

''حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا کہ جس کسی نے کسی مسلمان کا حق اپنی (جھوٹی قسم) کے ذریعہ حاصل کرلیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دوزخ واجب فرمادے گا اور اس پر جنت حرام فرمادے گا۔ یہ سن کر ایک شخص نے کہا کہ اگرچہ معمولی سی چیز ہو؟ آپؐ نے فرمایا اگرچہ پیلو کے درخت کی ایک ٹہنی ہی ہو۔" (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۲۶۔ از مسلم)

کسی کے مال پر جھوٹا دعویٰ کرنا

(۴۱) عَنْ اَبِی ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنِ ادَّعٰی مَا لَیْسَ لَهٗ، فَلَیْسَ مِنَّا وَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ.
(رواہ مسلم.)

"حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے کسی ایسی چیز کا دعویٰ کیا جو اس کی نہیں ہے تو وہ شخص ہم میں سے (یعنی مسلمانوں کے گروہ سے) نہیں ہے اور اس کو چاہیئے کہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔"
(مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۲۷۔ از مسلم)

ضرورت کے وقت غلہ روکنا

(۴۲) عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْجَالِبُ مَرْزُوْقٌ وَّالْمُحْتَكِرُ مَلْعُوْنٌ. (رواہ ابن ماجه والدارمی)

"حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جو شخص دوسری جگہ سے (شہر یا بستی میں) غلہ لے کر آئے (جس سے لوگوں کو خوراک ملتی ہے) ایسا شخص مرزوق ہے (یعنی اللہ اس کو رزق دے گا) اور جو شخص (ضرورت کے وقت) غلہ روک کر رکھے (مہنگائی کا انتظار کرتا ہے) ایسا شخص ملعون ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۵۱۔ از ابن ماجہ، دارمی)

جھوٹی قسم اور جھوٹی گواہی

(۴۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی

اَللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَبَائِرُ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَ قَتْلُ النَّفْسِ وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ. (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَ فِيْ رِوَايَةِ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ، وَ شَهَادَةُ الزُّوْرِ بَدَلُ الْيَمِيْنُ الْغَمُوْسِ. (متفق عليه)

''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ بڑے گناہ یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا (تکلیف پہنچانا) کسی جان کو (ناحق) قتل کرنا (جس کے قتل کی شرعاً اجازت نہ ہو) جھوٹی قسم کھانا۔ (بخاری)

بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں جس کے روای حضرت انسؓ ہیں الیمین الغموس کے بجائے شہادۃ الزور کا ذکر ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۷۔ از بخاری و مسلم)

ف: جھوٹی قسم کو یمین غموس فرمایا ہے، مرقات شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ جو شخص جھوٹی قسم کھاتا ہے تو پہلی قسم اس کو گناہ میں گھسا دیتی ہے، پھر قیامت کے دن دوزخ میں گھسا دے گی اس لئے اس کا یہ نام رکھا گیا۔ شَهَادَةُ الزُّوْرِ یعنی جھوٹی گواہی دینا بھی سخت گناہ ہے۔ بہت سے لوگ کسی کا مال دبانے کے لئے یا کسی عزیز قریب کو مقدمہ جتانے کے لئے جھوٹی گواہی دیتے ہیں اور بعض لوگوں نے تو یہ پیشہ بنا رکھا ہے کہ روزانہ کچہری میں چلے گئے اور چند روپے لئے اور جھوٹی گواہی دے آئے، جھوٹی گواہی دینا اور اس پر پیسے لینا دونوں سخت حرام ہیں اور جھوٹی قسم کھا کر جو رقم لی گئی وہ بھی حرام ہے۔

اس حدیث میں چند بڑے گناہ شمار کرائے ہیں۔ دوسری احادیث میں دوسرے کبیرہ گناہوں کا تذکرہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی قسم کھانا

(۴۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ اَشْرَكَ. (رواه الترمذی)

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی قسم کھائی اس نے شرک کیا۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۹۶۔ از ترمذی)

گناہ کی نذر ماننا

(۴۵) عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَّذَرَ اَنْ یُّطِیْعَ اللّٰهَ فَلْیُطِعْهُ وَ مَنْ نَّذَرَ اَنْ یَّعْصِیَهٗ فَلَا یَعْصِهٖ. (رواہ البخاری)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی نذر مانی تو وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے (یعنی نذر پوری کرے) اور جس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی (یعنی گناہ) کی نذر مانی تو وہ اللہ کی نافرمانی نہ کرے۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۹۷ از بخاری)

ف: گناہ کی نذر ماننا گناہ ہے اور اس نذر کا پورا کرنا بھی گناہ ہے، جو شخص گناہ کی نذر مان لے وہ اس کو پورا نہ کرے اور اس کا وہی کفارہ دیدے جو قسم کا کفارہ (ومن کان نذر فی معصیة فذلک للشیطان والا وفاء فیه و یکفره ما یکفر الیمین. رواه النسائی مشکوٰۃ ص ۲۹۹) ہے۔

خودکشی کرنا

(۴۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَدّٰی مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَهُوَ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ یَتَرَدّٰی فِیْهَا خَالِدًا مُخَلَّدًا فِیْهَا اَبَدًا وَمَنْ تَحَسّٰی سَمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَسَمُّهٗ فِیْ یَدِهٖ یَتَحَسَّاهُ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِیْهَا اَبَدًا وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِحَدِیْدَةٍ فَحَدِیْدَتُهٗ فِیْ یَدِهٖ یَتَوَجَّاُ بِهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِیْهَا اَبَدًا. (متفق علیه)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے پہاڑ سے گر کر خودکشی کی وہ ہمیشہ ہمیش دوزخ کی آگ میں (پہاڑ سے) گرتا رہے گا اور جس نے زہر پی کر خودکشی کی اس کا زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا اور

ہمیشہ ہمیش دوزخ کی آگ میں اس کو پیتا رہے گا اور جس نے کسی لوہے کے ذریعے خودکشی کی تو اس کا لوہا اس کے ہاتھ میں ہوگا جسے وہ دوزخ کی آگ میں ہمیشہ ہمیش اپنے پیٹ میں گھونپتا رہے گا۔" (مشکوۃ المصابیح ص ۲۹۹۔ از بخاری ومسلم)

ف: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ **جو شخص اپنا گلا گھونٹ کر خودکشی کر لے وہ دوزخ میں اپنا گلا گھونٹے گا اور جو شخص نیزہ کے ذریعے خودکشی کرے وہ دوزخ میں اپنے اندر نیزہ گھونپے گا۔ (بخاری)**

قتل مومن

(۴۷) عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کُلُّ ذَنْبٍ عَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّغْفِرَہٗ اِلَّا مَنْ مَّاتَ مُشْرِکًا اَوْ مَنْ یَّقْتُلَ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا. (رواہ ابو داؤد)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ ہر گناہ کے بارے میں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دے گا، سوائے اس شخص کے جو مشرک ہونے کی حالت میں مرے یا وہ شخص جو کسی مومن کو قصداً قتل کر دے گا۔" (مشکوۃ المصابیح ص ۳۰۱۔ از ابوداؤد، نسائی)

(۴۸) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَّ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ اَنَّ اَھْلَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اشْتَرَکُوْا فِیْ دَمِ مُؤْمِنٍ لَاَکَبَّھُمُ اللّٰہُ فِی النَّارِ. (رواہ الترمذی)

حضرت ابوسعید اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر آسمان وزمین والے سب مل کر کسی مومن کے خون میں شریک ہوں (یعنی اسے قتل کر دیں) تو ضرور اللہ تعالیٰ ان سب کو اوندھے منہ کر کے دوزخ میں ڈال دے گا۔" (مشکوۃ المصابیح ص ۳۰۰۔ از ترمذی)

(۴۹) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَعَانَ عَلٰی قَتْلِ مُؤْمِنٍ شَطْرَ کَلِمَۃٍ لَقِیَ اللّٰہَ مَکْتُوْبٌ بَیْنَ عَیْنَیْہِ اٰئِسٌ مِّنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ. (رواہ ابن ماجہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے کسی مومن کے قتل میں ذرا سے کلمہ کے ذریعہ بھی مدد کی تو وہ (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملاقات کرے گا کہ اس کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا کہ ''یہ اللہ کی رحمت سے ناامید ہے۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۰۲۔ از ابن ماجہ)

خیانت کرنا

(۵۰) عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَیْنَا السِّلَاحَ فَلَیْسَ مِنَّا. (رواہ البخاری و زاد مسلم وَ مَنْ غَشَّا فَلَیْسَ مِنَّا.)

''حضرت ابن عمر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ہم پر (یعنی مسلمانوں پر) ہتھیار اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں ہے اور جو شخص ہمارے ساتھ خیانت کا معاملہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۰۵۔ از مسلم)

(۵۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ رَفَعَہٗ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَ جَلَّ یَقُوْلُ اَنَا ثَالِثُ الشَّرِیْکَیْنِ مَالَمْ یَخُنْ اَحَدُهُمَا صَاحِبَہٗ فَاِذَا خَانَہٗ خَرَجْتُ مِنْ بَیْنِهِمَا. (رواہ ابو دائود. وزاد رزین وَجَآءَ الشَّیْطَانُ)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ بلاشبہ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے کہ شرکت میں جو دو آدمی کام کر رہے ہیں میں ان کا تیسرا ہوتا ہوں (یعنی دونوں کی مدد کرتا ہوں) جب تک کہ ان میں سے ایک اپنے ساتھی کی خیانت نہ کرلے۔ پس جب ان میں سے کوئی خیانت کرلیتا ہے تو میں درمیان سے نکل جاتا ہوں۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۵۴۔ از ابوداؤد) اور رزین کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ اور شیطان آجاتا ہے''۔

بدعہدی

(۵۲) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَلَّمَا خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا قَالَ لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهٗ.

(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْاِيْمَانَ)

''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ بہت کم ایسا ہوا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم سے خطاب کیا ہو اور یہ نہ فرمایا ہو کہ اس کا کوئی ایمان نہیں جو امانت دار نہیں اور اس کا کوئی دین نہیں جو عہد کا پورا نہیں۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۱۵۔ از بیہقی)

دھوکہ دینا

(۵۳) عَنْ سَعِيْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرْفَعُ لَهٗ بِقَدْرِ غَدْرِهٖ اِلَّا وَلَا غَادِرُ اَعْظَمُ غَدْرًا مِّنْ اَمِيْرِ عَامَةٍ. (رواه مسلم)

''حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ ہر دھوکہ دینے والے کے لئے قیامت کے دن ایک جھنڈا ہوگا جو اس کے دھوکہ کے بقدر بلند کیا جائے گا (پھر فرمایا کہ) خبردار! جو شخص عوام کا امیر ہو اس کے غدر یعنی دھوکہ سے بڑھ کر کسی کا غدر نہیں۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۲۳۔ از مسلم)

ف: دوسری روایات میں ہے کہ قیامت کے دن ہر غدر کرنے والے (یعنی دھوکہ دینے والے) کے لئے ایک جھنڈا ہوگا جو اس کے پائخانہ کے مقام پر کھڑا کر دیا جائے گا، اس کے ذریعہ پہچانا جائے گا اور یوں کہا جائے گا کہ یہ فلاں کے بیٹے فلاں کا دھوکہ ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۲۳۔ از بخاری و مسلم)

رعیت کے حق میں خیانت کرنا

(۵۴) عَنْ مَعْقَلِ بْنِ يَسَارٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى

اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَامِنْ وَّالٍ يَلِی رَعِيَّةً مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَيَمُوْتُ وَ هُوَ غَاشٌ لَّهُمْ اِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ. (متفق عليه)

''حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جو بھی کوئی شخص مسلمانوں میں سے کسی رعیت کا والی (حاکم) بنا، پھر اس حال میں مرگیا کہ وہ ان کے حق میں خیانت کرنے والا تھا تو اللہ تعالیٰ ضرور اس پر جنت حرام فرمادے گا۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص۳۲۱۔از بخاری ومسلم)

امام عادل اور امام ظالم

(۵۵) عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَی اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاَقْرَبُهُمْ مِنْهُ مَجْلِسًا اِمَامٌ عَادِلٌ وَ اِنَّ اَبْغَضَ النَّاسِ اِلَی اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاَشَدَّهُمْ عَذَابًا وَ فِیْ رِوَايَةٍ اَبْعَدَهُمْ مِنْهُ مَجْلِسًا اِمَامٌ جَائِرٌ. (رواه الترمذی)

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ بلاشبہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پیارا اور سب سے زیادہ قریب وہ امام ہوگا جو انصاف کرنے والا تھا۔ (امام سے وہ شخص مراد ہے جسے اِقتدارِ اعلیٰ حاصل ہو) اور بلاشبہ قیامت کے دن اللہ نزدیک سب سے مبغوض اور سب سے زیادہ سخت عذاب والا امام ظالم ہوگا۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص۳۲۲۔از ترمذی)

فیصلوں میں ظلم کرنا

(۵۶) عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْقُضَاةُ ثَلٰثَةٌ وَاحِدٌ فِی الْجَنَّةِ وَاثْنَانِ فِی النَّارِ فَاَمَّا الَّذِیْ فِی الْجَنَّةِ فَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَقَضٰی بِهٖ، وَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَجَارَ فِی الْحُكْمِ فَهُوَ فِی النَّارِ، وَ رَجُلٌ قَضٰی لِلنَّاسِ عَلٰی جَهْلٍ فَهُوَ فِی النَّارِ. (رواه ابن ماجه و

ابو داؤد.)

''حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ فیصلہ کرنے والے تین طرح کے ہوتے ہیں، ان میں سے ایک جنت میں ہوگا اور دو دوزخ میں ہوں گے۔ پس جو جنت میں ہوگا (تو وہ) شخص ہوگا جس نے حق کو پہچانا اور اس کے مطابق فیصلہ کیا اور (ان میں سے) ایک وہ ہے جس نے حق کو پہچانا اور ظلم کا فیصلہ کیا سو یہ شخص دوزخ میں ہوگا اور (ان میں سے) ایک وہ ہے جو جہالت کے ساتھ لوگوں کے درمیان فیصلے کرتا ہے، (اس کو حق اور ناحق کا کچھ پتہ نہیں) سو یہ (بھی) دوزخ میں ہوگا۔''
(مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۲۴۔ از ابوداؤد وابن ماجہ)

صاحبِ اقتدار لوگوں کی ظلم پر مدد کرنا

(۵۷) عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمَرَاءُ سَيَكُوْنُوْنَ مِنْ بَعْدِىْ مَنْ دَخَلَ عَلَيْهِمْ فَصَدَّقَهُمْ بِكِذْبِهِمْ وَاَعَانَهُمْ بِظُلْمِهِمْ فَلَيْسُوْا مِنِّىْ وَلَسْتُ مِنْهُمْ وَ لَنْ يَّرِدُوْا عَلَىَّ الْحَوْضَ وَمَنْ لَّمْ يَدْخُلْ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكِذْبِهِمْ وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلٰى ظُلْمِهِمْ فَاُوْلٰٓئِكَ مِنِّىْ وَاَنَا مِنْهُمْ. (رواه الترمذى والنسائى)

''حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ عنقریب میرے بعد (ظلم والے) امیر (صاحب اقتدار لوگ) ہوں گے جو شخص ان کے پاس گیا اور ان کے جھوٹ کی تصدیق کی اور ظلم پر ان کی مدد کی تو وہ (امیر کے پاس جانے والے) مجھ سے نہیں اور میں ان سے نہیں (یعنی میں ان سے بے تعلق ہوں) اور ایسے لوگ میرے پاس حوض پر نہ آئیں گے۔ اور جو شخص ان لوگوں کے پاس نہ گیا اور ان کے جھوٹ کی تصدیق نہ کی اور ظلم پر ان کی مدد نہ کی تو وہ لوگ (یعنی ظالم امیروں سے بچنے والے) میرے ہیں اور میں ان کا ہوں اور یہ لوگ میرے پاس حوض پر آئیں گے۔''
(مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۲۲۔ از ترمذی، نسائی)

ظلم اور بخل

(۵۸) عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِتَّقُوا الظُّلْمَ فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمٰتٌ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَاتَّقُوا الشُّحَّ فَاِنَّ الشُّحَّ اَھْلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ حَمَلَھُمْ عَلٰی اَنْ سَفَکُوْا دِمَائَھُمْ وَاسْتَحَلُّوا مَحَارِمَھُمْ. (رواہ مسلم.)

''حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ تم لوگ ظلم کرنے سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن اندھیریاں بن کر سامنے آئے گا اور بخل (کنجوسی) سے بچو کیونکہ بخل نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کر کر دیا، ان کو اس پر آمادہ کیا کہ خون بہائیں اور حرام کاموں کا ارتکاب کریں۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص۱۶۴۔ از مسلم)

ف: اس حدیث میں ظلم اور بخل دو چیزوں سے منع فرمایا اور ان کے انجام بد سے بھی باخبر فرمایا۔

اول: ظلم کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ وہ ظلمات بن کر سامنے آئے گا یعنی جس طرح اچھے اعمال قیامت کے دن روشنی کا ذریعہ ہوں گے اسی طرح ظلم اندھیری اور تاریکی کا سبب بنے گا، جیسے اندھیرے میں انسان راہ نہیں پاتا اسی طرح ظلم کرنے والے میدان قیامت میں نجات کا راستہ نہ پائیں گے جب تک کہ مظلوموں کے حقوق ادا نہ کردیں۔ (حقوق کی ادائیگی کا طریقہ حدیث نمبر ۶۰ میں آ رہا ہے)

بعض حضرات نے ''ظلمات'' کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ ظلم قیامت کے دن سختیاں اور مصائب بن کر سامنے آئے گا، یہ ترجمہ بھی ٹھیک ہے اور مقصد اس کا بھی وہی ہے جو اوپر ذکر ہوا۔

دوم: بخل یعنی کنجوسی سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اس کی وجہ سے پہلی امتیں ہلاک ہوگئیں، کنجوسی کی وجہ سے ان لوگوں نے آپس میں خوں ریزیاں کیں اور اللہ تعالیٰ نے جن کاموں کو حرام قرار دیا تھا ان کی خلاف ورزی کر کے حرام کاموں کے مرتکب ہوئے۔ بات یہ ہے کہ کنجوسی مال کی محبت کی وجہ سے ہوتی ہے اور مال کی محبت میں انسان اتنا آگے بڑھ جاتا ہے کہ اس کی وجہ سے کشت وخون تک سے باز نہیں آتا اور بڑی لاپرواہی سے گناہ کرتا چلا جاتا ہے، پھر یہ چیزیں اس کی ہلاکت اور

بربادی کا سبب بنتی ہیں۔ جہاں جہاں مال خرچ کرنا فرض یا واجب ہے وہاں خرچ نہ کرنا بدترین کنجوسی اور گناہِ کبیرہ ہے اور مستحباب میں خرچ نہ کرنا ثواب سے محرومی ہے۔

بندوں کے حقوق تلف کرنا

(۵۹) عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الدَّوَا وِیْنُ ثَلٰثَةٌ دِیْوَانٌ لَا یَغْفِرُ اللّٰهُ الْاِشْرَاکُ بِاللّٰهِ یَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ اِنَّ اللّٰهِ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِهٖ وَ دِیْوَانٌ لَا یُتْرِکُهُ اللّٰهُ ظُلْمَ الْعِبَادِ فِیْمَا بَیْنَهُمْ وَ بَیْنَ اللّٰهِ فَذَاکَ اِلَی اللّٰهِ اِنْ شَاءَ عَذَّبَهٗ وَاِنْ شَاءَ تَجَاوَزَ عَنْهُ.
(رواه البیهقی فی شعب الایمان)

''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ (قیامت کے دن) تین قسم کے دفتر ہوں گے۔ ایک دفتر تو وہ ہوگا جس میں لکھے ہوئے گناہ اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرمائے گا اور یہ شرک کا گناہ ہوگا (کیونکہ) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت نہ فرمائے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے۔

اور ایک دفتر ایسا ہوگا) کہ اللہ تعالیٰ (اس میں) لکھی ہوئی چیزوں کے فیصلے ضرور فرمائے گا اور فیصلے کئے بغیر) نہ چھوڑے گا، یہ بندوں کے آپس کے مظالم ہوں گے، اللہ تعالیٰ ایک کو دوسرے سے بدلہ دلائے گا۔

اور ایک دفتر ایسا ہوگا جس میں وہ زیادتیاں (درج) ہوں گی جو اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی کی وجہ سے بندوں سے سرزد ہوئی ہوں گی، پس اس دفتر کی چیزیں اللہ تعالیٰ کی مشیت اور ارادہ پر ہوں گی۔ (اگر) اللہ تعالیٰ چاہے (تو) ان کو عذاب دے اور (اگر) چاہے تو ان کو معاف فرمادے۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۳۵۔ از بیہقی)

ف: اس سے معلوم ہوا کہ بندوں نے آپس میں جو ایکدوسرے پر کسی طرح مالی یا جانی یا آبرو کے متعلق کوئی زیادتی کی ہوگی اس کی معافی نہ ہوگی جب تک کہ ان کے بدلے نہ دلائے جائیں اور ان بدلوں کا لین دین نیکیوں اور بدیوں کے ذریعے ہوگا جیسا کہ آئندہ حدیث میں مذکور ہے۔

(۶۰) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَتْ لَهٗ مَظْلِمَةٌ لِاَخِیْهِ مِنْ عِرْضِهٖ اَوْ شَیْءٍ فَلْیَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْیَوْمَ قَبْلَ اَنْ لَّا یَکُوْنَ دِیْنَارٌ وَّلَا دِرْهَمٌ فَاِنْ کَانَ لَهٗ عَمَلٌ صَالِحٌ اُخِذَ بِقَدْرِ مَظْلِمَتِهٖ وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ لَّهٗ حَسَنَاتٌ اُخِذَ مِنْ سَیِّئَاتِ صَاحِبِهٖ فَحُمِلَ عَلَیْهِ.

(رواہ البخاری)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جس نے کسی طرح کا کوئی ظلم اپنے بھائی پر کر رکھا ہو، خواہ آبرو ریزی کا ظلم ہو، خواہ کسی دوسری طرح کا (مثلاً قرض لے کر نہ دیا ہو یا خیانت چوری سے مال لے لیا ہو یا رشوت لی ہو) سو وہ آج ہی (حق ادا کر کے یا معافی مانگ کر یا بدلہ دے کر) حلال کر لے اس (دن) سے پہلے جب کہ نہ دینار ہوگا نہ درہم ہوگا۔ پس اگر ظلم کرنے والے کے نیک اعمال ہوں گے تو ظلم کے بقدر اس سے لے لئے جائیں گے (اور مظلوم کو دیدیئے جائیں گے) اور اگر ظالم کے نیک اعمال نہ ہوئے تو مظلوم کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے (جن کی وجہ سے دوزخ کا عذاب بھگتے گا۔) (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۳۵۔ از بخاری)

ف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (ایک مرتبہ حضرات صحابہؓ سے دریافت) فرمایا کہ تم جانتے ہو مفلس (غریب بے پیسہ والا) کون ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا ہم تو مفلس اسے سمجھتے ہیں جس کے پاس درہم نہ ہو مال اور سامان نہ ہو! آپ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزے اور زکوٰۃ لے کر آئے گا اور (ساتھ ہی اس حال میں) آئے گا کہ اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی کو تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی دوسرے کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا۔ لہٰذا اس کی نیکیاں کچھ اس کو دے دی جائیں گی (اور کچھ اس کو دے دی جائیں گی) پس اگر اس کی نیکیاں لوگوں کے حقوق ادا ہونے سے پہلے ختم ہو گئیں تو ان لوگوں کے گناہ اس کے سر ڈال دیئے جائیں گے، پھر اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۳۵۔ از مسلم)

قرض ادا کئے بغیر مرجانا

(۶۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّہٗ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یُغْفَرُ لِلشَّہِیْدِ کُلُّ ذَنْبٍ اِلَّا الدَّیْنَ. (رواہ مسلم)

''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قرض کے علاوہ شہید کا ہر گناہ بخش دیا جاتا ہے۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۵۲۔از مسلم)

ف: مطلب یہ ہے کہ جس نے بندوں سے قرض لیا اور اس کو ادا نہ کیا اور نہ ادائیگی کا انتظام چھوڑا تو باوجودیکہ شہادت کا بڑا درجہ ہے اور شہید کا ہر گناہ معاف ہے مگر قرض کی معافی نہیں ہے کیونکہ یہ حقوق العباد میں سے ہے۔

(۶۲) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَعْظَمَ الذُّنُوْبَ عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ یَّلْقَاہُ بِھَا عَبْدٌ بَعْدَ الْکَبَائِرِ الَّتِیْ نَھَی اللّٰہُ عَنْھَا اَنْ یَّمُوْتَ رَجُلٌ وَّ عَلَیْہِ دَیْنٌ لَا یَدَعُ لَہٗ قَضَاءً. (رواہ احمد و ابوداؤد)

''حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ بلاشبہ جن کبیرہ گناہوں سے اللہ جل شانہ نے (خصوصیت اور اہمیت کے ساتھ) روکا ہے (جیسے شرک، سحر، قتل ناحق، عقوق الوالدین وغیرہ) ان کے بعد سب سے بڑا گناہ اللہ کے نزدیک یہ ہے کہ آدمی اس حال میں مرجائے کہ اس پر قرضہ ہو اور اس نے اس کی ادائیگی کا انتظام نہ چھوڑا ہو۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۵۳۔از احمد، ابوداؤد)

بدگمانی کرنا اور دوسروں کے حالات کا تجسّس کرنا

(۶۳) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِیَّاکُمْ وَ الظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ وَ لَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَ کُوْنُوْا

عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا وَ فِیْ روایة وَلَا تَنَافَسُوْا. (متفق علیه.)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ گمان کرنے سے بچو کیونکہ گمان سب باتوں سے زیادہ جھوٹی بات ہے اور دوسروں کے حالات معلوم کرنے کے لئے آنکھ، کان وغیرہ کا استعمال نہ کرو اور کسی کے حالات کی ٹوہ میں نہ لگو اور دوسرے کے بھاؤ پر بھاؤ نہ بڑھاؤ اور آپس میں حسد نہ کرو اور ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو اور ایک دوسرے سے منہ نہ موڑو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی ہو کر رہو اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ (ایک دوسرے کے مفاد کو نقصان پہنچاتے ہوئے اپنے مفاد کو سامنے رکھ کر) مقابلہ بازی نہ کرو۔" (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۲۷۔از بخاری ومسلم)

قطع تعلق کرنا

(۶۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُعْرَضُ اَعْمَالُ النَّاسِ فِیْ كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّتَیْنِ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَ یَوْمَ الْخَمِیْسِ فَیُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ اِلَّا عَبْدًا بَیْنَه،وَ بَیْنَ اَخِیْهِ شَحْنَاءُ فَیُقَالُ اتْرُكُوْا هٰذَیْنِ حَتّٰی یَفِیْئَا. (رواه مسلم)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ ہفتہ میں دوبار (اللہ تعالیٰ کے دربار میں) لوگوں کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں، ایک سوموار کے دن اور ایک جمعرات کے دن۔ پس ہر مومن بندے کی بخشش کر دی جاتی ہے، سوائے ایسے شخص کے جس کے دل میں اس کے بھائی کی طرف سے دشمنی ہو، ان کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے کہ ان دونوں کو چھوڑے رکھو جب تک کہ اپنی دشمنی سے باز نہ آجائیں۔" (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۲۸۔از مسلم)

(۶۵) وَعَنْهُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ اَنْ یَّهْجُرَ مُؤْمِنًا فَوْقَ ثَلٰثٍ فَاِنْ مَرَّتْ بِه ثلثٌ فَلْیَلْقَهُ فَلْیُسَلِّمْ عَلَیْهِ فَاِنْ رَدَّ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَقَدِ اشْتَرَكَا فِی الْاَجْرِ وَاِنْ لَّمْ یَرُدَّ فَقَدْ بَاءَ

بِالْاِثْمِ وَ خَرَجَ الْمُسَلِّمُ مِنَ الْهِجْرَةِ. (رواه ابو داؤد.)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ کسی مومن کے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ کسی مومن سے تین دن سے زیادہ ترک تعلق کرے، پس اگر تین دن گذر جائیں تو اس سے ملاقات کر کے سلام کرے، پھر اگر اس دوسرے شخص نے سلام کا جواب دے دیا تو دونوں ثواب میں شریک ہو گئے اور اگر اس نے سلام کا جواب نہ دیا تو وہ گناہ گار رہا اور سلام کرنے والا قطع تعلق (کے گناہ) سے نکل گیا۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۲۸۔ از ابوداوٗد)

(٦٦) عَنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَبَّ اِلَيْكُمْ دَاءُ الْاُمَمِ قَبْلَكُمُ الْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ وَ هِيَ الْحَالِقَةُ لَا اَقُوْلُ تَحْلِقُ الشَّعْرَ وَلٰكِنْ تَحْلِقُ الدِّيْنَ. (رواه احمد الترمذی.)

''حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ پہلی قوموں کا مرض تمہارے پاس آ پہنچا ہے وہ حسد ہے، اور بغض کی صفت مونڈ دینے والی ہے۔ (پھر فرمایا کہ) میں یہ نہیں کہتا کہ وہ بالوں کو مونڈ دیتی ہے بلکہ وہ دین کو مونڈ دیتی ہے۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ۴۲۸۔ از احمد و ترمذی)

حسد کرنا

(٦٧) وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ فَاِنَّ الْحَسَدَ يَاْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَاْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ.

(رواه ابوداؤد.)

''حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ تم لوگ حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۲۸۔ از ابوداوٗد)

ف: اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنے بندوں کو نعمتوں سے نوازتا ہے اور حسد کرنے والے حسد میں جلے

جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جس کو جو چاہے دے اس کو کوئی کوئی روکنے والا نہیں ہے۔ لیکن حاسد کو اللہ تعالیٰ کا فیصلہ منظور نہیں، لہٰذا حسد میں جلتا رہتا ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ.

مسلمان کو نقصان پہنچانا یا اس کے ساتھ مکاری کرنا

(٦٨) عَنْ اَبِیْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَلْعُوْنٌ، مَنْ ضَارَّ مُؤْمِنًا او مَکَرَبِه. (رواه الترمذی.)

''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص ملعون ہے جو کسی مومن کو نقصان پہنچائے یا اس کے ساتھ مکر کرے۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۲۸۔ از ترمذی)

کسی کی آبروریزی کرنا

(٦٩) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا عَرَجَ بِیْ مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ اَظْفَارٌ مِّنْ نُّحَاسٍ یَخْمِشُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَصُدُوْرَهُمْ فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَآءِ یَا جِبْرَئِیْلَ قَالَ هٰؤُلَآءِ الَّذِیْنَ یَا کُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ وَ یَقَعُوْنَ فِیْ اَعْرَاضِهِمْ. (رواه ابو داؤد.)

''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس رات میرے رب نے مجھے معراج کرائی میں ایسے لوگوں پر گذرا جن کے ناخن تانبہ کے تھے (جن سے) وہ اپنے چہروں اور سینوں کو چھیل رہے تھے، میں نے کہا اے جبریل (علیہ السلام)! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کے گوشت کھاتے اور ان کی آبروریزی کرتے تھے۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۲۹۔ از ابوداؤد)

ف: کسی بھی طرح سے بے آبرو کرنا مثلاً آگے پیچھے کسی کے بارے میں برے کلمات کہنا، غیبت کرنا، طعن و تشنیع کرنا، یہ وعید ان سب صورتوں کو شامل ہے۔

کسی کو تہمت لگانا

(۷۰) عَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ حَمٰی مُؤْمِنًا مِنْ مُنَافِقٍ بَعَثَ اللّٰہُ مَلَکًا یَّحْمِیْ لَحْمَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مِنْ نَّارِ جَھَنَّمَ وَمَنْ رَمٰی مُسْلِمًا بِشَیْءٍ یُرِیْدُ بِہٖ شَیْنَہٗ حَبَسَہُ اللّٰہُ عَلٰی جَسْرِ جَھَنَّمَ حَتّٰی یَخْرُجَ مِمَّا قَالَ. (رواہ ابوداؤد.)

''حضرت معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جس نے کسی منافق کی بدگوئی سے بچاتے ہوئے کسی مومن کی حمایت کی تو اللہ تعالیٰ شانہ قیامت کے دن اس کے لئے ایک فرشتہ بھیجے گا جو اس کو دوزخ کی آگ سے بچائے گا۔ اور جس نے کسی مسلمان پر کسی چیز کی تہمت لگائی جس سے اس کو عیب دار بتانا مقصود ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کے پل پر روک دیگا یہاں تک کہ وہ کہ اپنی کہی ہوئی بات سے نکل جائے۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۲۴ از ابوداؤد)

ف: ''کہی ہوئی بات سے نکل جائے'' یعنی کسی پر جو تہمت لگائی ہے اس کو صحیح ثابت کرے، ورنہ جھوٹی بات کو صحیح ثابت کرنا ممکن نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا اب یہی صورت ہوسکتی ہے کہ جس پر تہمت لگائی ہے اس کو راضی کرے یا اس کے گناہ اپنے سر لے کر سزا بھگتے۔ جیسا کہ حدیث نمبر ۵۷ میں گذرا۔

جوا کھیلنے والا اور احسان جتانے والا

(۷۱) عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ عَاقٌّ وَلَا قَمَّارٌ وَلَا مَنَّانٌ وَلَا مُدْمِنُ خَمْرٍ. (رواہ الدارمی)

''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ عاق اور جوئے باز اور (کچھ دے کر) احسان جتانے والا اور شراب کی عادت رکھنے والا یہ لوگ جنت میں داخل نہ ہوں گے۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۱۸۔ از دارمی)

ف: جو شخص ماں باپ کو ستائے ان کی نافرمانی کرتا ہو ان کے حقوق ادا نہ کرتا ہو وہ عاق ہے بلکہ جو

شخص دوسرے رشتہ داروں سے قطع رحمی کا معاملہ رکھے لفظ عاق اس کو بھی شامل ہے۔ حدیث کے شارحین نے عقوق کی تفسیر اسی طرح کی ہے۔ اس حدیث میں عاق اور جوئے باز اور احسان جتانے والے اور شراب کی عادت رکھنے والے کے بارے میں فرمایا ہے کہ جنت میں داخل نہ ہوں گے۔

شراب والے دس آدمیوں پر لعنت

(۷۲) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْخَمْرِ عَشَرَةً عَاصِرَهَا وَ مُعْتَصِرَهَا وَ شَارِبَهَا وَ حَامِلَهَا وَالْمَحْمُوْلَةَ اِلَیْهِ وَ سَاقِیَهَا وَ بَائِعَهَا وَاٰکِلَ ثَمَنِهَا وَالْمُشْتَرِیْ لَهَا وَالْمُشْتَرٰی لَهٗ.(رواه الترمذی و ابن ماجه)

''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شراب کے بارے میں دس آدمیوں پر لعنت بھیجی۔

(۱) شراب بنانے والے پر (۲) شراب بنوانے والے پر (۳) اس کے پینے والے پر (۴) اس کے اٹھانے والے پر (۵) اور جس کی طرف اٹھا کر لے جائی جائے اس پر (۶) اس کے پلانے والے پر (۷) اس کے بیچنے والے پر (۸) اس کی قیمت کھانے والے پر (۹) اس کے خریدنے والے پر (۱۰) اور جس کے لئے خریدی جائے اس پر۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۴۲۔ از ترمذی، ابن ماجہ)

ف: ہر شخص غور کرے کہ خود وہ یا اس کے گھر کا کوئی فرد، یا کوئی عزیز وقریب یا دوست کسی حیثیت سے مذکورہ اسباب لعنت میں گرفتار تو نہیں؟

نشہ لانے والی ہر چیز حرام ہے

(۷۳) عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِتْعِ وَ هُوَ نَبِیْذُ الْعَسَلِ فَقَالَ کُلُّ شَرَابٍ اَسْکَرَ فَهُوَ حَرَامٌ. (متفق علیه.)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پینے کی جو بھی چیز نشہ لائے وہ حرام ہے۔" (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۱۷۔از بخاری ومسلم)

نشہ لانے والی چیز کم ہو یا زیادہ سب حرام ہے

(۷۴) عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اَسْکَرَ کَثِیْرُہٗ فَقَلِیْلُہٗ حَرَامٌ. (رواہ الترمذی و ابوداؤد و ابن ماجه)

"حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس چیز کا زیادہ حصہ نشہ لائے اس کا تھوڑا سا حصہ بھی حرام ہے۔" (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۱۷۔از ترمذی، ابوداؤد وابن ماجہ)

نشہ پینے والے کی سزا

(۷۵) وَعَنْهُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنَّ رَجُلاً قَدِمَ مِنَ الْیَمَنِ فَسَاَ لَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وسَلَّمَ عَنْ شَرَابٍ یَشْرَبُوْنَهٗ بِاَرْضِهِمْ مِنَ الذُّرَّةِ یُقَالُ لَهُ الْمُذْرُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمُسْکِرٌ هُوَ؟ قَالَ نَعَمْ! قَالَ کُلُّ مُسْکِرٍ حَرَامٌ اِنَّ عَلَی اللّٰهِ عَهْدًا لِمَنْ یَّشْرَبُ الْمُسْکِرَ اَنْ یَّسْقِیَهٗ مِنْ طِیْنَةِ الْخَبَالِ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا طِیْنَةُ الْخَبَالِ قَالَ عِرْقُ اَهْلِ النَّارِ اَوْ عُصَادَةُ اَهْلِ النَّار. (رواہ مسلم)

"حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ نشہ لانے والی ہر چیز حرام ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ عہد فرمالیا ہے کہ جو شخص نشہ لانے والی چیز پئے گا اللہ تعالیٰ اس کو طِیْنَةَ الخبال پلائے گا، صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! طِیْنَةَ الخبال کیا ہے؟ فرمایا دوزخیوں کا پسینہ (فرمایا) دوزخیوں کے جسم کا نچوڑ۔" (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۱۷۔از مسلم)

باجے بجانا

(۷۶) عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی بَعَثَنِیْ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ وَ هُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ وَاَمَرَنِیْ رَبِّیْ بِمُحِقِّ الْمَعَازِفِ وَالْمَزَامِیْرِ وَالْاَوْثَانِ وَالصُّلُبِ وَاَمْرِ الْجَاهِلِیَّةِ وَ حَلَفَ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ بِعِزَّتِیْ لَا یَشْرَبُ عَبْدٌ مِّنْ عَبِیْدِیْ جُرْعَةً مِّنْ خَمْرٍ اِلَّا سَقَیْتُهٗ مِنَ الصَّدِیْدِ مِثْلَهَا وَلَا یَتْرُکُهَا مِنْ مَخَافَتِیْ اِلَّا سَقَیْتُهٗ مِنْ حِیَاضِ الْقُدُسِ. (رواه احمد)

''حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سب جہانوں کے لئے رحمت اور ہدایت بنا کر بھیجا ہے اور میرے رب عزیز و جلیل نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ گانے بجانے کے سامان مٹادوں اور بتوں کو اور صلیب کو بھی مٹا دوں (عیسائی جس کی تعظیم کرتے ہیں) اور یہ بھی حکم دیا ہے کہ جاہلیت کے کاموں کو مٹا دوں اور میرے رب عزیز و جلیل نے قسم کھائی ہے کہ بندوں میں سے جو بھی کوئی بندہ شراب کا ایک گھونٹ بھی پئے گا اس کو ضرور اسی قدر پیپ پلاؤں گا اور جو بھی کوئی بندہ شراب کو میرے خوف سے چھوڑے گا اس کو مقدس حوضوں سے پلاؤں گا۔''

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۱۸۔ از احمد)

ڈھولک بجانا

(۷۷) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَالْکُوْبَةِ وَالْغُبَیْرَاءِ وَقَالَ کُلُّ مُسْکِرٍ حَرَامٌ.

(رواه ابوداؤد)

''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا شراب سے اور جوئے سے اور ڈھولک سے اور غبیراء سے اور فرمایا کہ نشہ لانے والی ہر چیز حرام ہے۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۱۸۔ از ابوداؤد)

ف: غبیراء اس زمانے میں ایک شراب تھی جسے اہل حبشہ جوار سے بنایا کرتے تھے۔ ان چند

روایات سے معلوم ہوا کہ شراب کی ہر قسم حرام ہے کم ہو یا زیادہ اور گانا بجانا بھی حرام، ڈھولک، سارنگی اور ہارمونیم وغیرہ گانے بجانے کا سامان ''معازف ومزامیر'' میں شامل ہے جس کے بارے میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں ان کو مٹانے کے لئے آیا ہوں۔

دیوث بننا

(۷۸) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثَۃٌ قَدْحَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمُ الْجَنَّۃَ مُدْمِنُ الْخَمْرِ وَالْعَاقُّ وَالدَّیُّوْثُ الَّذِیْ یُقِرُّ فِی اَھْلِہِ الْخُبْثَ. (رواہ احمد والنسائی)

''حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ تین شخص ایسے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام فرمادی ہے۔ اول وہ شخص جو شراب پیتا رہتا ہے۔ دوسرا وہ شخص جو والدین کی نافرمانی کرتا ہے، تیسرا دیوث جو اپنے اہل و عیال میں برے کام (یعنی زنا اور زنا کے متعلق چیزوں کو) ہونے دیتا ہے۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۱۸۔ از احمد نسائی)

کسی کو فاسق یا کافر کہنا

(۷۹) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَرْمِی رَجُلٌ رَجُلاً بِالْفُسُوْقِ وَ لَا یَرْمِیْہِ بِالْکُفْرِ اِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَیْہِ اِن لَّمْ یَکُنْ صَاحِبُہٗ کَذٰلِکَ. (رواہ البخاری)

''حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوئی شخص جب کسی دوسرے کو فاسق یا کافر کہے تو اس کا یہ کلمہ اسی پر لوٹ آتا ہے اگر وہ ایسا نہ ہو جس کے بارے میں فاسق یا کافر کہا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۱۱۔ از بخاری)

گالی دینا

(۸۰) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهٗ كُفْرٌ. (متفق عليه)

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ مسلمان سے گالی گلوچ کرنا بڑی گناہ گاری ہے اور اس سے قتال یعنی جنگ کرنا کفر ہے۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۱۱۔ از بخاری ومسلم)

جھوٹ بولنا

(۸۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلَكُ مِيْلاً مِّنْ نَتْنِ مَا جَاءَ بِهٖ. (رواه الترمذی)

''حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی بندہ جھوٹ بولے تو فرشتہ اس کی بات کی بدبو کی وجہ سے ایک میل دور چلا جاتا ہے۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۱۳۔ از ترمذی)

چغلی کھانا

(۸۲) عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ. (متفق عليه)

''حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ چغل خور جنت میں داخل نہ ہوگا۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۱۱۔ از بخاری ومسلم)

دوغلہ پن اختیار کرنا

(۸۳) عَنْ عَمَّارٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ ذَاوَجْهَيْنِ فِي الدُّنْيَا كَانَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِسَانٌ مِّنْ نَّارٍ. (رواه الدارمی)

''حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ دنیا میں جس کے دو چہرے تھے قیامت کے دن اس کی زبان آگ کی ہوگی۔''
(مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۱۳۔ از دارمی)

طعن کرنا

(۸۴) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَانِ وَلَا بِاللَّعَانِ وَلَا الفَاحِشُ وَلَا الْبَذِیُّ.(رواه الترمذی)

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ مومن طعن کرنے والا اور لعنت بکنے والا اور بدعمل اور بدزبان نہیں ہوتا۔''(مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۱۳۔ از ترمذی)

کسی پر لعنت کرنا

(۸۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَکُوْنُ الْمُؤْمِنُ لَعَّانًا وَ فِیْ رَوَایَةٍ لَا یَنْبَغِیْ لِلْمُؤْمِنِ اَنْ یَّکُوْنَ لَعَّانًا. (رواه الترمذی)

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن لعنت بکنے والا نہیں ہوتا۔''(مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۱۳ از ترمذی)

(۸۶) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلَاعَنُوْا بِلَعْنَةِ اللّٰهِ وَلَا بِغَضَبِ اللّٰهِ وَلَا بِجَهَنَّمَ وَ فِیْ رَوَایَةٍ وَلَا بِالنَّارِ. (رواه الترمذی و ابوداؤد.)

''حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ آپس میں یوں نہ کہو کہ تجھ پر اللہ کی لعنت ہو اور نہ ایک دوسرے کو یوں کہو کہ تجھ پر اللہ کا غضب نازل ہو اور نہ یوں کہو کہ تو دوزخ میں جائے۔''(مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۱۳۔ از

ترمذی، ابوداؤد)

کسی کی نقل اتارنا

(۸۷) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَسْبُكَ مِنْ صَفِيَّةَ كَذَا وَ كَذَا تَعْنِيْ قَصِيْرَةً فَقَالَ لَقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً لَوْ مُزِجَ بِهَا الْبَحْرُ لَمَزَجَتْهُ. (رواه احمد و الترمذی)

''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک واقعہ بیان فرمایا، وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی (ایک دوسری بیوی) صفیہ کا چھوٹا قد بتانے کے لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ وہ اتنی سی ہے۔ یہ سن کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ تو نے ایک ایسا کلمہ کہا ہے کہ اگر سمندر میں ملا دیا جائے تو اس کو بگاڑ کر رکھ دے گا۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۱۴۔ از احمد، ترمذی)

والدین کوستانا

(۸۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِضَى الرَّبِّ فِيْ رِضَى الْوَالِدِ وَ سَخَطُ الرَّبِّ فِيْ سَخَطِ الْوَالِدِ. (رواه الترمذی.)

''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی والد کی رضامندی میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۱۹، از ترمذی)

(۸۹) عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ الذُّنُوْبِ يَغْفِرُ اللّٰهُ مِنْهَا مَاشَاءَ اِلَّا عُقُوْقَ الْوَالِدَيْنِ فَاِنَّهٗ يُعَجِّلُ لِصَاحِبِهٖ فِي الْحَيٰوةِ قَبْلَ الْمَمَاتِ. (رواه البيهقی فی شعب الايمان)

''حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جتنے بھی گناہ ہیں اللہ تعالیٰ چاہے گا تو ان کو معاف فرمادے گا۔ لیکن ماں باپ کا ستانا

ایسا گناہ ہے کہ اللہ تعالیٰ موت سے پہلے زندگی میں اس کی سزا دیتا ہے۔" (مشکوٰۃ المصابیح ص۴۲۱۔ از بیہقی)

قطع رحمی کرنا

(۹۰) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ عَلٰى قَوْمٍ فِيْهِمْ قَاطِعُ رَحِمٍ. (رواه البيهقي.)

"حضرت عبداللہ بن اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس قوم میں کوئی قطع رحمی کرنے والا موجود ہو اس پر رحمت نازل نہیں ہوتی۔" (مشکوٰۃ المصابیح ص۴۲۰۔ از بیہقی)

ف: والدین اور دیگر رشتہ داروں سے تعلق نہ رکھنے کو قطع رحمی کہا جاتا ہے اور اس کا بڑا وبال ہے۔ **دیکھئے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایسے لوگوں پر رحمت نازل نہیں ہوتی جن میں قطع رحمی کرنے والا موجود ہو۔**

پڑوسی کو ستانا

(۹۱) عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَّا يَاْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ. (رواه مسلم.)

"حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے بے خوف نہ ہو۔" (مشکوٰۃ المصابیح ص۴۲۲۔ از مسلم)

کاہن یا نجومی وغیرہ سے غیب کی باتیں معلوم کرنا

(۹۲) عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَتٰى عَرَّافًا فَسَاَلَهٗ شَيْئًا لَّمْ يُقْبَلْ لَهٗ صَلٰوةُ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً.

(رواہ مسلم)

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جو شخص کسی ایسے شخص کے پاس آیا جو غیب کی خبریں بتاتا ہو تو چالیس رات اس کی کوئی نماز قبول نہ ہوگی (اس سے رات دن مراد ہیں۔ عربی کے محاورہ میں جب اس طرح بولتے ہیں تو چالیس رات دن کا عرصہ مراد ہوتا ہے۔) (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۹۳۔ از مسلم)

جھوٹی قسم کھا کر مال فروخت کرنا

(۹۳) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثَةٌ لَا یُکَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ وَلَا یُزَکِّیْهِمْ قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ خَابُوْا وَ خَسِرُوْا مَنْ هُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ الْمُسْبِلُ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهٗ بِالْحَلْفِ الْکَاذِبِ. (رواہ مسلم)

''حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین شخص ایسے ہیں جن سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کلام نہیں فرمائے گا اور نہ ان کو (نظر رحمت سے) دیکھے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا۔'' حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ محروم ہوں اور نقصان میں پڑیں یہ کون لوگ ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ:

(۱) جو (کپڑا ٹخنے سے نیچے) لٹکاتا ہو۔

(۲) جو (کسی کے ساتھ سلوک کرکے) احسان جتاتا ہو۔

(۳) جو اپنے بیچنے کے سامان کو جھوٹی قسم کے ذریعہ چالو کرتا ہو۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۴۳ از مسلم)

عیب چھپا کر بیچ دینا

(۹۴) عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ بَاعَ عَیْبًا لَمْ یُنَبِّهْ لَمْ یَزَلْ فِیْ مَقْتِ اللّٰهِ اَوْ لَمْ تَزَلِ الْمَلٰئِکَةُ تَلْعَنُهٗ. (رواہ ابن ماجه)

''حضرت واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے کسی (چیز کو) عیب (کے ساتھ) فروخت کر دیا اور اس سے خریدار کو آگاہ نہیں کیا تو برابر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں رہے گا یا (فرمایا کہ) اس پر فرشتے لعنت کرتے رہیں گے۔'' (مشکوۃ المصابیح ص ۲۴۹۔از ابن ماجہ)

غیر اللہ کے لئے ذبح کرنا اور زمین کی حد بندی کی نشانی چرانا

(۹۵) عَنْ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ ذَبَحَ لِغَیْرِ اللّٰہِ وَ لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ سَرَقَ مَنَارَ الْاَرْضِ وَ لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَہٗ وَ لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ اٰوٰی مُحْدِثًا. (رواہ مسلم.)

''حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس پر جو غیر اللہ کے لئے ذبح کرے اور اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس پر جو زمین کی نشانی چرائے اور اللہ کی لعنت ہو اس پر جو اپنے باپ پر لعنت کرے اور اللہ کی لعنت ہو اس پر جو کسی ایسے شخص کو ٹھکانا دے جس نے (دین اسلام میں عمل یا عقیدہ کے اعتبار سے) کوئی نئی چیز نکالی ہو۔'' (صحیح مسلم ص ۱۶۰ ج ۲)

ف: اس حدیث میں چند لوگوں پر لعنت فرمائی ہے۔

اول۔ وہ شخص جو غیر اللہ کے لئے ذبح کرے یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے قربانی کرتے ہیں یا حج میں جانور ذبح کرتے ہیں اسی طرح بت یا پیر فقیر کے لئے ذبح کرے تاکہ وہ خوش ہو جائے یہ شرک جلی ہے۔

دوم۔ اس پر لعنت بھیجی جو زمین کی نشانی چرائے۔ صحیح مسلم کی ایک روایت میں سَرَقَ کی جگہ لفظ غَیَّرَ بھی وارد ہوا ہے۔ یعنی اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو جو زمین کی نشانی بدل دے۔ یہ کام زیادہ تر دیہاتی کاشت کار کیا کرتے ہیں۔ کھیتوں کے درمیان جو مینڈ بنادی جاتی ہے اس کو کاٹ کر دوسرے کے کھیت کا حصہ اپنے کھیت میں ملانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کھیتوں کے درمیان فاصلہ

قائم کرنے کے لئے جونشانیاں قائم کردی جاتی ہیں ان کو چرا کر ضائع کر دیتے یا ان کی جگہ سے ہٹا کر دوسری جگہ رکھ دیتے ہیں تا کہ پتہ نہ چلے کہ کس کی زمین کہاں تک ہے۔ پھر موقعہ پا کر راتوں رات دوسرے کی زمین اپنی زمین میں ملا لیتے ہیں، یا پٹواری کو کچھ لے دے کر نقشہ بدلوا کر یا کسی طرح دوسرے کی زمین اپنے نام کرا لیتے ہیں، یہ سب لعنت کے کام ہیں۔

سوم۔ اس پر لعنت فرمائی جو اپنے والد پر لعنت کرے، اس کا مطلب واضح ہے اور اس گناہ میں بہت سے ان پڑھ اور پڑھے لکھے مہذب لوگ مبتلا ہیں۔

چہارم۔ اس پر لعنت فرمائی جو کسی ایسے شخص کو ٹھکانہ دے جس نے دین اسلام میں کوئی نئی بات نکالی۔ بدعت اعتقادی ہو یا عملی دونوں قسم کی بدعت مردود ہے جو شخص کسی بدعتی کو ٹھکانہ دے وہ اس کا مددگار ہے اس لئے مستحق لعنت ہوا۔

بیوی کو شوہر سے متنفر کرنا

(۹۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ خَبَّبَ امْرَأَةً عَلٰی زَوْجِهَا اَوْ عَبْدًا عَلٰی سَیِّدِهٖ.

(رواه ابو داؤد.)

’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو کسی عورت کو اس کے شوہر کے حق میں بگاڑ دے یا کسی غلام کو اس کے آقا کے حق میں بگاڑ دے۔‘‘ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۸۲۔ از ابوداؤد)

ف: ’’شوہر کے خلاف بگاڑ دے‘‘ یعنی سمجھا بجھا کر اسے شوہر کے خلاف چڑھا دے اور بہکا کر پھسلا کر اس کی مخالف بنا دے۔ بہت سے لوگوں کو لڑوانے کی عادت ہے، یہ لوگ میاں بیوی کو لڑوانے سے بھی نہیں چوکتے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی کی بیوی کو اس کے خلاف کردے وہ ہم سے نہیں ہے۔

نسب بدلنا

(۹۷) عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ وَاَبِیْ بَکْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنِ ادَّعٰی اِلٰی غَیْرِ اَبِیْهِ وَهُوَ یَعْلَمُ فَالجَنَّةُ عَلَیْهِ حَرَامٌ. (متفق علیه.)

''حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جس نے جانتے ہوئے اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے کو اپنا باپ بتایا تو اس پر جنت حرام ہے۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۸۷۔ از بخاری ومسلم)

ف: آج کل نسب بدلنے کی بری وباء چلی ہے۔ بڑی ڈھٹائی کے ساتھ لوگ سادات یا شیوخ صدیقی، فاروقی، عثمانی، علوی، رضوی بن جاتے ہیں۔ اس حدیث میں ایسے لوگوں کے لئے خاص تنبیہ اور وعید شدید ہے۔

متکبروں کا حشر

(۹۸) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یُحْشَرُ الْمُتَکَبِّرُوْنَ اَمْثَالَ الذَّرِّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْ صُوَرِ الرِّجَالِ یَغْشَاهُمُ الذُّلُّ مِنْ کُلِّ مَکَانٍ یُسَاقُوْنَ اِلٰی سِجْنٍ فِیْ جَهَنَّمَ یُسَمّٰی بُوْلَسَ تَعْلُوْهُمْ نَارُ الْاَنْیَارِ یُسْقَوْنَ مِنْ عُصَادَةِ اَهْلِ النَّارِ طِیْنَةِ الْخَبَالِ.(رواه الترمذی)

''حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہم اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تکبر والوں کا حشر قیامت کے دن چیونٹیوں کی طرح ہوگا (جسم چیونٹیوں کے برابر ہوں گے اور) صورتیں انسانوں کی ہوں گی، ہر طرف سے ان پر ذلت چھائی ہوگی۔ ان کو دوزخ کے جیل خانہ کی طرف چلایا جائے گا جس کا نام بولس ہے۔ ان پر آگوں کو جلانے والی آگ چڑھی ہوگی اور ان کو دوزخیوں کے جسم کا نچوڑ پلایا جائے گا۔ (جس کا نام) طِینَۃُ الْخَبَال ہے۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۳۳۔ از ترمذی)

زناکاری

(۹۹) عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَعَدَ عَلٰی فِرَاشِ مَغِیْبَةٍ قَیَّضَ اللّٰهُ لَه، ثُعْبَانًا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ. (رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ الْکَبِیْرِ مِنْ رِوَایَةِ ابْنِ لَهِیْعَةٍ.)

''حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جوشخص کسی ایسی عورت کے بستر پر بیٹھا کہ جس کا شوہر موجود نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر ایک اژدہا مسلط فرمادے گا۔'' (الترغیب والترہیب ص ۲۷۹ ج ۳ عن الطبرانی فی الاوسط الکبیر)

ف: چونکہ زنا عموماً شوہر والی عورت سے اسی صورت میں ہوتا ہے جب کہ شوہر موجود نہ ہو، اس لئے مذکورہ بالا حدیث میں یہ فرمایا کہ جس کا شوہر موجود نہ ہو اور اگر کسی کا شوہر موجود ہو اور دیوث ہو اور زناکاری کی اجازت ہو تو زنا تب بھی حرام ہے۔

زنا اور سود بربادی کا سبب ہیں

(۱۰۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ظَهَرَ الزِّنَا وَالرِّبَا فِیْ قَرْیَةٍ فَقَدْ اَحَلُّوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَذَابَ اللّٰهِ. (رَوَاهُ الْحَاکِمُ وَ قَالَ صَحِیْحُ الْاَسْنَادِ.)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جب کسی آبادی میں زنا اور سود خوری کا رواج عام ہو جائے تو ان لوگوں نے اپنی جانوں پر اللہ کا عذاب حلال کرلیا۔'' (الترغیب والترہیب ص ۲۷۸ ج ۳ عن مستدرک الحاکم)

(۱۰۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ زَنَا اَوْ شَرِبَ الْخَمْرَ نَزَعَ اللّٰهُ مِنْهُ الْاِیْمَانَ کَمَا یَخْلَعُ الْاِنْسَانُ الْقَمِیْصَ مِنْ رَأْسِهٖ. (رواہ الحاکم)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے کہ جس نے زنا کیا اور شراب پی، تو اللہ تعالیٰ اس سے ایمان کو اس طرح نکال دے گا جیسا کہ انسان اپنے سر سے کرتے کو نکال دیتا ہے۔ (الترغیب والترہیب ص ۲۷۳ ج ۳ از مستدرک حاکم)

ف: اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جس نے زنا کیا ایمان اس کا نکل گیا، پس اگر توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔

(وعند الطبرانی اَلرَّجُلُ مِنَ الصَّحَابَةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ زَنیٰ خَرَجَ مِنَ الْاِيْمَانِ فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ.)

بڑھاپے میں زنا کرنا۔

(۱۰۲) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ شَيْخٌ زَانٍ وَ مَلِكٌ كَذَّابٌ وَ عَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ. (رواہ مسلم والنسائی)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ تین شخص ایسے ہیں جن سے اللہ قیامت کے دن کلام نہ فرمائے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا اور نہ ان کی طرف (نظر رحمت سے) دیکھے گا اور ان کو دردناک عذاب ہوگا۔ نمبر۱ بوڑھا زناکار نمبر۲ جھوٹا بادشاہ نمبر۳ تنگ دست متکبر۔ (الترغیب والترہیب ص ۲۷۵ ج ۳۔ از مسلم ونسائی)

ف: زنا، جھوٹ اور متکبر تینوں گناہِ کبیرہ ہیں۔ لیکن خصوصیت کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث میں تین شخصوں کا ذکر اس لئے فرمایا ہے کہ بوڑھے آدمی کو زنا کرنے کا کوئی خاص داعیہ نہیں۔ اس لئے اس کا گناہ زیادہ سخت ہے۔ اسی طرح بادشاہ یا کوئی بھی صاحب اقتدار جسے اختیارات حاصل ہیں اسے جھوٹ بولنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اسی طرح جس کے پاس کچھ بھی نہیں بالکل فقیر محض ہے تکبر کا کوئی سامان نہیں، پھر بھی تکبر کرتا ہے۔ ویسے تو مالدار کو بھی تکبر کرنا گناہ ہے، لیکن تنگ دست

کا متکبر ہونا بہت زیادہ برا ہے جیسا کہ اوپر کی حدیث سے معلوم ہوا۔

کسی مرد یا عورت سے اغلام کرنا سبب لعنت ہے

(۱۰۳) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَلْعُوْنٌ مَّنْ اَتٰی اِمْرَاءَ تَهٗ فِیْ دُبُرِهَا. (رواه ابو داؤد)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص ملعون ہے جو اپنی بیوی کے پیچھے والے حصہ (پاخانہ کی جگہ) میں شہوت پوری کرے۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۷۶۔ از احمد وابوداؤد)

(۱۰۴) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ عَزَّ و جَلَّ اِلٰی رَجُلٍ اَتٰی رَجُلاً اَوِامْرَاَ ةً فِیْ دُبُرِهَا. (رواه الترمذی والنسائی و ابن ماجه حبان فی صحیحه)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظر رحمت سے نہ دیکھے گا جس نے کسی مرد یا عورت سے پیچھے کے راستے سے شہوت پوری کی۔'' (الترغیب والترہیب ص ۲۸۹ ج ۳۔ از ترمذی، ونسائی وابن حبان)

ف: اپنی بیوی یا کسی لڑکے یا کسی مرد سے اغلام (پاخانہ کی جگہ میں شہوت پوری) کرنا سخت حرام ہے۔

(۱۰۵) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَتٰی النِّسَاءَ فِیْ اَعْجَازِ هِنَّ فَقَدْ كَفَرَ. (رواه الطبرانی فی الاوسط و رواته ثقات)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جو شخص عورتوں کے پیچھے والے راستے میں آیا (یعنی اس جگہ اپنی شہوت پوری کی) تو اس نے کفر کا کام کیا۔ (الترغیب والترہیب ص ۲۹۰ ج ۳ عن الطبرانی فی الاوسط)

(۱۰۶) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ ذَبَحَ لِغَیْرِ اللّٰہِ وَ لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ غَیَّرَ تُخُوْمَ الْاَرْضِ وَلَعَنَ اللّٰہُ مَنْ کَمَہَ اَعْمٰی عَنِ السَّبِیْلِ وَ لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ سَبَّ وَالِدَیْہِ وَ لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ تَوَلّٰی غَیْرَ مَوَالِیْہِ وَ لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ قَالَھَا ثَلَاثًا فِیْ عَمَلِ قَوْمِ لُوْطٍ. (رواہ ابن حبان فی صحیحۃ والبیھقی)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر لعنت کی جو غیر اللہ کے لئے ذبح کرے اور اللہ نے اس پر لعنت کی ہے جو زمین کے نشانات بدل دے، اور اللہ تعالیٰ نے اس پر لعنت کی ہے جو نابینا کو راستے سے ہٹا دے (یعنی صحیح راستہ سے ہٹا کر غلط راستہ بتلا دے) اور اللہ نے لعنت کی اس شخص پر جو اپنے ماں باپ کو گالی دے اور اللہ نے لعنت کی اس شخص پر جو اپنے موالی کو چھوڑ کر دوسروں سے ولاء کا تعلق جوڑ لے، اور اللہ نے لعنت کی اس شخص پر جو حضرت لوط علیہ السلام کی قوم والا عمل کرے، اس آخری بات کو آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا۔'' (الترغیب والترہیب ص ۲۹۰ ج ۳۔ از ابن حبان والبیہقی)

ف: اپنے موالی چھوڑ کر دوسروں سے ولاء کا تعلق قائم کرنا، اس بات کو سمجھنے کے لئے باندی اور غلاموں کے مسائل جاننا ضروری ہیں۔ جو شرعی غلام اور باندی ہوتے تھے ان کو آزاد کرنے کے بعد ایک خاص تعلق باقی رہ جاتا تھا اس کو ولاء کہتے تھے۔ جب سے مسلمانوں نے شرعی جہاد چھوڑا ہے تو غلام باندیوں سے محروم ہو گئے۔

اس حدیث کے اکثر مضامین حدیث میں گذر چکے ہیں۔ اس میں حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے عمل اغلام کرنے والوں پر جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین بار لعنت بھیجی ہے اس لئے یہاں یہ حدیث نقل کی گئی۔

عورت کا خوشبو لگا کر مردوں پر گذرنا زنا ہے

(۱۰۷) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ وَالْمَرْأَةُ إِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِيَ كَذَا وَ كَذَا يَعْنِيْ زَانِيَةً. (رواه ابو داؤد و الترمذی وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ)

''حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (غیر محرم کو دیکھنے والی) ہر آنکھ زانیہ ہے اور عورت جب خوشبو لگا کر مجلس کے قریب سے گذرے تو وہ ایسی ایسی ہے یعنی (ایسی ایسی کہہ کر) زانیہ مراد لیا۔ (الترغیب والترہیب ص۸۴ ج ۳۔ از ابوداؤد والترمذی)

بدنظری زنا ہے

(۱۰۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَيْنَانِ تَزْنِيَانِ وَالرِّجْلَانِ تَزْنِيَانِ وَالْفَرْجُ يَزْنِيْ. (رواہ احمد باسناد صحیح)

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ دونوں آنکھیں زنا کرتی ہیں اور دونوں پاؤں زنا کرتے ہیں اور شرمگاہ زنا کرتی ہے۔'' (الترغیب والترہیب ص۳۶ ج ۳۔ از احمد)

ف: دوسری حدیث میں ہے کہ آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے اور زبان کا زنا بولنا ہے، کانوں کا زنا سننا ہے، ہاتھوں کا زنا پکڑنا ہے، اور دل خواہش کرتا ہے اور آرزو رکھتا ہے اور شرم کی جگہ اس خواہش کو سچی یا جھوٹی کر دیتی ہے (یعنی موقع لگ گیا تو اصل گناہ ہو جاتا ہے ورنہ رہ جاتا ہے۔) لیکن دوسرے اعضاء کا زنا جو اس کا گناہ لکھا جاتا ہے۔ نفسانی خواہش سے جو نظر ڈالی جائے، جو بات سنی جائے یا جو بات کی جائے اور جو چھوا جائے اور جو بری جگہ چل کر جایا جائے، یہ سب اعضاء کا زنا ہے۔

غیروں کی مشابہت اختیار کرنا

(۱۰۹) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ. (رواہ احمد و ابو داؤد.)

''حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم نے کہ جس شخص نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی تو وہ ان ہی میں سے ہے۔" (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۷۵۔ از احمد، ابوداؤد)

ف: جو شخص اعتقاد یا عمل یا شکل وصورت میں کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ ان ہی میں سے شمار ہوگا۔

ڈاڑھی منڈانا یا کاٹنا

(۱۱۰) عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَالِفُوْا الْمُشْرِکِیْنَ اَوْفِرُوْا اللُّحٰی وَاحْفُوْا الشَّوَارِبَ وَ فِیْ رِوَایَةٍ اَنْهِکُوْا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوْا اللُّحٰی. (متفق علیه)

"حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ڈاڑھیوں کو خوب بڑھاؤ اور مونچھوں کو خوب اچھی طرح سے کاٹو۔" (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۸۰۔ از بخاری ومسلم)

ف: ڈاڑھی مونڈنا یا ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے۔ (ایک مشت سے کم، یہ بھی صحیح احادیث کے خلاف ہے)۔

مونچھیں بڑھانا

(۱۱۱) عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَّمْ یَاْ خُذْ مِنْ شَارِبِهٖ فَلَیْسَ مِنَّا. (رواہ احمد و الترمذی والنسائی)

"حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنی مونچھیں نہ تراشے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔" (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۸۱۔ از احمد، ترمذی، نسائی)

ف: ان لوگوں کو اس سے نصیحت حاصل کرنا لازم ہے جو خوب بڑی بڑی مونچھیں رکھتے ہیں اور

مونچھیں کاٹنے کو اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں۔

عورتوں کا بالوں میں بال ملانا

(۱۱۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ. (رواه البخاری و مسلم وغیرھما)

''حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت بھیجی بالوں میں بال ملانے والی پر اور بالوں میں ملوانے والی اور گودنے والی پر اور بال گدوانے والی پر۔'' (الترغیب والترہیب ص۱۲۰ ج ۳۔ از بخاری ومسلم)

ف: عرب میں یہ دستور تھا کہ سر کے بال پھیلانے اور لمبے کرنے کے لئے عورتیں دوسری عورتوں کے بال ملوالیا کرتی تھیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ملانے والی، ملوانے والی، دونوں پر لعنت فرمائی ہے اور کچھ عورتیں جسم گودا کرتی تھیں اور کچھ عورتیں گدوایا کرتی تھیں جس کا طریقہ یہ تھا کہ سوئی وغیرہ سے جسم میں نشان کر کے سرمہ وغیرہ بھر دیتی تھیں اور یہ طریقہ اب بھی جاری ہے۔ ہندوستان کے ہندوؤں میں پہلے دیکھا کرتے تھے اب مسلمانوں نے بھی اختیار کر لیا ہے جو کہیں کہیں نظر آتا ہے۔

بالوں میں بال ملانا بھی مذموم طریقہ ہے اور لعنت کا سبب ہے اس نے بھی بہت رواج پالیا ہے اور بہت سے مرد بھی اس کو اپنا لیتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کو نہیں دیکھتے صرف رواج کو دیکھ کر عمل کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

(۱۱۳) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اِنَّهٗ قَالَ : لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ، فَقَالَتْ لَهٗ اِمْرَاَةٌ فِيْ ذٰلِكَ، فَقَالَ وَمَالِيَ لَا اَلْعَنُ مَنْ لَعَنَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه علیه وسلّم. وَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَا اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا. (رواه

البخاری و مسلم و ابو داؤد والترمذی و ابن ماجه)

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت بھیجی گودنے والیوں اور گدوانے والیوں پر اور چہرے کے بال اکھاڑنے والیوں پر، اور لعنت بھیجی ان عورتوں پر جو حسن کے لئے دانتوں کو گھسا کر باریک بناتی ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بدلنے والی ہیں۔ یہ سن کر ایک عورت نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کچھ اعتراض کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں اس پر کیوں لعنت نہ بھیجوں جس پر اللہ تعالیٰ کے رسول نے لعنت بھیجی اور وہ اللہ کی کتاب میں بھی ملعون ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وما اٰتکم الرّسول فخذوہ و ما نھاکم عنه فانتھوا (اللہ کا رسول جس چیز کا تم کو حکم دے اس کو قبول کرو اور جس چیز سے تم کو روکے اس سے رک جاؤ۔'' (الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۱۲۰۔ از بخاری ومسلم وغیرہما)

ف: اس سے پہلی روایت میں بالوں میں بال ملانے اور بالوں میں بال ملوانے پر لعنت کا تذکرہ تھا۔ اس حدیث میں بال اکھاڑنے والی پر لعنت فرمائی جیسا کہ بہت سی عورتیں بھوؤں کو خم دار بنانے کے لئے موچنے سے اکھاڑتی ہیں۔ نیز یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ان عورتوں پر اللہ کی لعنت ہو جو اپنے دانتوں کو گھسا کر دانتوں کے درمیان میں خلا پیدا کرتی ہیں۔

مردوں کو زنانہ پن اور عورتوں کو مردانہ وضع اختیار کرنا

(۱۱۴) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰہُ الْمُتَشَبِّھِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّھَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ. (رواه البخاری)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں (یعنی عورتوں جیسی شکل صورت بنائیں یا ان کے جیسا پہناوا پہنیں) اور اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کریں۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۸۰۔ از بخاری)

نام ونمود کے لئے لباس پہننا

(۱۱۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ فِی الدُّنْیَا اَلْبَسَهُ اللّٰهُ ثَوْبَ مَذِلَّةٍ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ. (رواہ احمد و ابو داؤد ابن ماجه)

''حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جس نے نام ونمود کے لئے دنیا میں لباس پہنا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو ذلت کا لباس پہناوئے گا۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۷۵۔ از احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ)

دکھاوے کے لئے زیور پہننا

(۱۱۶) عَنْ اُخْتٍ لِّحُذَیْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ اَمَا لَكُنَّ فِی الْفِضَّةِ مَا تُحَلِّیْنَ بِهٖ اَمَا اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تُحَلّٰی ذَهَبًا تُظْهِرُهٗ اِلَّا عُذِّبَتْ بِهٖ. (رواہ ابو داؤد والنسائی)

''حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک بہن سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ ''اے عورتو! کیا چاندی کا زیور پہن کر تمہارا کام نہیں چل سکتا؟ (یعنی چاندی سے کام چلانا چاہئیے اس میں فخر اور تکبر نہیں ہوتا پھر فرمایا کہ) خبردار! تم میں سے جو عورت سونے کا زیور پہن کر دکھاوا کرے گی تو اس کو اس کی وجہ سے عذاب دیا جائے گا۔''

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۷۹۔ از ابوداؤد، نسائی)

ننگی عورتیں

(۱۱۷) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صِنْفَانِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ لَمْ اَرَهُمَا قَوْمٌ مَعَهُمْ سِیَاطٌ كَاَذْنَابِ الْبَقَرِ یَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ وَ نِسَاءٌ كَاسِیَاتٌ عَادِیَاتٌ مُمِیْلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُءُ وْسُهُنَّ كَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا یَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا یَجِدْنَ رِیْحَهَا وَاِنَّ رِیْحَهَا

لَتُوجَدُ مِنْ مَّسِيرَةِ كَذَا كَذَا . (رواه مسلم.)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ دوزخیوں کے دو گروہ میں نے نہیں دیکھے (جو میرے بعد ظاہر ہوں گے)۔

(۱) کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو بیلوں کی دموں کی طرح کوڑے لئے پھرتے ہوں گے جن سے وہ لوگوں کو (ظلماً) مارا کریں گے۔

(۲) ایسی عورتیں ہوں گی جو کپڑے پہنے ہوئے بھی ننگی ہوں گی، (غیر مرد کو اپنی طرف) مائل کرنے والی ہوں گی (اس کی طرف) مائل ہونے والی ہوں گی، ان کے سر ایسے (پھولے ہوئے) ہوں گے جیسے بڑے بڑے اونٹوں کے جھکے ہوئے کوہان ہوتے ہیں، یہ عورتیں جنت میں داخل نہ ہوں گی اور جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھیں گی، حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی اتنی دور سے محسوس کی جاتی ہے۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۰۶۔ از مسلم)

ف: عریاں اور چست لباس پہننے والی عورتیں (اور پہنانے والے مرد) اس حدیث میں وارد شدہ وعید پر غور کریں۔

ٹخنہ سے نیچا کپڑا پہننا

(۱۱۸) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْاِزَارِ فِی النَّارِ ۔ (رواه البخاری)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ٹخنوں سے نیچے جو تہبند ہو وہ دوزخ میں (لے جانے والا) ہے۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۷۳۔ از بخاری)

ف: ٹخنہ سے نیچے جو بھی کپڑا ہو مثلاً پاجامہ، شلوار، لنگی، تہبند، کرتا چوغہ اور پینٹ وغیرہ سب حرام ہے اور دوزخ میں لے جانے کا ذریعہ ہے۔ (نمازی حضرات ذرا غور کریں کہ جس نماز میں کپڑا ٹخنے سے نیچے ہوگا تو اس نماز اور نمازی کا کیا حال ہوگا۔ افسوس کہ اس مسئلہ میں بعض علماء بھی توجہ نہیں کرتے دوسروں کو کیا سمجھائیں گے خود ان کے اپنے کپڑے بھی ٹخنے سے نیچے رہتے ہیں بلکہ نماز

کے اندر بھی اس طرف سے بے اعتنائی برتتے ہیں (مصحح) اعاذنا اللّٰہ منھا

مردوں کو سونا اور زیور پہننا

(۱۱۹) عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُحِلَّ الذَّهَبُ وَالْحَرِیْرُ لِلْاِنَاثِ مِنْ اُمَّتِیْ وَ حُرِّمَ عَلٰی ذُکُوْرِهَا. (رواه الترمذی.)

''حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کی عورتوں کے لئے سونا اور ریشم (اللہ کی طرف سے) حلال قرار دیا گیا ہے اور میری امت کے مردوں پر ان دونوں کو حرام قرار دیا گیا۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۷۵۔ از ترمذی)

گھر میں تصویر یا کتا رکھنا

(۱۲۰) عَنْ اَبِیْ طَلْحَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِکَةُ بَیْتًا فِیْهِ کَلْبٌ وَّلَا تَصَاوِیْرُ''. (متفق علیه)

''حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (رحمت کے) فرشتے کسی ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کوئی کتا یا تصویر ہو۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۸۵۔ از بخاری و مسلم)

تصویر بنانا

(۱۲۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰہِ الْمُصَوِّرُوْنَ. (متفق علیه)

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عذاب والے

تصویریں بنانے والے ہیں۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۸۵۔از بخاری ومسلم)

ف: تصویر بنانا عام ہے ہاتھ سے ہو یا کیمرہ کے ذریعہ، بہر صورت تصویر بنانا حرام ہے بشرطیکہ جاندار کی تصویر ہو۔درخت، پہاڑ، مسجد وغیرہ کی تصویر بنا سکتے ہیں۔

(۱۲۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ کُلُّ مُصَوِّرٍ فِی النَّارِ یُجْعَلُ لَہٗ بِکُلِّ صُوْرَۃٍ صَوَّرَھَا نَفْسًا فَیُعَذِّبُہٗ، فِیْ جَھَنَّمَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاِنْ کُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلاً فَاصْنِعَ الشَّجَرَ وَمَا لَا رُوْحَ فِیْہِ. (متفق علیہ)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ ہر تصویر بنانے والا دوزخ میں ہوگا جو بھی کوئی تصویر اس نے بنائی ہوگی اس کو ایک جاندار چیز بنا دی جائے گی جو جہنم میں اس کو عذاب دے گی۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۸۵۔از مسلم وبخاری)

نجومی اور کاہن کے پاس جانا

(۱۲۳) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَتٰی کَاھِنًا فَصَدَّقَہٗ بِمَا یَقُوْلُ اَوْ اَتٰی امْرَاَ تَہٗ حَائِضًا اَوْ اَتٰی امْرَاَ تَہٗ فِیْ دُبُرِھَا فَقَدْ بَرِیئَ مِمَّا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ. (رواہ احمد و ابو داؤد)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جو شخص کسی ایسے شخص کے پاس آیا جو غیب کی خبریں بتاتا ہو پھر اسکی بات کی تصدیق کی اور اسی طرح وہ شخص جس نے حیض کی حالت میں اپنی بیوی سے اپنا خاص کام کیا یا اپنی بیوی کے پیچھے کے راستہ سے خواہش پوری کی تو (ان کاموں میں سے جس نے کوئی کام کرلیا) وہ اس دین سے بری ہوگیا جو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۹۳۔از احمد، ابوداؤد)

قطع تعلق کا گناہ

(۱۲۴) عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَحِلُّ لِلرَّجُلِ اَنْ یَّھْجُرَ اَخَاہُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَیَالٍ یَلْتَقِیَانِ فَیُعْرِضُ ھٰذَا وَ یُعْرِضُ ھٰذَا وَ خَیْرُھُمَا الَّذِیْ یَبْدَأُ بِالسَّلَامِ. (متفق علیہ)

''حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ انسان کے لئے حلال نہیں ہے کہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرے۔ ملاقات ہوتی ہے تو یہ ادھر کو منہ پھیر لیتا ہے اور وہ ادھر کو منہ کر لیتا ہے اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو (قطع تعلق ختم کرنے کے لئے) خود سے سلام کی ابتدا کرتا ہے۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۲۷۔ از بخاری و مسلم)

(۱۲۵) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُفْتَحُ اَبْوَابُ الْجَنَّۃِ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَ یَوْمَ الْخَمِیْسِ فَیُغْفَرُ لِکُلِّ عَبْدٍ لَا یُشْرِکُ بِاللّٰہِ شَیْئًا اِلَّا رَجُلٌ کَانَتْ بَیْنَہٗ وَ بَیْنَ اَخِیْہِ شَحْنَاءُ فَیُقُوْلُ اَنْظِرُوْا ھٰذَیْنِ حَتّٰی یَصْطَلِحَا. (رواہ مسلم)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جنت کے دروازے پیر اور جمعرات کے دن کھول دیئے جاتے ہیں، پھر ہر اس بندے کی مغفرت کر دی جاتی ہے جو اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناتا ہو سوائے اس شخص کے جس کے دل میں اپنے مسلمان بھائی کی طرف سے کینہ ہو (یعنی دونوں کے دل میں کینہ اور کھوٹ کپٹ ہو) ان کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے کہ ان کو ابھی مہلت دو (یعنی ان کی بخشش روک دو) یہاں تک کہ آپس میں صلح کر لیں۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۲۸۔ از مسلم)

(۱۲۶) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ یَّھْجُرَ اَخَاہُ فَوْقَ ثَلٰثٍ فَمَنْ ھَجَرَ فَوْقَ ثَلٰثٍ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ. (رواہ احمد و ابو داؤد)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں ہے کہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرے۔ پس جس نے اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ تعلق توڑے رکھا اور پھر اسی حالت میں مرگیا تو دوزخ میں داخل ہوگا۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۲۸۔ از احمد، ابوداؤد)

(۱۲۷) عَنْ اَبِیْ خِرَاشٍ السُّلَمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ هَجَرَ اَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ كَسَفْكِ دَمِهٖ. (رواہ ابوداؤد)

''حضرت ابوخراش سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے اپنے بھائی کو ایک سال تک چھوڑے رکھا (یعنی اتنی مدت تک قطع تعلق جاری رکھا) تو یہ ایسا ہے کہ جیسے اس کا خون بہادیا ہو (یعنی جان سے مارڈالا)۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۲۸۔ از ابوداؤد)

زبردستی کا امام

(۱۲۸) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ لَا تُرْفَعُ لَهُمْ صَلٰوتُهُمْ فَوْقَ رُءُوْسِهِمْ شِبْرًا رَجُلٌ اَمَّ قَوْمًا وَ هُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ وَامْرَاَةٌ بَاتَتْ وَ زَوْجُهَا عَلَيْهَا سَاخِطٌ وَاَخَوَانِ مُتَصَارِمَانِ. (رواہ ابن ماجه.)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین شخص ایسے ہیں کہ ان کی نماز ان کے سروں سے ایک بالشت بھی مقام مقبولیت کی طرف نہیں اٹھائی جاتی۔ ایک وہ شخص جو امام بنا اس حال میں کہ لوگ اس کے امام بننے کو برا سمجھتے ہیں۔ دوسرا وہ عورت جس نے رات گذاری کہ اس کا شوہر اس سے ناراض ہو اور تیسرے وہ دو بھائی جن کے آپس کے تعلقات ٹوٹے ہوئے ہیں۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۰۰۔ از ابن ماجہ)

ف: اگر امام شرعاً مستحق امامت ہو اور شریعت کے لحاظ سے کوئی بات قابلِ اعتراض نہ ہو تو، پھر یہ وعید نہ ہوگی۔

لوگوں سے سوال کرنا

(۱۲۹) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا یَزَالُ الرَّجُلُ یَسْأَلُ النَّاسَ حَتّٰی یَأْتِیَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ لَیْسَ فِیْ وَجْھِہٖ مُزْعَۃُ لَحْمٍ. (متفق علیہ)

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انسان لوگوں سے برابر سوال کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کے چہرہ پر گوشت کی ذراسی بوٹی بھی نہ ہوگی (جسے لوگ دور سے دیکھ کر پہچان لیں گے کہ یہ سوال کرنے والا تھا، دنیا میں اپنی آبرو کھوئی تو آخرت میں بھی سب کے سامنے بے آبرو ہو رہا ہے۔“ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۲۰۔ از بخاری ومسلم)

(۱۳۰) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَأَلَ النَّاسَ اَمْوَالَھُمْ تَکَثُّرًا فَاِنَّمَا یَسْئَلُ جَمْرًا فَلْیَسْتَقِلَّ اَوِ الْیَسْتَکْثِرْ. (رواہ مسلم)

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مال بڑھانے کے لئے لوگوں سے سوال کرتا ہے تو وہ (آگ کے) انگاروں کا سوال کرتا ہے (یعنی یہ جمع کیا ہوا مال دوزخ کی آگ کا انگارہ بن جائے گا، جو اس کو جلائے گا) بس اب جو چاہے کمی کردے چاہے زیادہ کردے۔“ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۶۲۔ از مسلم)

ف: پیشہ ور سوالی جو فقیروں کا بھیس بنا کر سوال کرتے ہیں اور نئے طرز کے سوالی (جن کے سوال کرنے کے بہت سے طریقے ہیں) سب اس حدیث کی وعید میں داخل ہیں۔

ماتم کرنا اور رونا پیٹنا

(۱۳۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَ شَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ. (متفق عليه.)

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو (کسی کی موت پر) گال پیٹے اور گریبان پھاڑے اور جاہلیت کی دہائی کرے۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۵۰۔ از بخاری ومسلم)

(۱۳۲) عَنْ اَبِىْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا كَانَ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا بَرِئٌ، مِّمَّنْ حَلَقَ وَ صَلَقَ وَ خَرَقَ. (رواه مسلم)

''حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ میں ان لوگوں سے بری ہوں جو (رنج وغم ظاہر کرنے کے لئے) سر منڈاتے چیختے چلاتے اور کپڑے پھاڑتے ہیں۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۵۰۔ از مسلم)

(۱۳۳) عَنْ اَبِىْ مَالِكِ الْاَشْعَرِىْ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّائِحَةُ اِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ عَلَيْهَا سِرْ بَالٌ مِّنْ قِطْرَانٍ وَّ دِرْعٌ مِّنْ جَرَبٍ. (رواه مسلم)

''حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نوحہ کرنے والی عورت (جو کسی کی موت پر بین کر کے روتی ہے) اگر موت سے پہلے اس نے توبہ نہ کی تو وہ قیامت کے دن اس حالت میں کھڑی کی جائے گی کہ اس پر ایک کرتہ قطران کا اور ایک کرتہ کھجلی کا ہوگا۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۵۰۔ از مسلم)

ف: قطران عرب میں ایک درخت ہوتا تھا جس کے دودھ کو کھجلی دور کرنے کے لئے جسم پر ملا کرتے ہیں۔ جیسے ہمارے بعض علاقوں میں اس مقصد کے لئے گندھک لگا لیتے ہیں۔ نوحہ کرنے والی عورت کے جسم پر کھجلی چھوڑ دی جائے گی اور اوپر سے قطران کا دودھ مل دیا جائے گا۔ اس طرح سے ایک کرتہ کھجلی کا اور دوسرا کرتہ قطران کا ہوگا، لیکن یہ قطران کھجلی دور کرنے کے لئے نہ ہوگا بلکہ اس سے کھجلی اور زیادہ تیز ہوگی اور بے انتہا کھجلی کی تکلیف ہوگی۔

(۱۳۴) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ النَّائِحَۃَ وَالْمُسْتَمِعَۃَ. (رواہ ابو داؤد)

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے والی عورت اور (اس کا نوحہ) سننے والی پر لعنت کی ہے۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۵۱۔ از ابوداؤد)

بیویوں میں برابری نہ کرنا

(۱۳۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا کَانَتْ عِنْدَ الرَّجُلِ اِمْرَأَتَانِ فَلَمْ یَعْدِلْ بَیْنَهُمَا جَآءَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَ شِقُّهٗ سَاقِطٌ. (رواہ الترمذی و ابوداؤد و النسائی و ابن ماجہ و الدارمی)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جس شخص کے پاس دو بیویاں ہوں اور وہ ان کے درمیان برابری نہ کرے (جو شرعاً مطلوب ہے) تو قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا ایک پہلو گرا ہوا ہوگا۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۷۹۔ از ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی)

شوہر کی نافرمانی

(۱۳۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَعَی الرَّجُلُ اِمْرَأَتَہٗ اِلٰی فِرَاشِہٖ فَاَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ لَعَنَتْهَا الْمَلٰئِکَۃُ حَتّٰی تُصْبِحَ. (متفق علیہ.)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جب مرد بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ انکار کردے جس کی وجہ سے شوہر غصہ کی حالت میں رات گزارے تو اس عورت پر صبح ہونے تک فرشتے لعنت کرتے رہیں گے۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۸۰۔ از بخاری و مسلم)

ف: اگر حالت حیض یا نفاس میں ہو تو مرد پر لازم ہے کہ مخصوص کام سے پرہیز کرے اور عورت بھی

مرد کو اس حالت میں موقعہ نہ دے۔

عورتوں کا بے پردہ ہونا

(۱۳۷) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَرْأَۃُ عَوْرَۃٌ فَإِذَا خَرَجَتِ اسْتَشْرَفَهَا الشَّیْطَانُ. (رواہ الترمذی)

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ عورت چھپا کر رکھنے کی چیز ہے، پس جب (باہر) نکلتی ہے تو اسے شیطان تکنے لگتا ہے۔'' (رواہ الترمذی)

ف: یعنی خود شیطان اور شیطان کے وسوسوں پر عمل کرنے والوں کی نظریں اس پر گڑ جاتی ہیں۔ نظر کا گناہ تو اسی وقت سے شروع ہو جاتا ہے جب عورت پر نظر ڈالی اور اصلی زنا کے لئے بے پردگی پیش خیمہ بن جائے گی۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۳۹۔ از ترمذی)

سسرالی رشتہ داروں سے پردہ نہ کرنے کا نتیجہ

(۱۳۸) عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِیَّاکُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَی النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ أَرَأَیْتَ الْحَمْوَ قَالَ الْحَمْوُ الْمَوْتُ . (متفق علیہ)

''حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (نامحرم) عورتوں کے پاس نہ جاؤ۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! عورت کے سسرالی رشتہ کے مردوں کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ آپؐ نے جواب میں فرمایا کہ سسرالی رشتہ کے مرد تو (اس کے لئے) موت ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۶۸۔ از بخاری ومسلم)

(مطلب یہ ہے کہ جیٹھ اور سسرال کے دوسرے رشتہ داروں سے پردہ کرنا اور ان کو تنہائی میں آنے سے روکنا تو اور زیادہ ضروری ہے کیونکہ ان سے ایسی ویسی بات کا زیادہ خطرہ ہے۔ ان سے تو ایسا بچنا چاہئے جیسے موت سے بچتے ہیں۔)''

نامحرم عورتوں کے پاس جانے کی ممانعت

(۱۳۹) عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَۃٍ اِلَّا کَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّیْطَانُ. (رواہ الترمذی)

''حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جب بھی کوئی (نامحرم) تنہائی میں عورت کے ساتھ ہوگا تو وہاں ان کے ساتھ تیسرا شیطان ضرور ہوگا۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۶۹۔ از ترمذی)

کسی کا ستر دیکھنا یا اپنا ستر دکھانا

(۱۴۰) عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ. یَاعَلِیُّ! لَا تُبْرِزْ فَخِذَکَ وَلَا تَنْظُرْ اِلٰی فَخِذِ حَیٍّ وَّلَا مَیِّتٍ.

(رواہ ابو داؤد و ابن ماجہ.)

''حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ اے علی! اپنی ران (دوسرے کے سامنے) ظاہر نہ کرو اور کسی زندہ یا مردہ کی ران کی طرف مت دیکھو۔'' (مشکوٰۃ المصابیح از ابوداؤد، ابن ماجہ)

جس کی خوراک ذمہ ہو اس کو ضائع کرنا

(۱۴۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنهما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَفٰی بِالْمَرْءِ اِثْمًا اَنْ یُّضِیْعَ مَنْ یَّقُوْتُ. (رواہ مسلم)

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ انسان کے گناہ گار ہونے کو یہ کافی ہے کہ جن کی خوراک اس کے ذمہ ہے ان کو ضائع کردے (یعنی ان کو کھانے کو نہ دے)'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۹۰۔ از مسلم)

ف: بیوی بچے، ماں باپ، جانور جس کی بھی خوراک ذمہ ہو اس حدیث کے عموم میں سب داخل

ہیں۔اور سب کی خوراک کا فکر رکھنا لازم ہے۔

پیشاب سے نہ بچنا

(۱۴۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَکْثَرَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنَ الْبَوْلِ. اَخْرَجَهُ الْحَاکِمُ فِی الْمُسْتَدْرِکِ وَ قَالَ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الشَّیْخَیْنِ وَلَا اَعْرِفُ لَهٗ عِلَّةً وَّ اَقَرَّهُ الذَّهَبِیُّ.

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبر کا عذاب زیادہ تر پیشاب کی وجہ سے ہوتا ہے۔'' (مستدرک حاکم ص۱۸۳ ج۱)

ف: جو لوگ پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتے یا بغیر استنجا کئے پیشاب کر کے اٹھ جاتے ہیں وہ لوگ خاص طور سے اس حدیث کے مضمون کو پڑھیں اور عمل کی فکر کریں۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر چھوڑنا

(۱۴۳) عَنْ حُذَیْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَتَاْ مُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَ لَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْکَرِ اَوْ لَیُوْشَکَنَّ اللّٰهُ اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْکُمْ عَذَابًا مِّنْ عِنْدِهٖ ثُمَّ لَتَدْعُنَّهٗ وَلَا یُسْتَجَابُ لَکُمْ.

(رواه الترمذی)

''حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم لوگ ضرور بالضرور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو، ورنہ عنقریب اللہ تعالیٰ تم پر اپنے پاس سے عذاب بھیجے گا، پھر تم دعا کرو گے تو تمہاری دعا قبول نہ ہوگی۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص۴۳۶۔از ترمذی)

(۱۴۴) عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوْحَی اللّٰهُ عَزَّوَ جَلَّ اِلٰی جِبْرَئِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَنِ اقْلِبْ مَدِیْنَةَ

كَذَا بِاَهْلِهَا فَقَالَ يَارَبِّ! اِنَّ فِيهِمْ عَبْدَكَ لَمْ يَعْصِكَ طَرْفَةَ عَيْنٍ قَالَ فَقَالَ اقْلِبْهَا عَلَيْهِ وَ عَلَيْهِمْ فَاِنَّ وَجْهَهُ لَمْ يَتَمَعَّرْ فِيَّ سَاعَةً قَطُّ. (رَوَاه، الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْاِيْمَان.)

''حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ اللہ عز وجل نے جبریل علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ فلاں فلاں بستی کو اس کے رہنے والوں سمیت الٹ دو۔ انہوں نے عرض کیا کہ اے رب! ان میں آپ کا ایک ایسا بندہ ہے جس نے پلک جھپکنے کے برابر وقت بھی آپ کی نافرمانی نہیں کی (کیا اس کو بھی سزا میں شریک کرلیا جائے؟) اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ اس بستی کو اس شخص پر اور (اس کے علاوہ) اور سب لوگوں پر الٹ دو، کیونکہ اس شخص کا چہرہ کبھی (میرے احکام کی خلاف ورزی کے) بارے میں نہیں بدلا (یعنی خود تو عبادت گذار تھا مگر دوسروں کو گناہ میں لگا ہوا دیکھ کر منع کرنا تو کجا اس کے چہرہ پر کبھی شکن بھی نہیں پڑی۔) (مشکوۃ المصابیح ص ۴۳۹۔ از بیہقی)

حضرات صحابۂ کرام کو برا کہنا

(۱۴۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَءَ يْتُمُ الَّذِيْنَ يَسُبُّوْنَ اَصْحَابِيْ فَقُوْلُوْا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰى شَرِّكُمْ. (رواه الترمذی)

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہؓ کو برا کہتے ہیں تو ان سے کہہ دو کہ تمہارے شر پر اللہ کی لعنت ہو۔'' (مشکوۃ المصابیح ص ۵۵۴۔ از ترمذی)

(۱۴۶) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِيْ فَلَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيْفَهُ. (متفق علیه.)

''حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے کہ میرے صحابہ کو برا نہ کہو کیونکہ (اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کا یہ مرتبہ ہے کہ) بلا شک تم میں سے کوئی شخص اگر احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کر دے تو یہ ان کے ایک مد اور (بلکہ) اس کے آدھے کو بھی نہیں پہنچے گا۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۵۳۔ از بخاری ومسلم)

ضرر دینے والی وصیت کرنا

(۱۴۷) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ لَیَعْمَلُ وَالْمَرْاَةُ بِطَاعَةِ اللّٰهِ سِتِّیْنَ سَنَةً ثُمَّ یَحْضُرُهُمَا الْمَوْتُ فَیُضَآرَّانِ فِی الْوَصِیَّةِ فَتَجِبُ لَهُمَا النَّارُ ثُمَّ قَرَاَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ مِنْ بَعْدِ وَصِیَّةٍ یُّوْصٰی بِهَا اَوْ دَیْنٍ غَیْرَ مُضَآرٍّ. اِلٰی قَوْلِهٖ تَعَالٰی. وَ ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ (رواہ احمد والترمذی و ابو داؤد و ابن ماجه)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ بلا شبہ ایسے مرد اور عورت بھی ہوتے ہیں جو ساٹھ سال تک اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے مطابق عمل کرتے رہتے ہیں، پھر (جب) ان کی موت کا وقت آ پہنچتا ہے تو (خلافِ شرع) وصیت کر کے (شرعی ورثہ کو) نقصان پہنچا دیتے ہیں جس کی وجہ سے ان کے لئے دوزخ واجب ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (سورہ نساء) کی آیت پڑھی مِنْ بَعْدِ وَصِیَّةٍ یُوْصٰی بِهَا اَوْدَیْنٍ غَیْرَ مُضَآرٍّ (الٰی قوله تعالیٰ) وَ ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۶۵۔ از احمد، ترمذی ابوداؤد، ابن ماجہ)

خاتمۃ الکتاب

الحمدللہ رسالہ ''تحذیر العشائر'' ختم ہوا۔ دینی کتاب صرف مطالعہ کے لئے نہیں بلکہ عمل کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ آج کل ذوقِ مطالعہ تو بہت ہے مگر ذوقِ عمل نہیں، اسی لئے بہت سے لوگ ہزاروں صفحات کا مطالعہ کرتے چلے جاتے ہیں مگر عمل کے اعتبار سے صفر ہی نظر آتے ہیں۔ حالانکہ ذوقِ علم کے ساتھ ذوقِ عمل بھی لازم ہے۔

ناظرین سے درخواست ہے کہ اس رسالہ کو بار بار پڑھیں اور اپنے حالات کا جائزہ لیتے رہیں۔ نفس کو آخرت کا فکر مند بنائیں اور ہر گناہ کو ترک کریں، آخرت کے عذاب سے بچنے اور وہاں کا آرام وراحت نصیب ہونے کے لیے گناہوں کو چھوڑیں اور فرائض و واجبات اور سنن و مستحبات کا اہتمام کریں۔

مرنا برحق ہے، حساب کتاب برحق ہے، جزاوسزا برحق ہے تو گناہوں کا ارتکاب کیوں کرتے ہیں؟ افسوس ہے کہ بوڑھے بوڑھے لوگ گناہوں میں لت پت ہیں، قبر میں قدم لٹکائے ہوئے ہیں مگر گناہ چھوڑنے کے لئے آمادہ نہیں۔ اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے کہ یا تو قرآن وحدیث کی باتوں پر یقین نہیں ہے جو مرنے کے بعد حالات سے متعلق ہیں یا اتنے بڑے نڈر ہیں کہ عذاب کی خبروں اور وعیدوں سے قصداً لاپرواہ ہیں اور عذاب بھگتنے کو تیار ہیں۔ (العیاذ باللہ)

قرآن مجید میں ارشاد ہے:۔

وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ (سورۃ الحشر)

"یعنی ہر نفس غور کرے اور سوچے کہ اس نے کل (آخرت) کے لئے پہلے سے کیا بھیجا ہے۔"

درحقیقت یہ بہت بڑا مراقبہ ہے جو اصلاح کا بہترین ذریعہ ہے۔ ہمیشہ غور وفکر کریں اور سوچیں کہ ہم آخرت کے لئے کیا کر رہے ہیں اور کیا کر چکے ہیں۔ زندگی میں گناہ زیادہ کئے ہیں یا نیکیاں زیادہ کی ہیں۔ اعمال صالحہ کے نام سے جو کام کئے ہیں وہ ناقص تھے یا کامل اور کمی کوتاہی کتنی تھی، اخلاص تھا یا ریاکاری کا جذبہ کارفرما تھا؟ اور جو اعمال اب انجام دے رہے ہیں ان کے بارے میں بھی فکر مند ہوں کہ مقبولیت کے لائق ہیں یا نہیں؟ جب فکر کرتے رہیں گے تو زندگی سراسر نقصان معلوم ہونے لگے گی اور ان شاء اللہ رجوع الی اللہ کی توفیق ہوگی اور گناہوں سے سچی توبہ نصیب ہوگی۔

بے فکری کی زندگی مومن کی زندگی نہیں وہ تو اپنا حساب کرتا رہتا ہے اور زندگی کا جائزہ لیتا

رہتا ہے۔ نفس وشیطان کی نافرمانی کر کے گناہوں سے محفوظ رہنے کی کوشش کرتا ہے اور زیادہ سے زیادہ اعمالِ صالحہ کی طرف لپکتا ہے۔

اے مسلمانو! ہوش میں آؤ، گناہ چھوڑو، نیکیوں میں لگو، اخلاص کے ساتھ نیک عمل کرو اور نیکیوں میں ترقی کرتے چلے جاؤ تاکہ آخرت کے درجات میں ترقی ہو اور دوزخ سے محفوظ ہوجاؤ اور جنت میں چلے جاؤ۔ یہی اصل کامیابی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے،

فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ (سورہ آل عمران)

''پس جو شخص دوزخ سے بچادیا گیا اور جنت میں داخل کردیا گیا تو وہ کامیاب ہوگیا۔

دیکھو! قرآن مجید نے بتایا کہ دوزخ سے محفوظ ہوجانا اور جنت میں چلا جانا کامیابی ہے۔ لوگ مال و دولت کو اور حکومت و سلطنت کو کامیابی سمجھتے ہیں۔ دنیا کے عہدے حاصل ہوجانے کو کامیابی جانتے ہیں اور بڑے بڑے گناہوں میں ملوث ہوکر یہ چیزیں حاصل کرتے ہیں، بھلا جو چیزیں گناہوں سے حاصل ہوں گی ان میں خیر کہاں؟ وہ تو مزید گناہوں کا ذریعہ بنیں گے۔ گناہوں کی گٹھڑی لے کر قیامت میں حاضر ہونا کوئی سمجھ داری نہیں ہے۔ گزشتہ گناہوں سے توبہ کرو اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تلافی کرو اور آئندہ کیلئے گناہوں سے بچو۔

اللہ عزوجل ہم سب کو گناہوں سے محفوظ فرمائے اور اعمال صالحہ کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے۔

اِنَّهٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَّ بِالْاِجَابَةِ جَدِیْرٌ وَّ هٰذَا اٰخِرُ السُّطُوْرِ مِنْ هٰذَا الْکِتَابِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمَلِیْکِ الْوَهَّابِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اُوْتِیَ الْحِکْمَةَ وَ فَصْلُ الْخِطَابِ وَ عَلٰی اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ خَیْرُ اٰلٍ وَ اَصْحَابٍ.